لجنہ اماء اللہ آئرلینڈ کا ترجمان

شمارہ نمبر1-2011ء جلد2

میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا۔

(الہام حضرت مسیح موعودؑ)

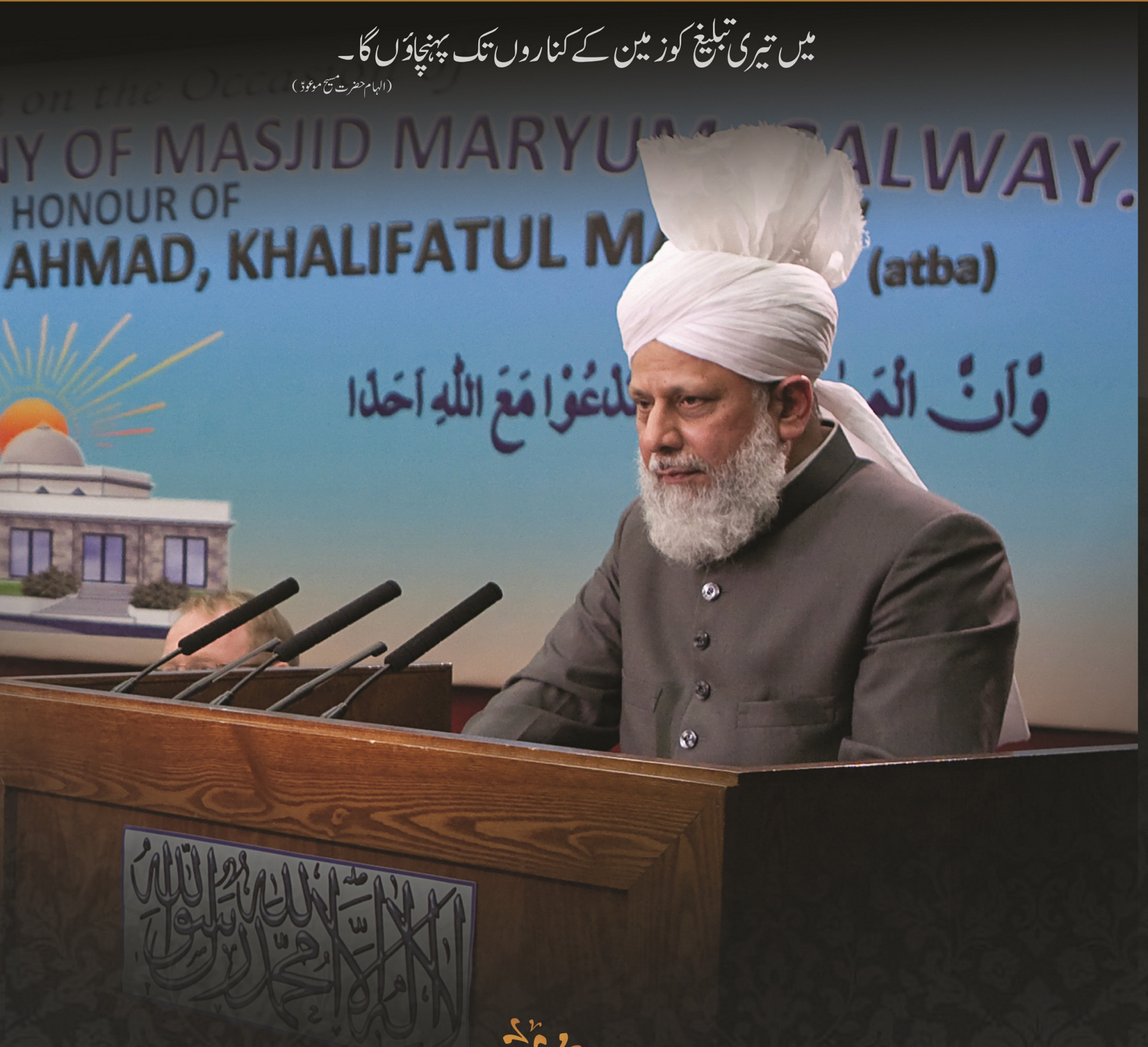

مریم

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا دورۂ آئرلینڈ

Civic Reception Galway Ireland

مشن ہاؤس گالوے

حضورِانور اور *Michael Crowe, Mayor Galway City*

برموقعہ سنگِ بنیاد مسجد مریم گالوے آئرلینڈ

لجنہ اماءاللہ آئرلینڈ کا ترجمان

مریم

سن 2011ء

شمارہ نمبر:۔ 1 - 2011ء

جلد نمبر: 2

مدیرہ:

راشدہ کرن خان

نیشنل صدر لجنہ آئرلینڈ:

طیبہ مشہود صاحبہ

مربی سلسلہ آئرلینڈ

مکرم اِبراہیم نونن صاحب

معاونات:

خالدہ افتخار، ناجیہ نصرت ملک، نازیہ ظفر

شمیفہ ظہیر، شازیہ مظفر، حانیہ احمد، ندا منان

لے آؤٹ، ڈیزائننگ اور سرورق:

راشدہ کرن خان

برائے رابطہ مدیرہ مریم :

Email:

maryam.magazine@gmail.com

اس شمارے میں

☆ بدظنی تجسس اور غیبت کی عادت (خطبہ جمعہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ) 5

☆ دُعا کی اہمیت اور آداب 9

☆ اسمِ اعظم 11

☆ شرک کے بعد تکبر جیسی اور کوئی بلا نہیں 12

☆ جو غیبت کرتا ہے، وہ مُردہ بھائی کے گوشت کے کباب کھاتا ہے 13

☆ غیبت یہ ہے: سچا عیب کسی بھائی یا بہن کا اس کی عدم موجودگی میں بیان کرنا 15

☆ سیرت حضرت اماّں جانؓ 16

☆ کیا غیبت سے آپ کو مزہ آتا ہے؟ 21

☆ نظامِ جماعت کی اطاعت، غیبت وعیب جوئی، بدظنی 23

☆ تمام گناہوں کی جڑ تین امور 28

☆ قبولیت دُعا کے طریق 30

☆ دجال کی حقیقت 34

☆ جھوٹی تعریف کی تمنا بالآخر شرک بن جاتی ہے 36

☆ تبلیغ کے میدان میں قبولیت دُعا کے چند واقعات 37

☆ خلاصہ خطبہ جمعہ، مسجد کی تعمیر آئرلینڈ 39

☆ جماعتِ احمدیہ آئرلینڈ کے تاریخی، بابرکت اور مبارک دن 43

☆ کچھ آئرلینڈ کے بارے میں 52

☆ نیشنل عاملہ لجنہ اماءاللہ آئرلینڈ کی میٹنگ حضورِ انور کے ساتھ 53

☆ خوبصورت یادیں۔ پیارے حضورِ انور اور آپا جان مدظلہا کے ساتھ 56

☆ وَاللّٰہُ یَھْدِیْ مَنْ یَشَاءُ 64

☆ پکوان 66

☆ بیوٹی ٹپس 66

☆ ایک عظیم باپ کی یاد میں 68

☆ بزمِ ناصرات 75

قرآنِ کریم

﴿ یٰاَیُّھَاالَّذِیْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا کَثِیْرًا مِّنَ الظَّنِّ ز
اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ وَّ لَا تَجَسَّسُوْا وَلَا یَغْتَبْ بَّعْضُکُمْ بَعْضًا ط اَیُحِبُّ اَحَدُکُمْ اَنْ یَّاْکُلَ لَحْمَ اَخِیْهِ مَیْتًا فَکَرِھْتُمُوْهُ ط
وَ اتَّقُوا اللّٰهَ ط اِنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ رَّحِیْمٌ ﴾ (الحجرات، آیت ۱۳)

ترجمہ: اے لوگو جو ایمان لائے ہو! ظن سے بکثرت اجتناب کیا کرو۔ یقیناً بعض ظن گناہ ہوتے ہیں۔ اور تجسس نہ کیا کرو۔ اور تم میں سے کوئی کسی دوسرے کی غیبت نہ کرے۔ کیا تم میں سے کوئی یہ پسند کرتا کہ اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھائے؟ پس تم اس سے سخت کراہت کرتے ہو۔ اور اللہ کا تقویٰ اختیار کرو۔ یقیناً اللہ بہت قبول کرنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔

☆☆☆

﴿ وَیْلٌ لِّکُلِّ ھُمَزَةٍ لُّمَزَةِ ﴾ ترجمہ: ہلاکت ہو ہر غیبت کرنے والے، سخت عیب جُو کے لئے۔ (الھمزہ، آیت ۲)

احادیث نبوی ﷺ

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہیں معلوم ہے غیبت کیا ہے؟ صحابہؓ نے عرض کیا اللہ اور اس کا رسولؐ بہتر جانتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا: ”اپنے بھائی کا اس کی پیٹھ پیچھے اس رنگ میں ذکر کرنا جسے وہ پسند نہیں کرتا“۔ عرض کیا گیا کہ اگر وہ بات جو کہی گئی ہے سچ ہو اور میرے بھائی میں وہ موجود ہو تب بھی یہ غیبت ہوگی؟ آپؐ نے فرمایا: ”اگر وہ عیب اس میں پایا جاتا ہے، جس کا تُو نے اس کی پیٹھ پیچھے ذکر کیا ہے تو یہ غیبت ہے اور اگر وہ بات جو تو نے کہی ہے اس میں پائی ہی نہیں جاتی تو یہ اس پر بہتان ہے“۔ (مسلم کتاب)

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بدترین آدمی تم اسے پاؤ گے جو دو (۲) منہ رکھتا ہے۔ ان کے پاس آ کر کچھ کہتا ہے، دوسروں کے پاس جا کر کچھ کہتا ہے یعنی بڑا منافق اور چغلخور ہے۔ (مسلم کتاب)

حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ”جب مجھے معراج ہوا تو حالتِ کشف میں مَیں ایک ایسی قوم کے پاس سے گذرا جن کے ناخن تانبے کے تھے اور وہ ان سے اپنے چہروں اور سینوں کو نوچ رہے تھے“۔ مَیں نے پوچھا ”اے جبرائیل! یہ کون ہیں؟“ تو انہوں نے بتایا کہ ”یہ لوگوں کا گوشت نوچ نوچ کر کھایا کرتے تھے اور ان کی عزت وآبرو سے کھیلتے تھے یعنی ان کی غیبت کرتے تھے اور ان کو حقارت سے دیکھتے تھے“۔ (ابو داؤد کتاب الادب باب فی الغیبة)

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”حسد سے بچو، کیونکہ حسد نیکیوں کو اس طرح بھسم کر دیتا ہے جس طرح آگ ایندھن اور گھاس کو بھسم کر دیتی ہے“۔ (ابو داؤد کتاب الادب باب فی الحسد)

حضرت حذیفہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”چغل خور جنّت میں داخل نہیں ہوگا“۔
(بخاری کتاب الادب باب ما یکرہ من النمیمة)

پیغام حضورِ انور حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

واجعل لي من لدنك سلطانا نصيرا
انا فتحنا لك فتحا مبينا
ولقد نصركم الله ببدر وانتم اذلة
امام جماعتِ احمدیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ وَعَلٰی عَبْدِہِ الْمَسِیْحِ الْمَوْعُوْدِ

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ

ھوالنّاصر

لندن
4-11-10

مکرمہ صدر صاحبہ لجنہ اماءاللہ آئرلینڈ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کی طرف سے رسالہ ''مریم'' کا پہلا شمارہ ملا۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء۔ ماشاءاللہ آپ نے اس میں معیاری علمی مضامین شامل کئے ہیں اور میرے خطبہ کا بھی کچھ خلاصہ دیا ہے۔ ٹائٹل کور اور تصاویر بھی بہت خوبصورت ہیں۔ اللہ آپ کی کوششوں کو قبول فرمائے اور آپ کی سب معاونات کا حامی و ناصر ہو۔ آمین۔

والسلام

خاکسار

I-8314
8-11-10

خليفة المسيح الخامس

آئرلینڈ

پیغام نیشنل صدر صاحب آئرلینڈ، مکرم ڈاکٹر علیم الدین صاحب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مکرمہ ومحترمہ صدر صاحبہ لجنہ اماء اللہ آئرلینڈ

اسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کی طرف سے خاکسار کو ارشاد موصول ہوا ہے کہ مریم میگزین میں شائع ہونے کے واسطے لجنہ کے لیے کچھ تحریر کروں۔اس سلسلہ میں خاکسار مختصراً لجنہ اماء اللہ آئرلینڈ کی توجہ مندرجہ ذیل باتوں کی طرف مبذول کروانا چاہتا ہے۔

۱۔ تمام لجنہ اور ناصرات خاص طور پر اس بات کا اہتمام کریں کہ وہ خود بھی پنجوقتہ نمازوں کا اہتمام کریں اور خاص طور پر اپنے بچوں کو اس طرف متوجہ کریں۔اور انہیں نماز کا عادی بنائیں۔سونے سے پہلے ہر روز ان سے سوال کریں کہ دن میں پوری نمازیں ادا کیں ہیں یا نہیں۔

۲۔ بچوں کی تربیت کی طرف بہت توجہ کریں۔ان کے دلوں میں خدا تعالیٰ کی عظمت اور محبت ہمیشہ پیدا کرنے کی کوشش کریں۔اس بات کا جائزہ لیں کہ ہم بچوں کی دنیاوی تعلیم کے لیے جو کوشش کرتے ہیں آیا اسی طرح ان کی روحانی تربیت کے لیے بھی فکرمند ہیں کہ نہیں۔اپنے بچوں کو ہر روز کچھ نہ کچھ دین کے بارے میں بتائیں۔روزانہ جہاں آپ ان کو اہتمام سے تیار کر کے سکول بھجواتی ہیں کیا ایسا ہی اہتمام بچوں کی ہفتہ وار کلاس کے لیے کیا جاتا ہے یا نہیں۔سکول کا ہوم ورک تو ہمیشہ چیک ہوتا ہے کہ بچوں نے کیا ہے یا نہیں۔اسی طرح آپ بچوں کے دینی ہوم ورک کو بھی سنجیدگی سے کرواتی ہیں کہ نہیں۔اگر جواب نہیں میں ہے تو بہت استغفار کر کے اس طرف توجہ کریں۔

ماں کی گود اور تربیت سے بڑھ کر دنیا میں اور کوئی تربیت کی جگہ نہیں۔اگر ہم اس وقت اپنے بچوں کو صحیح معنوں میں احمدی بنا دیں تو نہ صرف وہ خود اس ماحول کے زہریلے اثرات سے بچ جائیں گے بلکہ آئندہ آنے والے سالوں میں جماعت احمدیہ آئرلینڈ کی ترقیات کی بنیاد بھی مستحکم ہوگی انشاء اللہ۔اس لحاظ سے میری یہ خاص درخواست ہے کہ تمام لجنہ جن کو اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے اولاد کی نعمت سے سرفراز کیا ہے وہ اس طرف خاص توجہ کریں۔

۳۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بھیجنے کا ایک مقصد اللہ تعالیٰ کا یہ تھا کہ ایک ایسی جماعت دنیا میں قائم ہو جائے جن کے نمونہ سے دنیا کو خدا یاد آ جائے۔اس لیے باخدا اور خداترس انسان بنیں۔دنیا پرستی اور دنیاوی خواہشات کو ترک کر کے خداپرستی اور دینی مقاصد کو اپنا لائحہ عمل بنائیں۔جماعتی ترقی کے لیے آپس کے بھائی چارے اور دلی محبت کی بہت زیادہ ضرورت ہے دلوں کے کینوں کو دور کر کے ہر دوسری بہن اور بھائی کے لیے دل میں احترام کے جذبات پیدا کریں اور دلوں کو کینوں سے پاک کریں۔اور دل کی مسکین اور حلیم طبع بنیں اور تکبر اور غیبت سے بچیں۔

۴۔ اپنے پیارے آقا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کو خود بھی دُعا کے لیے لکھتی رہیں اور اپنے بچوں کو بھی ہر مہینہ کم از کم ایک خط لکھنے کی پابندی کروائیں۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو ان باتوں پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے (آمین)۔

والسلام

خاکسار

ڈاکٹر علیم الدین

نیشنل صدر آئرلینڈ

اداریہ

بدی پر غیر کی ہر دَم نظر ہے مگر اپنی بدی سے بے خبر ہے

یہ محض خدا تعالیٰ کا فضل اور احسان ہے کہ لجنہ اماءاللہ آئرلینڈ کو اپنا دوسرا شمارہ شائع کرنے کی توفیق مل رہی ہے۔الحمدُللہ۔

اس شمارہ کا عنوان غیبت، بدظنی اور حسد چنا گیا ہے۔غیبت سے بچنے کے حکم میں خواتین پر زور ہے اس لئے ہمیں زیادہ قوت سے اپنا دفاع کرنا ہوگا۔خدا تعالیٰ سے دُعائیں مانگتے ہوئے عہد کریں کہ اس موذی گناہ سے بچتی رہیں گی۔عیوب پر نظر ڈالنی ہے تو اپنے عیوب پر ڈالیں۔غیبت جیسے بد ترین گناہ سے بچنے کے لئے ہر شخص کو غور و فکر کرنی چاہئے۔حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرتؐ نے فرمایا جو شخص دنیا میں کسی مسلمان کی پردہ پوشی کرتا ہے اللہ تعالیٰ دنیا اور آخرت میں اس کی پردہ پوشی کرے گا۔(ترمذی)۔

ایک جگہ آنحضورؐ کا ارشاد ہے کہ جب تم کسی کی کمزوری اُچھالنے لگو تو خود سوچ لو اور پرکھ لو اور اچھی طرح جائزہ لے لو یہ کمزوری خود تمہارے اندر بھی تو نہیں پائی جاتی اور اسی طرح اگر تم محاسبہ کرنے لگو گے تو تمہیں خود اپنے اندر اس قدر کمزوریاں نظر آئیں گی کہ تم جرأت نہیں کرسکو گے کہ دوسرے کی کمزوری سے پردہ اُٹھا سکو۔(بخاری و مسلم)۔

ایک مسلمان دوسرے مسلمان کا آئینہ ہے۔جب انسان آئینہ دیکھتا ہے تو آئینہ اس کی خوبیاں اور خامیاں بتاتا ہے لیکن صرف اس کو جو آئینہ دیکھ رہا ہوتا ہے کسی دوسرے کو نہیں بتاتا کہ اس میں یہ خرابیاں ہیں۔اس حدیث پر عمل کرکے ہم بہت سے برے نتائج سے بچ سکتے ہیں۔

قارئین کرام! آپ سے درخواست ہے کہ براہِ کرم رسالہ مریم میں مضامین یا متعلقہ چیزیں بجھواتے وقت ان باتوں کا خیال رکھیں کہ مضمون نویسی میں کسی کتاب یا انٹرنیٹ سے کچھ نقل کرتے ہوئے اس کتاب (یا ویب سائیٹ) کا حوالہ ساتھ ضرور لکھیں۔بہتر ہوگا کہ آپ مضمون کے حوالے سے اپنا کوئی ذاتی واقعہ بھی لکھ دیں۔اور کوشش کریں کہ اپنے الفاظ میں مضمون کو ڈھال دیں۔ایسا کرنے سے آپ کے مضمون کو 'چار چاند' لگ جائیں گے۔

قارئین کرام سے دُعا کی درخواست کرتی ہوں، کہ خدا تعالیٰ 'مریم رسالہ' کو بے حد برکتوں سے نوازے اور یہ رسالہ ہمارے گھروں کے لئے روحانی ترقی کا ایک ذریعہ بن سکے۔خدا تعالیٰ سے دُعا ہے کہ یہ رسالہ ہمارے گھروں میں علم کی روشنی پھیلاتا چلا جائے۔آمین

اس رسالہ کی تیاری میں خاکسار مکرمہ محترمہ طیبہ مشہود صاحبہ، صدر لجنہ اماءاللہ آئرلینڈ کی شکرگزار ہے کہ انہوں نے اس رسالہ کی تیاری کے دوران ہر طرح سے مدد فرمائی۔اسی طرح سے خاکسار محترمہ ناجیہ نصرت ملک صاحبہ کی تہہِ دل سے شکرگزار ہے جنہوں نے اس رسالہ کی پروف ریڈنگ کرنے میں مدد فرمائی۔خاکسار اُن سب کی بھی تہہ دل سے شکرگزار ہے جنہوں نے انتہائی خلوص اور جذبہ کے ساتھ تعاون کرنے کی توفیق پائی۔نیز اُن کو بھی خدا تعالیٰ جزاء عطا کرے جنہوں نے مضامین اور دیگر مواد ارسال فرمائے۔(جزاکم اللہ احسن الجزاء)۔

والسلام

خاکسار

راشدہ کرن خان

نیشنل سیکرٹری اشاعت آئرلینڈ و مدیرہ 'مریم'

اقتباس حضرت مسیح موعود علیہ السلام

عورتوں کو نصیحت

جون 1906ء کو ایک دفعہ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ نے اندرونِ خانہ عورتوں کو نصیحت کی:۔

''غیبت کرنے والے کی نسبت قرآن کریم میں ہے کہ وہ مردہ بھائی کا گوشت کھاتا ہے، عورتوں میں یہ بیماری بہت ہے، آدھی رات تک بیٹھی غیبت کرتی رہتی ہیں۔ اور صبح اُٹھ کر وہی کام شروع کر دیتی ہیں لیکن اس سے بچنا چاہئے۔ عورتوں کی خاص سورت قرآن شریف میں ہے، حدیث میں آیا ہے کہ آنحضورؐ نے فرمایا کہ میں نے بہشت میں دیکھا کہ فقیر زیادہ تھے اور دوزخ میں دیکھا کہ عورتیں بہت تھیں۔

عورتوں میں چند عیب بہت سخت ہیں اور کثرت سے ہیں۔ ایک شیخی کرنا کہ ہم ایسے ہیں اور ایسے ہیں پھر یہ کہ قوم پر فخر کرنا کہ فلاں تو کمینی ذات کی عورت ہے یا فلاں ہم سے نیچی ذات کی ہے پھر یہ کہ اگر کوئی غریب عورت ان میں بیٹھی ہوئی ہے تو اس سے نفرت کرتی ہیں اور اس کی طرف اشارہ شروع کر دیتی کہ کیسے غلیظ کپڑے پہنے ہیں زیور اس کے پاس کچھ بھی نہیں۔ (ملفوظات جلد پنجم صفحہ ۲۹)

حضور علیہ السلام فرماتے ہیں:

''اے میرے پیارے بھائیو! کوشش کرو متقی بن جاؤ۔ بغیر عمل کے سب باتیں ہیچ ہیں اور بغیر اخلاص کے کوئی عمل مقبول نہیں سو تقویٰ یہی ہے کہ ان تمام نقصانوں سے بچ کر خدا تعالیٰ کی طرف قدم اُٹھاؤ اور پرہیزگاری کی باریک راہوں کی رعایت رکھو سب سے اول اپنے دلوں میں انکسار اور صفائی اور اخلاص پیدا کرو اور سچ مچ دلوں کے حلیم اور سلیم اور غریب بن جاؤ کہ ہر یک خیر اور شر اور شر کا بیج پہلے دل میں ہی پیدا ہوتا ہے۔ اگر تیرا دل شر سے خالی ہے تو تیری زبان بھی شر سے خالی ہوگی اور ایسا ہی تیری آنکھ اور تیرے سارے اعضاء۔ ہر ایک نور یا اندھیرا پہلے دل میں ہی پیدا ہوتا ہے اور پھر رفتہ رفتہ تمام بدن پر محیط ہو جاتا ہے۔ سو اپنے دلوں کو ہر دم ٹٹولتے رہو اور جیسا پان کھانے والا اپنے پانوں کو پھیرتا رہتا ہے اور ردی ٹکڑے کو کاٹتا ہے اور باہر پھینکتا ہے اسی طرح تم بھی اپنے دلوں کے مخفی عادات اور مخفی جذبات اور مخفی ملکات کو اپنی نظر کے سامنے پھیرتے رہو اور جس خیال یا عادت یا ملکہ کو ردی پاؤ اس کو کاٹ کر باہر پھینکو، ایسا نہ ہو کہ وہ تمہارے سارے دل کو ناپاک کر دیوے اور پھر تم کاٹے جاؤ۔

(روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۵۴۷، ازالہ وہام صفحہ ۸۲۷)

بد ظنی سے تجسس

اور تجسس سے غیبت کی عادت پیدا ہوتی ہے

بدظنی تجسس اور غیبت کی عادات چھوڑنے کے بارے میں پُر معارف خطاب

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطبہ جمعہ فرمودہ 26 دسمبر ۲۰۰۳ء بمقام بیت الفتوح لندن

چغلی کی عادت سے اجتناب کیلئے ذیلی تنظیموں کو ٹھوس لائحہ عمل تجویز کرنا چاہئے

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ ۲۶ دسمبر ۲۰۰۳ء کو بیت الفتوح لندن میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔ آپ نے اس خطبہ میں بدظنی، تجسس اور غیبت کی عادت سے اجتناب کرنے کے بارہ میں احباب کو نصائح کیں۔ اس مضمون کی تشریح میں آیت قرآنی، احادیث نبویہ ارشادات حضرت مسیح موعودؑ بھی بیان فرمائے۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کا یہ خطبہ ایم ٹی اے کے ذریعہ دنیا بھر میں براہ راست ٹیلی کاسٹ کیا گیا اور متعدد زبانوں میں رواں ترجمہ بھی نشر ہوا۔

حضورِ انور نے خطبہ کے آغاز میں سورۃ الحجرات آیت ۱۳ کی تلاوت فرمائی جس کا ترجمہ ہے: ’اے لوگو جو ایمان لائے ہو۔ ظن سے بکثرت اجتناب کیا کرو۔ یقیناً بعض ظن گناہ ہوتے ہیں اور تجسس نہ کیا کرو۔ اور تم میں سے کوئی کسی دوسرے کی غیبت نہ کرے۔ کیا تم میں سے کوئی یہ پسند کرتا ہے کہ اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھائے؟ پس تم اس سے سخت کراہت کرتے ہو۔ اور اللہ کا تقویٰ اختیار کرو۔ یقیناً اللہ توبہ قبول کرنے والا اور بار بار رحم کرنے والا ہے‘۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہمارے معاشرے میں بعض برائیاں ایسی ہیں جو بظاہر چھوٹی نظر آتی ہیں لیکن معاشرے پر ان کے اثرات بہت برے پڑتے ہیں اور وہ برائیاں معاشرے میں فساد برپا کر دیتی ہیں۔ انہی برائیوں میں بدظنی، تجسس اور غیبت کی عادت بھی ہے۔ غیبت کو مردہ بھائی کا گوشت کھانے کے مترادف قرار دیا گیا ہے کوئی ظالم سے ظالم شخص بھی یہ پسند نہیں کرتا کہ وہ مردہ بھائی کا گوشت کھائے بلکہ اس تصور سے ہی کراہت آتی ہے لیکن اس کے بالمقابل حساس طبیعتوں کے مالک لوگ بھی مجلسوں میں بیٹھ کر چغلیاں اور غیبتیں کر رہے ہوتے ہیں۔

مرے ہوئے جانور کو جس کا پیٹ پھول چکا ہو، اس میں سے سخت بو آ رہی ہو، تعفن پیدا ہو رہا ہو، اس کو بعض طبیعتیں دیکھ بھی نہیں سکتیں، کجا یہ کہ اس کا گوشت کھایا جائے۔ لیکن ایسی ہی بظاہر حساس طبیعتیں جو مردہ جانوروں کو تو دیکھ نہیں سکتیں۔ اس کی بد بو بھی برداشت نہیں کر سکتیں، قریب سے گزر بھی نہیں سکتیں۔ لیکن مجلسوں میں بیٹھ کر غیبت اور چغلیاں اس طرح کر رہے ہوتے ہیں جیسے کوئی بات نہیں تو یہ بڑے خوف کا مقام ہے۔

ہر ایک کو اپنا محاسبہ کرتے رہنا چاہئے۔ اب یہ بھی اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ وہ اپنے بندوں پر کتنا مہربان ہے، کہ فرمایا اگر اس قسم کی باتیں پہلے کر بھی چکے ہو تو استغفار کرو، اللہ کا تقویٰ اختیار کرو، اپنے رویّے درست کرو، میں یقیناً بہت رحم کرنے والا، توبہ قبول کرنے والا ہوں۔ مجھ سے بخشش مانگو تو میں رحم کرتے ہوئے تمہاری طرف متوجہ ہوں گا۔

غیبت کیا ہے؟

بعض لوگ غیبت اور چغلی کی گہرائی کا علم نہیں رکھتے۔ ان کو سمجھ نہیں آتی کہ کیا بات چغلی ہے، کیا غیبت ہے۔ بعض اوقات سمجھ نہیں رہے ہوتے کہ یہ چغلی ہے کہ نہیں۔ بعض دفعہ باتوں کو مذاق سمجھا جاتا ہے لیکن وہ چغلی اور غیبت کے زمرے میں آتی ہے۔ اس لئے اس کو میں تھوڑی سی وضاحت سے کھولتا ہوں۔

علامہ آلوسی و لا یغتب بعضکم بعضا کی تفسیر کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:۔ ’’اس کا مطلب یہ ہے کہ تم میں سے کوئی شخص دوسرے افراد سے ایسی بات نہ کرے جو وہ اپنے بارے میں اپنی غیر موجودگی میں کئے جانے کو ناپسند کرتا ہے... اور جو چیز وہ ناپسند کرے اس سے مراد عمومی طور پر یہ ہے کہ وہ باتیں اس کے دین کے بارہ میں یا اس کی دنیا کے بارے میں کی جائیں، اس کی دنیاوی حالت کے بارے میں کی جائیں۔ اس کے مال یعنی امیری غریبی کے بارے میں کی جائیں۔ یا اس کی شکل وصورت کے بارہ میں کی جائیں، یا اس کے اخلاق کے بارہ میں کی جائیں۔ یا اس کی اولاد کے بارے میں کی جائیں، یا اس کی بیوی کے

بارے میں کی جائیں، یا اس کے غلاموں اور خادموں کے بارہ میں کی جائیں، یا اس کے لباس کے بارہ میں اور اس کے متعلقات کے بارہ میں ہوں۔''

(روح المعانی)

جو بات اپنے لئے پسند نہ ہو وہ اپنے بھائی کے لئے بھی پسند نہ کریں:

پھر حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے فرمایا یہ ساری باتیں ایسی ہیں کہ اگر کسی کے پیچھے کی جائیں تو وہ ناپسند کرتا ہے اب دیکھ لیں کہ اکثر ایسی مجلسوں کا محور یہی باتیں ہوتی ہیں۔ دوسرے کے بارہ میں تو کر رہے ہوتے ہیں۔لیکن اپنے بارہ میں کی جائیں تو ناپسند کرتے ہیں۔اور پھر جب باتیں ہو رہی ہوتی ہیں تو ایسے بے لاگ تبصرے ہو رہے ہوتے ہیں۔جیسا کہ میں نے کہا کہ اگر ان کے بارہ میں یہ پتہ لگ جائیں کہ فلاں فلاں مجلس میں اُن کے بارہ میں بھی ایسی باتیں ہوئی ہیں تو برا لگتا ہے، برداشت نہیں کر سکتے،فوراً مرنے مارنے پر آمادہ ہو جاتے ہیں۔اس لئے جو باتیں وہ اپنے لئے پسند نہیں کرتے، وہ اپنے بھائی کے لئے بھی پسند نہ کریں۔جن باتوں کا ذکر اپنے لئے مناسب نہیں سمجھتے کہ مجلسوں میں ہوں، اپنے بھائی کے لئے بھی وہی پسند کریں کہ اس کا ذکر بھی اس طرح مجلسوں میں نہ ہو۔

عارضی مزے کے لئے اپنی جنت کو ضائع مت کریں:

فرمایا اب بعض لوگ اس لئے تجسس کر رہے ہوتے ہیں۔ مثلاً عمومی زندگی میں مزے لیتے ہیں۔ دفتروں میں کام کرنے والے ساتھ کام کرنے والے اپنے ساتھی کے بارہ میں، یا دوسری کام کی جگہ کارخانوں وغیرہ میں کام کرنے والے اپنے ساتھیوں کے بارہ میں کہ اس کی کوئی کمزوری نظر آئے اور اس کمزوری کو پکڑیں اور افسروں تک پہنچائیں۔تا کہ ہم خود افسروں کی نظر میں ان کے خاص آدمی ٹھہریں۔

یاد رکھنا چاہئے کہ ایسے لوگوں کے بارہ میں آنحضرت ﷺ نے فرمایا ایسے لوگوں کا کبھی بھی جنت میں دخل نہیں ہوگا۔ ایسے لوگ کبھی بھی جنت میں نہیں جائیں گے۔تو کون عقلمند آدمی ہے جو ایک عارضی مزے کے لئے، دنیاوی چیز کے لئے، ذرا سی باتوں کا مزہ لینے کے لئے اپنی جنت کو ضائع کرتا پھرے۔

چغلی سے اجتناب کیلئے ذیلی تنظیموں کو ٹھوس لائحہ عمل کی تجویز:

حضور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے ملفوظات جلد ۸ صفحہ ۴۴۱ (جدید ایڈیشن) کے حوالے سے غیبت کا مرض عورتوں میں زیادہ پایا جاتا ہے فرمایا:

یہ تو اس زمانے کی عورتوں کا حال تھا۔حضرت مسیح موعود کی جماعت میں شامل ہو کر بہت بڑی تعداد عورتوں کی اس بیماری سے پاک ہو گئی ہے اور اپنے آپ کو دین کی خدمت کے لئے پیش کرتی ہیں اور بعض تو دین کی خدمت کے معاملے میں اور اس جذبے میں مردوں سے بھی آگے ہیں۔

لیکن دیہاتوں میں بعض شہروں میں بھی جہاں عورتیں نہ دین کی خدمت کر رہی ہیں نہ کوئی اور ان کو کام ہے، اس غیبت کی بیماری میں مبتلا ہیں۔

نظام جماعت کو چاہئے، خدام، لجنہ وغیرہ کو اس بارہ میں فعال ہونا چاہئے کیونکہ یہ بیماری دیہاتی، اَن پڑھ اور فارغ عورتوں میں زیادہ ہے اس لئے لجنہ کو خاص طور پر دنیا میں ہر جگہ لائحہ عمل اس کے لئے تجویز کرنا چاہئے۔ پھر ان باتوں کے علاوہ جن کی نشاندہی حضرت مسیح موعودؑ نے فرمائی ہے۔ یہ بھی بیماری پیدا ہو گئی ہے کہ فارغ وقت میں اسی طرح لوگوں کے گھروں میں بے وقت چلی جاتی ہیں اور اگر کسی غریب نے اپنے سفید پوشی کا بھرم قائم رکھا ہوا ہے اس طرح اندر گھستی ہیں گھروں میں کہ اُن کے کچن تک میں چلی جاتی ہیں۔کھانوں کی ٹوہ لگاتی ہیں کہ کیا پکایا ہے کیا نہیں پکا۔اور پھر بجائے ہمدردی کے یا اُن کی مدد کرنے کے یا کم از کم اُن کے لئے دُعا کرنے کے مجلسوں میں باتیں کی جاتی ہیں کہ پیسے بچاتی ہے۔سالن کی جگہ چٹنی بنائی ہوئی ہے۔یا پھر اتنا تھوڑا سالن تھا، کنجوس ہے۔ وہ کنجوس ہے یا جو بھی، اپنا گھر چلا رہی ہے۔جس طرح بھی چلا رہی ہے تمہارا کیا کام ہے کہ کسی کے گھر کے اندر گھس کر اس کے عیب تلاش کرو۔گو جماعت میں ایسے لوگوں کی تعداد انتہائی کم ہے، معمولی ہے، پھر بھی فکر کی بات ہے کیونکہ جس معاشرے میں ہم رہ رہے ہیں وہ ایسا ہی ہے اور یہ معاشرہ بہر حال اثر انداز ہوتا ہے۔اور یہ باتیں بڑھنے کا خطرہ ہوتا ہے۔

غیبت کرنے والے کی نیکیاں نامہءاعمال سے نکال دی جائیں گی:

دیکھیں غیبت کی وجہ سے وہ تمام نیک کام نماز، روزے، صدقے، کسی غریب کی خدمت کرنا، سب نیکیاں نامہ اعمال سے مٹا دی گئیں۔صرف اس لئے کہ وہ لوگوں کی غیبت کرتا تھا۔اس بارہ میں جتنی احادیث پڑھیں، خوف بڑھتا چلا جاتا ہے اس کا ایک ہی علاج ہے کہ آدمی ہر وقت استغفار کرتا رہے۔

جس کے پاس چغلی کی جائے اُسے چاہئے کہ وہ چغل خور کی تصدیق نہ کرے:

''امام غزالیؒ کہتے ہیں (اس کا خلاصہ یہ ہے) کہ جس کے پاس چغلی

کی جائے اُسے چاہئے کہ وہ چغل خور کی تصدیق نہ کرے اور نہ جس کے بارے میں چغلی کی گئی ہے اس سے بدظن ہو۔'' (فتح الباری جلد ۱۰ ص ۴۷۳)

یک طرفہ بات سن کر گہرائی میں جا کر تحقیق ضروری ہے:

اب یہ بڑے ہی پتے کی بات ہے جو امام غزالیؒ نے بیان فرمائی ہے اور امیران اور عہدیداران کو خاص طور پر ذہن میں رکھنا چاہئے۔ کبھی بات یک طرفہ سن کر کسی کے خلاف نہیں ہو جانا چاہئے۔ کسی سے بدظن نہیں ہونا چاہئے۔ اور ہمیشہ تحقیق کرنی چاہئے۔ اور صحیح طریقے پر تحقیق کرنی چاہئے۔ گہرائی میں جا کر تحقیق کرنی چاہئے۔ پھر کوئی نتیجہ اخذ کیا جائے اور عموماً یہی ہوتا ہے کہ اکثر تحقیق سے پتہ چلتا ہے کہ جو چغلی کرنے والے ہیں ان لوگوں کی اکثر رپورٹیں ایسی ہوتی ہیں کہ سب کچھ غلط تھا۔ صرف چغلی کی گئی تھی۔ غیبت کی گئی تھی۔ اور مقصد یہ تھا کہ کسی طرح اس کو نقصان پہنچایا جائے۔ پھر یہ بھی ہے کہ آئندہ ایسے شخص سے محتاط رہیں۔ اس کی گواہی قبول نہ کریں۔ اس کی رپورٹ پر کان نہ دھریں۔

کسی کے عیب بیان کرنے سے پہلے اپنے عیبوں پر نظر ڈالو:

''ایک شخص تھا، اس نے کسی دوسرے کو گنہگار دیکھ کر خوب اس کی نکتہ چینی کی اور کہا کہ ''یہ دوزخ میں جائے گا''۔ قیامت کے دن خدا تعالیٰ اس سے پوچھے گا کہ ''کیوں؟ تجھ کو میرے اختیارات کس نے دیئے ہیں۔ جنت اور دوزخ میں بھیجنا تو میرا کام ہے، دوزخ اور بہشت میں بھیجنے والا تو میں ہی ہوں، تو کون ہے؟''

تو جس نے نکتہ چینی کی تھی اور اپنے آپ کو نیک سمجھتا تھا اس شخص کو کہا کہ ''جا، میں نے تجھے دوزخ میں ڈالا اور یہ گنہگار بندہ جس کو تو گلہ کیا کرتا تھا، کہ یہ ایسا ہے ویسا ہے اور دوزخ میں جائے گا۔ اس کو میں نے بہشت میں بھیج دیا۔'' جنت میں بھیج دیا تو فرماتے ہیں کہ ''ہر ایک انسان کو سمجھنا چاہئے کہ ایسا نہ ہو کہ میں ہی اُلٹا شکار ہو جاؤں۔'' (ملفوظات جلد پنجم صفحہ ۱۰۱ مطبوعہ ربوہ)

آج بھی لوگ ایسی باتیں کر جاتے ہیں فلاں شخص تو بڑا گندہ ہے، گنہگار ہے، جہنمی ہے، پھر بعض اپنی بزرگی جتانے کے لئے اس قسم کی باتیں کر رہے ہوتے ہیں کہ پہلے تو کُرید کُرید کر کسی کے بارے میں پوچھتے ہیں کہ فلاں نیکی تم نے کی، نماز پڑھی، یہ کیا، وہ کیا، نمازوں میں دُعائیں کرتے ہو، کس طرح کرتے ہو، رقت طاری ہوتی کہ نہیں، رونا آتا ہے کہ نہیں، حوالہ دیا کہ جس کو رونا نہیں آیا اس کا دل سخت ہو گیا تو یہ چیزیں پوچھتے ہیں۔ پہلے کرید کرید کر جو بالکل غلط چیز ہے۔ یہ بندے اور خدا کا معاملہ ہے، انفرادی طور پر کسی سے پوچھنے کا حق نہیں ہے۔ عموماً ایک نصیحت کی جاتی ہے جلسوں میں، خطبوں میں، کہ اس طرح نماز پڑھنی چاہئے۔ تو ہر شخص کا کام نہیں ہے کہ کُرید کُرید کر پوچھے اور پھر جب اس کی حالت کا پتہ کرلے تو یہ کہے کہ تم اتنے دن سے نماز میں روئے نہیں، تمہیں رقت طاری ہوئی، تم نے اپنے آپ کو ہلاک کر لیا، یا ہلاکت میں ڈال لیا تو ایسے لوگوں کو حضرت مسیح موعودؑ کی یہ بات یاد رکھنی چاہئے کہ خدا کے اختیار ان کو نہیں ہیں۔ ہوسکتا ہے کہ تمہارے رونے کو خدا تعالیٰ ردّ کر دے اور اس کے نہ رونے کو قبول کرلے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں ان نصائح پر عمل کرنے کی توفیق دے اور غیبت جو ایسی بیماری ہے جو بعض دفعہ غیر محسوس طریق پر اپنی لپیٹ میں لے لیتی ہے اس سے سب کو بچائے۔ بہرحال جس طرح فرمایا ہے کہ استغفار کی بہت زیادہ ضرورت ہے اور اللہ تعالیٰ ہماری بخشش کے سامان پیدا فرمائے اور ہماری توبہ قبول فرمائے۔ آمین

☆☆☆☆☆

غیبت ڈاکہ ڈالنے سے بھی بڑا گناہ ہے

ایک صاحب کہہ رہے تھے کہ ڈاکہ ڈالنا غیبت کرنے کی نسبت کم درجہ کا گناہ ہے۔ میں ان کی بات سُن رہا تھا۔ سمجھا کہ مذاق کر رہے ہیں۔ لیکن جب انہیں اپنے قول میں سنجیدہ پایا تو پوچھا کہ اے صاحب یہ آپ کیا فرما رہے ہیں؟ بھلا ڈاکہ زنی غیبت سے کیسے اچھی ہوگی۔ انہوں نے کہا بھائی تم جانتے ہو، ڈاکو بہادری سے آگے آتے ہیں اور للکار کر حملہ کرتے ہیں۔ ان کی روزی گو حرام سہی لیکن اس کے حصول کے لئے ان کے تیور اور زورِ بازو کا بڑا دخل ہوتا ہے اس کے برعکس پیٹھ پیچھے برائی کرنے والا بزدل ہوتا ہے وہ اپنا نامۂ اعمال تو سیاہ کر لیتا ہے لیکن اسے حاصل کچھ نہیں ہوتا۔

(حکایاتِ سعدیؒ روزنامہ الفضل ۱۳ جون ۱۹۹۸ء)

بدظنّی سے بچو

اگر دل میں تمہارے شر نہیں ہے
تو پھر کیوں ظنّ بد سے ڈر نہیں ہے

کوئی جو ظنّ بد رکھتا ہے عادت
بدی سے خود وہ رکھتا ہے ارادت

گمان بد شیاطیں کا ہے پیشہ
نہ اہل عفت و دیں کا ہے پیشہ

تمہارے دل میں شیطاں دے ہے بچے
اسی سے ہیں تمہارے کام کچے

وہی کرتا ہے ظنّ بد بلا ریب
کہ جو رکھتا ہے پردہ میں وہی عیب

وہ فاسق ہے کہ جس نے رہ گنوایا
نظر بازی کو اک پیشہ بنایا

مگر عاشق کو ہر گز بد نہ کہیو
وہاں بد ظنیّوں سے بچ کے رہیو

اگر عشّاق کا ہو پاک دامن
یقیں سمجھو کہ ہے تریاق دامن

مگر مشکل یہی ہے درمیاں میں
کہ گل بے خار کم ہیں بوستاں میں

تمہیں یہ بھی سناؤں اس بیاں میں
کہ عاشق کس کو کہتے ہیں جہاں میں

وہ عاشق ہے کہ جس کو حسب تقدیر
محبت کی کماں سے آ لگا تیر

نہ شہوت ہے نہ ہے کچھ نفس کا جوش
ہوا الفت کے پیا نوں سے مد ہوش

لگی سینہ میں اس کے آگ غم کی
نہیں اسکو خبر کچھ پیچ و خم کی

منقول از مسوّدات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

دُعا کی اہمیت اور آداب

شازیہ مظفر۔ڈبلن

دُعا کا میدان بڑا وسیع ہے اور اس کے کچھ اصول و آداب ہیں جن کو سمجھنے کے لئے وقت اور صبر کی ضرورت ہے۔ سننا اور قبول کرنا اللہ تعالیٰ کی دو بہت ہی پیاری صفات ہیں۔ ہمارا زندہ خدا پہلے بھی دعاؤں کو سنتا اور قبول کرتا تھا آج بھی کرتا ہے اور کرتا رہے گا، کیونکہ وہ ہمیشہ قائم رہنے والی صفات کا مالک ہے۔ بندہ جو بھی دعا کرتا ہے اسے اپنے لئے مفید سمجھ کر کرتا ہے لیکن اصل حقیقت کا علم اللہ تعالیٰ کو ہوتا ہے جو دعائیں اللہ تعالیٰ کی نظر میں مفید ہوں انہیں مناسب وقت آنے پر ضرور قبول کرتا ہے۔ دعا کی قبولیت کے لئے دعا کے آداب کو سمجھنا اور ان پر عمل کرنا ضروری ہے۔ دعا کے آداب کا مضمون بہت وسیع ہے۔ اس جگہ ہم اپنی استعداد کے مطابق کچھ اہم امور تحریر کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی رحمت سے کبھی مایوس نہ ہوں اور دعا کرتے کرتے تھک کر بیٹھ نہ جائیں بلکہ زندگی کے آخری سانس تک دعائیں کرتے رہیں۔ اس یقین اور امید کے ساتھ کہ مناسب وقت آنے پر دعا ضرور قبول ہو جاتی ہے۔ اس یقین کے ساتھ کہ اللہ تعالیٰ قادر و توانا ہے اور عظیم الشان قدرتوں کا مالک ہے اور اس کے لئے کوئی چیز ناممکن نہیں بلکہ انسان کے نزدیک جو ناممکن ہوتا ہے اسے وہ دعا کے نتیجہ میں ممکن بنا دیتا ہے۔

ہمیں سب سے بڑھ کر اسی پر بھروسہ کرنا چاہئے اور اس بات پر کامل یقین رکھیں کہ جو مستحق ہوتا ہے اللہ تعالیٰ اسے ضرور عطا کرتا ہے۔ افسوس کہ بہت سے لوگ بے صبری اور ناشکری دکھاتے اور جلد گھبرا جاتے ہیں اور یوں دعائیں کرنا چھوڑ کر مایوسی اور نادانی کے راستہ پر لوٹ جاتے ہیں لیکن اس کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ انسان اللہ تعالیٰ کے پیدا کردہ اسباب اور اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ صلاحیتوں سے کام لینا چھوڑ دے بلکہ ضروری ہے کہ اللہ پاک نے جو نعمتیں ہمارے لئے پیدا کی ہیں ہم اپنی طاقت کے مطابق ان سے پورا پورا کام لیں۔

جہاں تک کوشش کرنے کا تعلق ہے اس کا پورا حق ادا کریں اور پھر اللہ پاک کے حضور دعا بھی کریں۔ کچھ لوگ اصل حاجت روا مالک حقیقی کو چھوڑ کر خود ساختہ خداؤں کے پیچھے چل پڑتے ہیں۔ ان شعبدہ بازوں، جادوگروں، ڈبہ پیروں اور ڈرامے باز لوگوں کے پیچھے جانے اور موٹی موٹی فیسیں ادا کرنے کے بجائے اللہ تعالیٰ کے حضور جھکیں اور اس سے مانگیں۔ بھلا عاجز انسان کسی کو کیا دے سکتا ہے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ انسان خود اللہ تعالیٰ کے در پر حاضری دے اور اس سے مانگے جو ایسے خزانوں کا مالک ہے جن میں کبھی کمی واقع نہیں ہوتی اور جہاں ہمیں کوئی فیس ادا نہیں کرنی پڑتی۔ ایسے لوگ جو خود دولت اور دنیا کے بھوکے ہوں ان کا اللہ تعالیٰ سے کیا تعلق ہو سکتا ہے۔

مخلوق کا حق دبانے والا ظالم ہے اور ظالم کی دعا قبول نہیں ہوتی۔ اللہ تعالیٰ کے حضور حاضر ہونے اور دعائیں مانگنے سے ایک انعام تو ہر دفعہ اسی وقت حاصل ہو جاتا ہے یعنی ذہنی اور قلبی سکون۔ یہ بھی دعا کرنی چاہئے کہ اے مالک کل مجھے نیک لوگوں کا ماحول عطا فرما اور ایسے ماحول کی تلاش بھی جاری رکھیں جہاں اچھے لوگ آباد ہوں اور خوب سے خوب تر کی جدوجہد کرتے رہیں۔ یاد رکھیں دنیا میں ہر قسم کے لوگ آباد ہیں، اچھے بھی اور برے بھی، جب آپ برے لوگوں کی سوسائٹی سے دور رہیں گے تو اللہ تعالیٰ آپ کو نیک لوگوں کا ماحول عطا فرمائے گا اور اچھے کاموں کی توفیق بخشے گا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔ ”جس طرح خدا تعالیٰ کی کتابوں میں نیک اور بد انسان میں فرق کیا گیا ہے اور ان کے جدا جدا مقام ٹھہرائے ہیں اس طرح خدا تعالیٰ کے قانون قدرت میں ان دو انسانوں میں بھی فرق ہے جن میں سے ایک خدا تعالیٰ کو چشمہ فیض سمجھ کر بذریعہ حالی اور قالی دعاؤں کے اس سے قوت اور امداد مانگتا اور دوسرا صرف اپنی تدبیر اور قوت پر بھروسہ کر کے دعا کو قابل مضحکہ سمجھتا ہے بلکہ خدا تعالیٰ سے بے نیاز اور متکبرانہ حالت میں رہتا ہے۔ جو شخص مشکل اور مصیبت کے وقت خدا سے دعا کرتا اور اس سے حلِ مشکلات چاہتا ہے وہ بشرطیکہ دعا کو کمال تک پہنچا دے خدا تعالیٰ سے اطمینان اور حقیقی خوشحالی پاتا ہے۔ اگر بالفرض وہ مطلب اس کو نہ ملے تب بھی کسی اور قسم کی تسلی اور سکینت خدا تعالیٰ کی طرف سے اس کو عنایت ہوتی ہے اور وہ ہرگز ہرگز نامراد نہیں رہتا۔ اور علاوہ کامیابی کے ایمانی قوت اس کی ترقی پکڑتی ہے اور یقین بڑھتا ہے لیکن جو شخص دعا کے ساتھ خدا تعالیٰ کی طرف منہ نہیں کرتا وہ

ہمیشہ اندھا رہتا ہے اور اندھا مرتا ہے۔ اور ہماری اس تقریر میں ان نادانوں کا جواب کافی طور پر ہے جو اپنی نظر خطا کار کی وجہ سے یہ اعتراض کر بیٹھتے ہیں کہ بہتیرے ایسے آدمی نظر آتے ہیں کہ باوجود اس کے کہ وہ اپنے حال اور قال سے دعا میں فنا ہوتے ہیں پھر بھی اپنے مقاصد میں نامراد رہتے اور نامراد مرتے ہیں اور بمقابل ان کے ایک اور شخص ہوتا ہے کہ نہ دعا کا قائل نہ خدا کا قائل وہ ان پر فتح پاتا ہے اور بڑی بڑی کامیابی اس کو حاصل ہوتی ہے۔ سو جیسا کہ ابھی میں نے اشارہ کیا ہے اصل مطلب دعا سے اطمینان اور تسلی اور حقیقی خوشحالی کا پانا ہے۔ اور یہ ہرگز صحیح نہیں کہ ہماری خوشحالی کس امر میں ہے وہ کامل دعا کے بعد ہمیں عنایت کر دیتا ہے۔

جو شخص روح کی سچائی سے دعا کرتا ہے وہ ممکن نہیں کہ حقیقی طور پر نامراد رہ سکے بلکہ وہ خوشحالی جو نہ صرف دولت سے مل سکتی ہے اور نہ حکومت سے اور نہ صحت سے بلکہ خدا کے ہاتھ میں ہے۔ جس پیرایہ میں چاہے وہ عنایت کر سکتا ہے ہاں وہ کامل دعاؤں سے عنایت کی جاتی ہے۔ اگر خدا تعالیٰ چاہتا ہے تو ایک مخلص صادق کو عین مصیبت کے وقت میں دعا کے بعد وہ لذت حاصل ہو جاتی ہے جو ایک شہنشاہ کو تخت شاہی پر حاصل نہیں ہو سکتی۔ سو اسی کا نام حقیقی مرادیابی ہے جو آخر دعا کرنے والوں کو ملتی ہے اور ان کی آفات کا خاتمہ بڑی خوشحالی کے ساتھ ہوتا ہے لیکن اگر اطمینان اور سچی خوشحالی حاصل نہیں ہوئی تو ہماری کامیابی بھی ہمارے لئے ایک دکھ ہے۔ سو یہ اطمینان اور روح کی سچی خوشحالی تدابیر سے ہرگز نہیں ملتی بلکہ محض دعا سے ملتی ہے۔ مگر جو لوگ خاتمہ پر نظر نہیں رکھتے وہ ایک ظاہری مرادیابی یا نامرادی دیکھ کر مدار فیصلہ اسی پر ٹھہرا دیتے ہیں۔ اور اصل بات یہ ہے کہ خاتمہ بالخیر ان ہی کا ہوتا ہے جو خدا سے ڈرتے اور دعا میں مشغول ہوتے ہیں اور وہی بذریعہ حقیقی اور مبارک خوشحالی کے سچی مرادیابی کی دولت عظمیٰ پاتے ہیں۔" (ایام صلح صفحہ ۱۰ تا ۱۲)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام مزید فرماتے ہیں۔ "جب انسان اخلاص اور توحید اور محبت اور صدق اور صفا کے قدم سے دعا کرتا کرتا فنا کی حالت تک پہنچ جاتا ہے تب وہ زندہ خدا اس پر ظاہر ہوتا ہے جو لوگوں سے پوشیدہ ہے۔ دعا کی ضرورت نہ صرف اس وجہ سے ہے کہ ہم اپنے دنیوی مطالب کو پاویں بلکہ کوئی انسان بغیر ان قدرتی نشانوں کے ظاہر ہونے کے، جو دعا کے بعد ظاہر ہوتے ہیں اس سچے ذوالجلال خدا کو پا ہی نہیں سکتا جس سے بہت سے دل دُور پڑے ہیں۔

نادان خیال کرتا ہے کہ دعا ایک لغو اور بیہودہ امر ہے مگر اسے معلوم نہیں کہ صرف ایک دعا ہی ہے جس سے خداوند ذوالجلال ڈھونڈنے والوں پر تجلّی کرتا اور انا القادر کا الہام ان کے دلوں پر ڈالتا ہے۔ ہر ایک یقین کا بھوکا اور پیاسا یاد رکھے کہ اس زندگی میں روحانی روشنی کے طالب کے لئے صرف دعا ہی ایک ذریعہ ہے جو خدا تعالیٰ کی ہستی پر یقین بخشتا اور تمام شکوک و شبہات دور کر دیتا ہے۔ کیونکہ جو مقاصد بغیر دعا کے کسی کو حاصل ہوں وہ نہیں جانتا کہ کیونکر اور کہاں سے اس کو حاصل ہوئے بلکہ صرف تدبیروں پر زور مارنے والا اور دعا سے غافل رہنے والا یہ خیال نہیں کر سکتا کہ یقیناً وقطعاً خدا تعالیٰ کے ہاتھ نے اس کے مقاصد کو اس کے دامن میں ڈال دیا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ جو شخص دعا کے ذریعہ سے خدا تعالیٰ سے الہام پا کر کسی کامیابی کی بشارت دیتا ہے وہ اس کام کے ہو جانے پر خدا تعالیٰ کی شناخت اور معرفت اور محبت میں آگے قدم بڑھاتا ہے۔ اور اس قبولیت دعا کو اپنے حق میں ایک عظیم الشان نشان دیکھتا ہے اور اسی طرح وقتاً فوقتاً یقین سے پُر ہو کر جذبات نفسانی اور ہر ایک قسم کے گناہ سے ایسا مجتنب ہو جاتا ہے کہ گویا صرف ایک روح رہ جاتا ہے۔ لیکن جو شخص دعا کے ذریعہ سے خدا تعالیٰ کے رحمت آمیز نشانوں کو نہیں دیکھتا وہ باوجود تمام عمر کی کامیابیوں اور بے شمار دولت اور مال اور اسباب تنعم کے دولت حق الیقین سے بے بہرہ ہوتا ہے اور وہ کامیابیاں اس کے دل پر کوئی نیک اثر نہیں ڈالتیں بلکہ جیسے جیسے دولت اور اقبال پاتا ہے غرور اور تکبر میں بڑھتا جاتا ہے۔ خدا تعالیٰ پر اگر اس کو کچھ ایمان بھی ہو تو ایسا مردہ ایمان ہوتا ہے جو اس کو نفسانی جذبات سے روک نہیں سکتا اور حقیقی پاکیزگی بخش نہیں سکتا۔" (ایام صلح صفحہ ۱۳، ۱۴) اللہ تعالیٰ ہم سب کو دعا کی اہمیت اور آداب سمجھنے اور ان پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

اعلیٰ اخلاق کے حصول کی دُعا

اَللّٰھُمَّ اھْدِنِیْ لِاَحْسَنِ الْاَخْلَاقِ لَایَھْدِیْ لِاَحْسَنِھَا اِلَّا اَنْتَ
وَاصْرِفْ عَنِّیْ سَیِّئَھَا لَا یَصْرِفُ عَنِّیْ سَیِّئَھَا اِلَّا اَنْتَ (ترمذی)

ترجمہ: اے اللہ! احسن اخلاق کی طرف میری راہنمائی کیجئے۔ آپ کے سوا احسن اخلاق کوئی عطا نہیں کر سکتا۔ اور برے اخلاق سے مجھے بچا لیجئے کہ آپ کے سوا اُن سے کوئی نہیں بچا سکتا۔ (آمین یارب العالمین)

اسمِ اعظم

طیبہ مشہود۔ڈبلن

حضرت مسیحِ موعود علیہ السلام نے ۶ دسمبر۱۹۰۲ء کو تحریر فرمایا:۔

’’رات کو میری ایسی حالت تھی کہ اگر خدا کی وحی نہ ہوتی تو میرے اس خیال میں کوئی شک نہ تھا کہ میرا آخری وقت ہے۔اسی حالت میں میری آنکھ لگ گئی تو کیا دیکھتا ہوں کہ ایک جگہ پرمَیں ہوں اور وہ کوچہ سربستہ سا معلوم ہوتا ہے کہ تین بھینسے آئے ہیں۔ایک اُن میں سے میری طرف آیا تو میں نے اُسے مار کر ہٹا دیا۔پھر دوسرا آیا تو اُسے بھی ہٹادیا۔پھر تیسرا آیا اور وہ ایسا پُرزور معلوم ہوتا تھا کہ میں نے خیال کیا کہ اب اس سے مفر نہیں ہے۔خدا تعالیٰ کی قدرت کہ مجھے اندیشہ ہوا تو اُس نے اپنا منہ ایک طرف پھیر لیا۔میں نے اُس وقت یہ غنیمت سمجھا کہ اس کے ساتھ رگڑ کر نکل جاؤں۔میں وہاں سے بھاگا اور بھاگتے ہوئے خیال آیا کہ وہ بھی میرے پیچھے بھاگے گا مگر مَیں نے پھر نہ دیکھا۔اُس وقت خواب میں خدا تعالیٰ کی طرف سے میرے دل پر مندرجہ ذیل دُعا القا کی گئی:۔

رَبِّ کُلُّ شَیۡیءٍ خَادِمُكَ رَبِّ فَاحۡفَظۡنِیۡ وَ انۡصُرۡنِیۡ وَارۡحَمۡنِیۡ

ترجمہ:۔اے میرے ربّ ہر ایک چیز تیری خادم ہے۔اے میرے ربّ! پس مجھے محفوظ رکھ اور میری مدد فرما اور مجھ پر رحم فرما۔

اور میرے دل میں ڈالا گیا کہ یہ اِسمِ اعظم ہے۔اور یہ وہ کلمات ہیں کہ جو اسے پڑھے گا ہر ایک آفت سے اُسے نجات ہوگی‘‘۔(تذکرہ صفحہ۴۴۳۔۴۴۲)

فرمایا’’یہ دعا ایک حرز اور تعویذ ہے۔۔۔میں اِس دعا کو اب التزاماً ہر نماز میں پڑھا کروں گا۔آپ بھی پڑھا کریں‘‘۔فرمایا:۔’’اس میں بڑی بات جو سچی توحید سکھاتی ہے،یعنی اللہ جلشانہ،کو ہی ضارّ اور نافع یقین دلاتی ہے،یہ ہے کہ اس میں سکھایا گیا ہے کہ ہر شے تیری خادم ہے۔یعنی کوئی موذی اور مُضر شے تیرے ارادے اور اذن کے بغیر کچھ بھی نقصان نہیں کرسکتی۔‘‘(الحکم جلد ۶ نمبر ۴۴ مورخہ ۱۰دسمبر۱۹۰۲ء صفحہ ۱۰)

اس کے بعد حضور علیہ السلام نے اپنے رفقاء کو اپنے خطوط میں رکوع و سجود میں اور قیام میں سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد بتکرار صدقِ دل تذلل اور عجز سے یہ دعا پڑھنے کی تلقین فرمائی۔(مکتوبات جلد۵ حصہ اوّل صفحہ ۳۸)

یہ دعا چونکہ اسمِ اعظم ہے اس لئے جس مقصد یا مسئلہ کو ذہن میں رکھتے ہوئے اس دعا کو صدقِ دل سے بار بار پڑھا جائے تو ضرور کامیابی حاصل ہوگی۔جب میں سکول میں تھی تو ہماری ایک ٹیچر نے بتایا کہ اگر امتحان کے دوران آپکو کچھ بھول جائے جو آپ نے یاد کیا ہوا تھا تورَبِّ کُلُّ شَیۡیءٍ خَادِمُكَ والی دعا پڑھنی شروع کردو تو بہت جلد آپکو سب کچھ یاد آجائے گا۔اور میں نے بہت مرتبہ اس دعا کے ذریعے وہ سب کچھ لکھا جو لگتا تھا کہ بھول چکی ہوں۔

اسی طرح کسی جماعتی رسالہ میں پڑھا تھا کہ کھانا بناتے وقت اگر یہ دعا پڑھتے رہیں تو کھانے میں اللہ تعالیٰ برکت اور لذّت ڈال دیتا ہے۔اور یہ بھی آزمودہ ہے۔کچھ عرصہ پہلے ایک جماعتی رسالہ میں ایک بہن نے اپنا واقعہ لکھا تھا کہ وہ پاکستان میں کسی کوچ میں اپنی بیٹی کے ساتھ سفر کررہی تھیں کہ ڈاکو لُوٹنے آگئے اور وہ کسی شادی سے واپس آرہی تھیں انکے پاس نقدی اور زیور تھے۔اُنہوں نے ڈاکوؤں کو دیکھ کر یہی دُعا پڑھنی شروع کردی تو خدا کا کرنا کچھ ایسا ہوا کہ اُن ڈاکوؤں نے سب عورتوں کے زیور اُتروائے اور نقدی وصول کی لیکن جب اُن تک پہنچے تو اُن ماں بیٹی سے بغیر کوئی سوال کئے واپس کوچ سے اُتر گئے۔تو اس بہن نے یہ لکھا تھا کہ یہ محض اور محض اُس دعا کی برکت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اُن ڈاکوؤں کے شر سے محفوظ رکھا اور وہ واپس مڑ گئے۔

حضرت مولانا محمد ابراہیم بقاپوریؓ بیان کرتے ہیں:۔

ایک دفعہ خاکسار نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ حضور مجھے نسیان کی بیماری کا غلبہ ہوگیا ہے۔اس پر حضور انور نے فرمایا:

رَبِّ کُلُّ شَیۡیءٍ خَادِمُكَ رَبِّ فَاحۡفَظۡنِیۡ وَ انۡصُرۡنِیۡ وَارۡحَمۡنِیۡ پڑھا کرو‘

اس پر خاکسار نے عمل کیا اور مجھے بہت فائدہ ہوا۔(اصحاب احمد جلد دہم۔صفحہ ۲۵۰)

خاکسارہ نے بارہا اس دعا کو مختلف مواقع پر آزمایا ہے اللہ تعالیٰ ہر مسئلہ کو اس دعا کے ذریعے حل کردیتا ہے۔چونکہ حضرت مسیح موعودؑ کے دل میں خدا تعالےٰ نے ڈالا تھا کہ یہ دعا ’اِسمِ اعظم‘ ہے تو میں سمجھتی ہوں کہ یہ دعا ہر موقع ہر پریشانی ہر مسئلہ کا حل ہے۔میری تمام بہنوں سے درخواست ہے کہ یہ دعا خود بھی یاد کریں اور اپنے بچوں کو بھی یاد کروائیں۔اللہ تعالیٰ ہمیں اس دعا سے حقیقی معنوں میں فائدہ اُٹھانے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین۔

شرک کے بعد تکبر جیسی اور کوئی بلا نہیں

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: ''یاد رکھو تکبر شیطان سے آیا ہے اور شیطان بنا دیتا ہے۔ جب تک انسان اس سے دور نہ ہو یہ قبول حق اور فیضان الوہیت کی راہ میں روک بن جاتا ہے۔ کسی طرح سے بھی تکبر نہیں کرنا چاہئے۔ نہ علم کے لحاظ سے، نہ دولت کے لحاظ سے، نہ وجاہت کے لحاظ سے، نہ ذات اور خاندان اور حسب نسب کی وجہ سے۔ کیونکہ زیادہ تر انہی باتوں سے یہ تکبر پیدا ہوتا ہے اور جب تک انسان ان گھمنڈوں سے اپنے آپ کو پاک صاف نہ کرے گا اس وقت تک وہ خدا تعالیٰ کے نزدیک برگزیدہ نہیں ہوسکتا۔ اور وہ معرفت جو جذبات کے مواد ردیہ کو جلا دیتی ہے اس کو عطا نہیں ہوتی کیونکہ یہ شیطان کا حصہ ہے۔ اس کو اللہ تعالیٰ پسند نہیں کرتا۔ شیطان نے بھی تکبر کیا تھا اور آدم سے اپنے آپ کو بہتر سمجھا اور کہہ دیا کہ ''انا خیر منہ خلقتنی من نار و خلقتہ من طین'' ۔اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ یہ خدا تعالیٰ کے حضور مردود ہو گیا۔ اور آدم لغزش پر (چونکہ اسے معرفت دی گئی تھی) اپنی کمزوری کا اعتراف کرنے لگا اور خدا تعالیٰ کے فضل کا وارث ہوا''۔ (ملفوظات جلد ۷ صفحہ ۲۷۵،۲۷۶)

اسی مضمون کو آپ اپنی کتاب ''آئینہ کمالات اسلام'' میں یوں بیان فرماتے ہیں:

''میں سچ سچ کہتا ہوں کہ قیامت کے دن شرک کے بعد تکبر جیسی اور کوئی بلا نہیں۔ یہ ایک ایسی بلا ہے جو دونوں جہانوں میں انسان کو رسوا کرتی ہے۔ خدا تعالیٰ کا رحم ہر ایک موحد کا تدارک کرتا ہے مگر متکبر کا نہیں۔ شیطان بھی موحد ہونے کا دم مارتا ہے مگر چونکہ اس کے سر میں تکبر تھا اور آدم کو جو خدا تعالیٰ کی نظر میں پیارا تھا جب اس نے توہین کی نظر سے دیکھا اور اس کی نکتہ چینی کی اس لئے وہ مارا گیا۔ اور طوق لعنت اس کی گردن میں ڈالا گیا۔ سو پہلا گناہ جس سے ایک شخص ہمیشہ کے لئے ہلاک ہوا تکبر ہی تھا''۔ (آئینہ کمالات اسلام)

حضرت مسیح موعودؑ نے جو تکبر کو تمام شرارتوں کی جڑ قرار دیا اور تکبر کی باریکیوں سے بھی اجتناب کی نصیحت فرمائی ہے تو وہ بھی اپنے آقا و مطاع حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی احادیث کی روشنی میں ہی فرمایا ہے کیونکہ حدیث نبوی ہے۔۔۔

(ترجمہ) جس شخص کے دل میں ذرہ بھر بھی تکبر ہے وہ جنت میں داخل نہیں ہوگا۔ (مشکوۃ کتاب الادب)

آنحضرت ﷺ نے اس خطرناک بیماری کا ان الفاظ میں ذکر فرمایا ہے۔

''ایاکم والحسد فان الحسد یاکل الحسنات کما تاکل النار الحطب'' (مشکوۃ کتاب الادب)۔ یعنی حسد سے بچو کیونکہ حسد نیکیوں کو ایسے کھا جاتا ہے جیسے کہ آگ ایندھن کو کھا جاتی ہے۔

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں: ''حسد انسان میں ایک بہت برا خلق ہے جو چاہتا ہے کہ ایک شخص سے ایک نعمت زائل ہو کر اس کو مل جائے۔ لیکن اصل کیفیت حسد کی صرف اس قدر ہے کہ انسان اپنے کسی کمال کے حصول میں یہ روا نہیں رکھتا کہ اس کمال میں اس کا کوئی شریک بھی ہو۔ پس درحقیقت یہ صفت خدا تعالیٰ کی ہے جو اپنے تئیں ہمیشہ وحدہ لاشریک دیکھنا چاہتا ہے''۔

(نسیم دعوت، روحانی خزائن جلد ۱۹ صفحہ 390)

سب سے عمدہ دُعا

حضرت مسیح موعودؑ نے یہ حقیقت بھی ہم پر آشکار فرمائی کہ اصل دعا تو رضائے الٰہی کے حصول کی دعا ہے اور زندگی کا اصل مقصود بھی یہی ہے اس لئے اس مقصد کے حصول کے لئے دعا کرنی چاہیئے۔ زندگی کے باقی معاملات خدا ہی حل فرما دیتا ہے۔ فرمایا: ''سب سے عمدہ دعا یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کی رضامندی اور گناہوں سے نجات حاصل ہو کیونکہ گناہوں ہی سے دل سخت ہو جاتا اور انسان دنیا کا کیڑا بن جاتا ہے۔ ہماری دعا یہ ہونی چاہیئے کہ خدا تعالیٰ ہم سے گناہوں کو جو دل کو سخت کر دیتے ہیں دور کر دے اور اپنی رضامندی کی راہ دکھلائے''۔ (ملفوظات جلد ۶ص:۳۰)

نکات دانش

☆ مواقع نکل جاتے ہیں مگر مواقع ختم نہیں ہوتے۔

☆ بڑے دل والے ہمیشہ کامیاب ہوتے ہیں، اور چھوٹے دل والے ناکام۔

☆ خاموشی غصہ کی بہترین علاج ہے۔

☆ کامیابی صبر کے اُس پار ہے مگر اکثر لوگ کامیابی اِس پار تلاش کرتے ہیں۔

☆ زندگی کے اخبار میں سب سے اچھا صفحہ بچوں کا ہوتا ہے۔

’یاد رکھو یہ کہانیاں نہیں، یہ واقعات ہیں۔
جولوگ بدظنیاں کرتے ہیں جب تک اپنی نسبت بدظنیاں نہیں سن لیتے، نہیں مرتے‘

’جو غیبت کرتا ہے وہ روزے کیا رکھتا ہے، وہ تو گوشت کے کباب کھاتا ہے اور کباب بھی اپنے مردہ بھائی کے گوشت کے!‘

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کے ارشادات

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ فرماتے ہیں کہ:

’’نصیحت کے طور پر کہتا ہوں کہ اکثر سوءظنیوں سے بچو (بدظنیوں سے بچو)۔اس سے سخت سخن چینی اور عیب جوئی کی عادت پڑتی ہے۔(جب بدظنیاں کرو گے تو عیب تلاش کرنے کی عادت بھی پڑے گی)۔اسی واسطے اللہ کریم فرماتا ہے:

﴿وَ لَا تَجَسَّسُوْا﴾ تجسس نہ کرو۔تجسس کی عادت بدظنی سے پیدا ہوتی ہے۔

جب انسان کسی کی نسبت سوءظن کرتا ہے یا بدظنی کرتا ہے تو اس کی وجہ سے ایک خراب رائے قائم کر لیتا ہے تو پھر کوشش کرتا ہے کہ کسی نہ کسی طرح اس کے کچھ عیب بھی مجھے مل جاویں۔اس کی کچھ برائیاں بھی نظر آجائیں۔اور پھر عیب جوئی کی کوشش کرتا اور اسی جستجو میں مستغرق رہتا ہے۔یعنی کہ اتنا ڈوب جاتا ہے عیب کی تلاش میں کہ جس طرح کوئی بہت اہم کام کر رہا ہے۔اور یہ خیال کر کے کہ اس کی نسبت مَیں نے جو یہ خیال ظاہر کیا ہے اگر کوئی پوچھے تو پھر اس کو کیا جواب دوں گا‘‘۔یعنی یہ سوچتا رہتا ہے کہ میں ایک دفعہ اس کے بارہ میں ایک رائے قائم کر چکا ہوں اگر کوئی اس کی دلیل مانگے تو تمہارے پاس اس کی برائی کا ثبوت کیا ہے تو جواب کیا دوں گا۔تو اس جواب کو تلاش کرنے کے لئے مستقل اس جستجو میں رہتا ہے، اس کوشش میں رہتا ہے کہ اس کی مزید برائیاں نظر آئیں۔

تو فرماتے ہیں کہ ’’اپنی بدظنی کو پورا کرنے کے لئے تجسس کرتا ہے، پھر تجسس سے غیبت پیدا ہوتی ہے جیسے اللہ کریم نے فرمایا کہ ﴿وَ لَا يَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًا﴾ غرض خوب یاد رکھو سوءظن سے تجسس اور تجسس سے غیبت کی عادت شروع ہوتی ہے۔

اگر ایک شخص روزے بھی رکھتا ہے اور غیبت بھی کرتا ہے اور نکتہ چینی میں مشغول رہتا ہے تو وہ اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھاتا ہے جیسے فرمایا ﴿اَيُحِبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ يَّاْكُلَ لَحْمَ اَخِيْهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوْهُ﴾ اب جو غیبت کرتا ہے وہ روزے کیا رکھتا ہے، وہ تو گوشت کے کباب کھاتا ہے اور کباب بھی اپنے مردہ بھائی کے گوشت کے اور یہ بالکل سچی بات ہے کہ غیبت کرنے والا حقیقت میں ایسا بدآدمی ہے جو اپنے مردہ بھائی کے کباب کھاتا ہے۔مگر یہ کباب ہر ایک آدمی نہیں دیکھ سکتا۔ایک صوفی نے کشف میں دیکھا کہ ایک شخص نے کسی کی غیبت کی ہے۔جب اس سے قے کرائی گئی تو اس کے اندر سے بوٹیاں نکلیں جن میں سے بدبو آتی تھی‘‘۔کتنی کراہت والی چیز ہے یہ لیکن جب کر رہا ہوتا ہے تو پتہ نہیں لگتا۔ پھر فرمایا کہ ’’یاد رکھو یہ کہانیاں نہیں، یہ واقعات ہیں۔جو لوگ بدظنیاں کرتے ہیں جب تک اپنی نسبت بدظنیاں نہیں سن لیتے، نہیں مرتے۔

حضرت خلیفۃ المسیح اولؓ فرما رہے ہیں وہ اس حدیث کی روشنی میں ہے کہ ’’حضرت عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک دفعہ منبر پر کھڑے ہو کر بآواز بلند فرمایا کہ: ’’اے لوگو! تم میں سے بعض بظاہر مسلمان ہیں لیکن ان کے دلوں میں ابھی ایمان راسخ نہیں ہوا۔انہیں میں متنبہ کرتا ہوں کہ وہ مسلمانوں کو طعن و تشنیع کے ذریعہ تکلیف نہ دیں اور نہ ان کے عیبوں کا کھوج لگاتے پھریں۔ورنہ یاد رکھیں کہ جو شخص کسی کے عیب کی جستجو میں ہوتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے اندر چھپے عیوب کو لوگوں پر ظاہر کر کے اس کو لوگوں میں ذلیل اور رسوا کر دیتا ہے‘‘۔(ترمذی ابواب البر والصلۃ باب ما جاء فی تعظیم المومن)

حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ فرماتے ہیں کہ:

اس لئے مَیں تمہیں نصیحت کرتا ہوں اور درد دِل سے کہتا ہوں کہ غیبتوں کو چھوڑ دو۔بغض اور کینے سے اجتناب کرو اور بکلی پرہیز کرو اور بالکل الگ تھلگ رہو، اس سے بڑا فائدہ ہوگا۔........

انسان خود بخود اپنے آپ کو پھندوں میں پھنسا لیتا ہے ورنہ بات سہل ہے، بڑی آسان بات ہے۔جو لڑکے دوسروں کی نکتہ چینیاں اور غیبتیں کرتے ہیں اللہ کریم

ان کو پسند نہیں کرتا۔ اگر کسی میں کوئی غلطی دیکھو تو خدا تعالیٰ اس کو راہ راست پر چلنے کی توفیق دیوے۔

یاد رکھو اللہ کریم ﴿توَّابٌ رَّحِیمٌ﴾ ہے وہ معاف کر دیتا ہے۔

جب تک انسان اپنا نقصان نہ اٹھائے اور اپنے اوپر تکلیف گوارا نہ کرے کسی دوسرے کو سُکھ نہیں پہنچا سکتا۔ اس لئے بد دوستوں سے بکلی کنارہ ہو جاؤ۔

میں نے جیسے پہلے بھی کہا ہے کہ بعض لوگ صرف باتوں کا مزا لینے کے لئے ایسی مجلسوں میں بیٹھتے ہیں۔ شروع میں صرف سن رہے ہوتے ہیں اور ہنسی ٹھٹھے کی باتوں پہ ہنس رہے ہوتے ہیں اور پھر آہستہ آہستہ عادت پڑ جاتی ہے ایسی باتوں کی اور خود بھی ایسی باتوں میں ملوث ہو جاتے ہیں۔ تو نوجوانوں کو خاص طور پر اس سے بچنا چاہیے۔ شروع میں ہی، بچپن سے ہی اطفال میں بھی اور خدام میں بھی یہ عادت ڈالیں کہ کسی کی برائی نہیں کرنی۔

پھر آپ فرماتے ہیں کہ ”ظن کے اگر قریب بھی جانے لگو تو اس سے بچ جاؤ کیونکہ اس سے پھر تجسس پیدا ہوگا۔ اگر تجسس تک پہنچ چکے ہو تو پھر بھی رک جاؤ کہ اس سے غیبت تک پہنچ جاؤ گے اور یہ ایک بہت بڑی بداخلاقی ہے اور مردار کھانے کی مانند ہے ﴿وَاتَّقُوا اللّٰہَ ۔اِنَّ اللّٰہَ تَوَّابٌ رَّحِیْمٌ﴾ تقویٰ اختیار کرو، پورے پورے پرہیزگار بن جاؤ مگر یہ سب کچھ اللہ توفیق دے تو حاصل ہوتا ہے“۔

(الحکم ۳۱/اکتوبر ۱۹۰۷ء صفحہ ۸، ۹۔ بحوالہ حقائق الفرقان جلد چہارم صفحہ ۶، ۷)

گناہ کو حقیر اور چھوٹا نہ سمجھیں

”یاد رکھو کبھی کسی گناہ کو چھوٹا اور حقیر نہ سمجھو۔ چھوٹے سے گناہ سے انسان ایک خطرناک اور گھیرے والے گناہ میں گرفتار ہو جاتا ہے۔ تمہیں معلوم نہیں یہ پہاڑ چھوٹے چھوٹے ذرات سے بنتے ہیں، یہ عظیم الشان بڑ کا درخت ایک بہت ہی چھوٹے سے بیج سے بنا ہے۔ بڑے بڑے اجسام ان ہی باریک ایٹمی ذرات سے بنے ہیں جو نظر نہیں آتے۔ پھر گناہ کے بیج کو کیوں حقیر سمجھتے ہو؟ یاد رکھو چھوٹی چھوٹی بدیاں جمع ہو کر آخر پیس ڈالتی ہیں انسان جب چھوٹا سا گناہ کرتا ہے تو اس کے بعد اور گناہ کرتا ہے یہاں تک کہ خدا تعالیٰ کی حد بندی کو توڑ کر نکل جاتا ہے۔ جس کا نام کبیرہ ہوتا ہے اور پھر راستبازوں کے قتل کی جرأت کر بیٹھتا ہے۔ اس طرح پر ادنیٰ سی نیکی اگر کرو تو اس سے ایک نورِ معرفت پیدا ہوتا ہے نیکی اور بدی کی شناخت کا انحصار ہے۔ قرآن شریف کے علم پر اور وہ منحصر ہے تقویٰ اور سعی پر۔“ (خطباتِ نور جلد نمبر ا۔ صفحہ 115-116)

غیبت کا سُننا حرام ہے

زبان کا سب سے بھاری فرض ہے۔

ا۔ کلمہ توحید پڑھنا، نماز میں الحمد پڑھنا بھی فرض ہے۔

۲۔ تو گویا اتنا قرآن پڑھنا بھی فرض ہوا۔

۳۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر بھی زبان کا ہی رُکن ہے اس کے محرمات ہیں۔ غیبت، تحقیر، جھوٹ، افتراء اس زبان کے ذریعہ تمام تلاوت قرآن و تلاوت احادیث کرے اور عام طور پر جو معرفت کے خزانے اللہ و رسولؐ کی کتابوں میں ہیں پوچھ کر یا بتا کر ان کی تہہ تک پہنچے۔

معمولی باتیں کرنا مباح ہیں۔ پسندیدہ باتیں اپنی باتوں میں استحباب کا رنگ رکھتی ہیں۔ لَوْ كُنَّا نَسْمَعُ اَوْ نَعْقِلُ مَا كُنَّا فِيْٓ اَصْحٰبِ السَّعِيْرِ (الملک:۱۱)
اگر تم حق کے شنوا ہوتے تو دوزخ میں کیوں جاتے۔ اس سے ثابت ہوا کہ حق کا سننا فرض ہے اور غیبت کا سننا حرام ہے۔

(بدر 30 دسمبر ۱۹۰۹ء صفحہ :۴۔۳، حقائق الفرقان جلد ۴ صفحہ ۱۳۰)

تمسخر، بدظنی، تجسس، غیبت

سورۃ الحجرات آیت ۱۲ کے حوالے سے حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ فرماتے ہیں:

ا۔ مرد مردوں سے ہنسی نہ کریں۔ ہوسکتا ہے کہ وہی آپ سے اچھے ہوں اور عورتیں عورتوں سے۔ ہوسکتا ہے کہ وہی ان سے اچھی ہوں۔ اور ایک دوسرے کہ نکتہ چینی اور عیب گیری مت کرو۔ برے برے اور چھیڑ کے ناموں سے مت پکارو۔ مومن ہونے کے بعد یہ ناپاک نام بہت ہی بری بات ہے۔

(نور الدین طبع سوم صفحہ ۱۹)

بدظنی کیا ہے؟

آنحضرت ﷺ نے فرتے ہیں: اِیاکم والظن فان الظن اکذب الحدیث۔ ایک شخص کسی کے آگے اپنی ضرورتوں کا اظہار کرتا ہے اور اپنے مطلب کو پیش کرتا ہے لیکن اس کے گھر کی حالت کو نہیں جانتا اور اس کی طاقت اور دولت سے بے خبر ہوتا ہے اپنی حاجت براری نہ ہوتے دیکھ کر سمجھتا ہے اس نے جان بوجھ کر شرارت کی ہے اور میری دستگیری سے منہ موڑا۔ تب محض ظن کی بناء پر اس جگہ جہاں اس کی محبت بڑھنی چاہئے تھی عداوت کا بیج بویا جاتا ہے اور آہستہ آہستہ ان گناہوں تک نوبت پہنچ جاتی ہے جو عداوت کا پھل ہیں۔

(الحکم ۳۱ اکتوبر ۱۹۰۷ء صفحہ ۹۔۸، حقائق الفرقان جلد چہارم صفحہ ۵۔۶)

’’عورتیں ایک دوسرے کو طعنے دیتی ہیں۔ ہنسی کرتی رہتی ہیں۔اور عیب نکالتی ہیں ... یہ سب باتیں تقویٰ کے خلاف ہیں‘‘

’غیبت یہ ہے کہ تم اپنے بھائی یا بہن کا کوئی سچا عیب اس کی عدم موجودگی میں بیان کرو‘

ارشادات حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ

ایک دوسرے سے خوش خلقی سے پیش آؤ کسی کی غیبت نہ کرو۔چغلی نہ کرو۔کسی کے مال میں خیانت نہ کرو۔کسی سے بغض اور کینہ نہ رکھو۔عورتوں میں چغلی اور غیبت کی مرض بہت پائی جاتی ہے۔اگر کسی کے متعلق کوئی بات سن لیں تو جب تک دوسری کے سامنے بیان نہ کرلیں انہیں چین نہیں آتا۔جو بات سنتی ہیں جھٹ دوسری جگہ بیان کردیتی ہیں۔حالانکہ چاہیے کہ اگر کوئی کسی بہن یا بھائی کا نقص اور عیب بیان کرے تو اُسے منع کردیا جائے۔لیکن ایسا نہیں کیا جاتا تو چغلی کرنا بہت بڑا عیب ہے۔اور اتنا بڑا عیب ہے کہ قرآن کریم سے معلوم ہوتا ہے بعض لوگ اسی وجہ سے جہنم میں ڈالے جائیں گے۔ایک دفعہ رسولِ کریم ﷺ کہیں جا رہے تھے۔کہ راستے میں دو قبریں آئیں۔آپؐ وہاں ٹھہر گئے اور فرمایا خدا تعالیٰ نے مجھے بتایا ہے کہ ان قبروں کے مُردے ایسے چھوٹے چھوٹے گناہوں کی وجہ سے جہنم میں پڑے ہوئے ہیں کہ جن سے باآسانی بچ سکتے تھے لیکن بچے نہیں۔ان میں سے ایک تو پیشاب کے چھینٹوں سے اپنے آپ کو نہیں بچاتا تھا اور دوسرا چغلی کرتا تھا۔تو چغلی بہت بڑا عیب ہے۔اس میں ہرگز مبتلا نہیں ہونا چاہئے اگر تمہارے سامنے کوئی کسی کے متعلق برا کلمہ کہے تو اُسے روک دو اور کہہ دو ہمیں نہ سناؤ بلکہ جس کا عیب ہے اُس کو جا کر سناؤ پھر اگر کوئی بات سن لو جس کے متعلق ہو اُس کو جا کر نہ سناؤ تا کہ فساد نہ ہو۔

اسی طرح کسی کی غیبت نہیں کرنی چاہئے۔کیا اپنے نقص کم ہوتے ہیں کہ دوسروں کے نقص بیان کرنے شروع کردیئے جاتے ہیں۔تمہیں چاہئے کہ دوسروں کے عیب نکالنے کی بجائے اپنے عیب نکالو تا کہ تمہیں کچھ فائدہ بھی ہو۔دوسروں کے عیب نکالنے سے سوائے گناہ کے کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔

(اوڑھنی والیوں کے پھول صفحہ۴۴)

حضورؓ فرماتے ہیں: ہر ایک نیکی کی جڑ تقویٰ ہے۔تو یہ بہت ضروری چیز ہے۔اس کے لئے سوچنا چاہئے۔ہمارے کسی کام کا یہ نتیجہ نہ ہو کہ خدا ناراض ہوجائے۔یا کسی انسان کو تکلیف پہنچے،آج کل عورتوں میں یہ بات زیادہ پائی جاتی ہے کہ وہ دوسری کو تکلیف پہنچا کر خود کچھ حاصل کرلینا اچھا سمجھتی ہیں پھر عورتیں ایک دوسرے کو طعنے دیتی ہیں۔ہنسی کرتی رہتی ہیں۔اور عیب نکالتی ہیں اور آخر کار لڑائی شروع ہوجاتی ہے۔یہ سب باتیں تقویٰ کے خلاف ہیں اس قسم کے عیب عورتوں میں بہت ہیں۔ہر ایک ایسا کام جس سے خدا تعالیٰ ناراض ہو یا اُس کی مخلوق کیلئے دُکھ اور تکلیف کا باعث ہو اُس سے بچنا چاہئے۔

(الفضل ۲۷ اکتوبر ۱۹۱۷ء، اوڑھنی والیوں کے پھول صفحہ ۳۰)

’عیب کا عادی عیب کو عیب نہیں سمجھتا‘

جب انسان کو کسی عیب کی عادت ہوجاتی ہے پھر وہ اس عیب کو عیب نہیں سمجھتا اور اگر سمجھتا ہے تو کرتے وقت اُسے محسوس نہیں کرتا۔ایسے لوگوں کو اگر سمجھایا جائے تو انکار کردیتے ہیں کہ ہم نے تو ایسا فعل نہیں کیا،مجھے اس کا بہت تجربہ ہے کیونکہ ہر روز لوگوں سے معاملہ کرنا پڑتا ہے۔میں نے دیکھا کہ بہت لوگ ہمیشہ عیب چینی کرتے ہیں۔مگر وہ ساتھ ہی ساتھ یہ بھی کہتے جاتے ہیں۔ہماری عادت نہیں کہ کسی کی عیب چینی کریں،مگر یہ بات یوں ہے اور غالباً اگر وہ دن میں ہزار باتیں بھی دوسروں کی غیبت اور عیب چینی کی کریں تو ہر بار وہ ساتھ یہ بھی کہیں گے کہ ہماری عادت نہیں ہے کہ کسی کی عیب چینی کریں۔

حالانکہ سو میں سے پچاس باتیں اُن کی عیب چینی کی ہوتی ہیں۔مگر وہ عیب چینی کرتے ہوئے بھی نہیں سمجھتے کہ ہم عیب چینی کررہے ہیں اگر بچپن سے ہی اُن کی اصلاح کی جاتی اور نگرانی کی جاتی تو ان کی یہ حالت نہ ہوتی اگر کوئی قوم اعلیٰ اخلاق اور پسندیدہ اعمال میں ترقی کرسکتی ہے تو اس کیلئے بہترین ذریعہ یہی ہے کہ وہ اپنی اصلاح کی بھی کوشش کرے مگر اپنی نسل کی اصلاح اور اس کے اخلاق کی خاص نگرانی کرے۔(اوڑھنی والیوں کے پھول صفحہ ۱۵۷)

سیرت حضرت امّاں جانؓ

بلند اخلاق اعلیٰ روحانیت اور غیر معمولی مقامِ توکّل

ساجدہ علیم۔ڈبلن

مضامین تو بہت سے ہوتے ہیں لیکن مجھے ہمیشہ سے خواتین مبارکہ کی سیرت و سوانح کے مطالعے سے شغف رہا ہے۔اس ضمن میں چند دن ہوئے سیرت حضرت اماں جان (مرتبہ احمد طاہر مرزا) پڑھنے کی توفیق پائی جو کہ بار ہا پڑھ چکی ہوں،لیکن ہر دفعہ پڑھ کر ایمان تازہ ہوتا ہے اور اُن کی بلند پایہ سیرت و کردار کے مختلف پہلوؤں سے سبق حاصل کر کے اپنی زندگی ان کے مطابق ڈھالنے کی توفیق ملتی ہے۔ایک احمدی عورت کے لئے حضرت اُم المومنینؓ کی سوانح بہترین مشعلِ راہ ہے اسی مقصد کے تحت افادۂ عام کے لئے سیدۃ النساءؓ کی سیرت کے ان گنت پہلوؤں میں سے صرف چند کا ذکر بزبان فرزندِ ارجمند حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمدؓ صاحب پیش کرتی ہوں:۔

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمدؓ صاحب رقم فرماتے ہیں:۔

حضرت امّاں جان رضی اللہ عنہا ،اپریل ۱۹۵۲ء میں فوت ہوئیں تھیں۔اس عرصہ میں مجھے کئی دفعہ ان کی سیرت کے متعلق کچھ کہنے کی خواہش پیدا ہوئی مگر ہر دفعہ جذبات سے مغلوب ہو کر اس ارادہ کو ترک کرنا پڑا اب بعض احباب کی تحریک پر ذیل کی چند سطور لکھنے کی کوشش کر رہا ہوں۔واللہ الموفق والمستعان.

آپؓ کی شادی خاص الٰہی تحریک کے ماتحت ہوئی:

حضرت اماں جانؓ کو یہ امتیاز حاصل ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ ان کی شادی ایک خاص الٰہی تحریک کے ماتحت ہوئی۔اور دوسرا امتیاز یہ حاصل ہے کہ یہ شادی ۱۸۸۴ء میں ہوئی اور یہی وہ سال ہے جس میں حضرت مسیح موعودؑ نے اپنے دعویٰ مجدّدیت کا اعلان فرمایا تھا اور پھر سارے زمانہ ماموریت میں حضرت اماں جانؓ مرحومہ مغفورہ حضرت مسیح موعودؑ کی رفیق حیات رہیں۔اور حضرت مسیح موعودؑ انہیں انتہا درجہ محبت اور انتہا درجہ شفقت کی نگاہ سے دیکھتے تھے اور ان کی بیحد دلداری فرماتے تھے کیونکہ حضرت مسیح موعودؑ کو یہ زبردست احساس تھا کہ یہ شادی خدا کے خاص منشاء کے ماتحت ہوئی ہے۔اور یہ کہ حضور کی زندگی کے مبارک دور کے ساتھ حضرت اماں جانؓ کو مخصوص نسبت ہے چنانچہ بعض اوقات حضرت اماں جانؓ بھی محبت اور ناز کے انداز میں حضرت مسیح موعودؑ سے کہا کرتی تھیں کہ میرے آنے کے ساتھ ہی آپ کی زندگی میں برکتوں کا دور شروع ہوا ہے۔جس پر حضرت مسیح موعودؑ مسکرا کر فرماتے تھے ’’ہاں یہ ٹھیک ہے۔‘‘ دوسری طرف حضرت اماں جان بھی حضرت مسیح موعود کے متعلق کامل محبت اور کامل یگانگت کے مقام پر فائز تھیں اور گھر میں یوں نظر آتا تھا کہ گویا دو سینوں میں ایک دل کام کر رہا ہے۔

آپ کی دینداری کا مقدّم ترین پہلو نماز اور نوافل میں شغف تھا:

حضرت اماں جان رضی اللہ عنہا کے اخلاق فاضلہ اور آپ کی نیکی اور تقویٰ کو مختصر الفاظ میں بیان کرنا ممکن نہیں مگر اس جگہ میں صرف اشارہ کے طور پر نمونۃً چند باتوں کے ذکر پر اکتفاء کرتا ہوں۔آپکی نیکی اور دینداری کا مقدم ترین پہلو نماز اور نوافل میں شغل تھا۔پانچ فرض نمازوں کا تو کیا کہنا حضرت اماں جان نمازِ تہجّد اور نمازِ ضحیٰ کی بھی بے حد پابند تھیں اور انہیں اس ذوق وشوق سے ادا کرتی تھیں کہ دیکھنے والوں کے دل میں بھی ایک خاص کیفیت پیدا ہونے لگتی تھی۔بلکہ ان نوافل کے علاوہ بھی جب موقع ملتا نماز میں دل کا سکون حاصل کرتی تھیں۔میں پوری بصیرت کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ آنحضرت ﷺ (فداہٗ نفسی) کی یہ پیاری کیفیت کہ جعلت قرّۃُ عینی فی الصلوۃ یعنی میری آنکھ کی ٹھنڈک نماز میں ہے۔حضرت اماں جانؓ کو بھی اپنے آقا سے ورثے میں ملی تھی۔

دعاؤں میں بے حد شغف تھا:

پھر دعا میں بھی حضرت اماں جان کو بے حد شغف تھا۔اپنی اولاد اور دوسرے عزیزوں بلکہ ساری جماعت کے لئے جسے وہ اولاد کی طرح سمجھتی تھیں

بڑے درد و سوز کے ساتھ دعا فرمایا کرتی تھیں اور اسلام اور احمدیت کی ترقی کے لئے ان کے دل میں غیر معمولی تڑپ تھی۔

اولاد کے متعلق حضرت اماں جان کی دعا کا نمونہ ان اشعار سے ظاہر ہے جو حضرت مسیح موعودؑ نے حضرت اماں جان کے جذبات کی ترجمانی کرتے ہوئے ان کی طرف سے اور گویا انہی کی زبان سے فرمائے۔ خدا تعالیٰ کو مخاطب کرتے ہوئے آپؓ عرض کرتے ہیں:

کوئی ضائع نہیں ہوتا جو ترا طالب ہے
کوئی رسوا نہیں ہوتا جو ہے جویاں تیرا
آسماں پر سے فرشتے بھی مدد کرتے ہیں
کوئی ہو جائے اگر بندۂ فرماں تیرا

جماعتی چندوں میں شوق سے حصہ لیتیں:

جماعتی چندوں میں بھی حضرت اماں جان رضی اللہ عنہا بڑے ذوق و شوق سے حصہ لیتی تھیں اور تبلیغِ اسلام کے کام میں ہمیشہ اپنی طاقت سے بڑھ کر حصہ لیتیں۔ تحریک جدید کا چندہ جس سے بیرونی ممالک میں اشاعت اسلام کا کام سرانجام پاتا ہے اس کے اعلان کے لئے ہمیشہ ہمہ تن منتظر رہتی تھیں اور اعلان ہوتے ہی بلا توقف اپنا وعدہ لکھا دیتی تھیں اور فرمایا کرتی تھیں کہ زندگی کا اعتبار نہیں۔ وعدہ جب تک ادا نہ ہو جائے دل پر بوجھ رہتا ہے۔ دوسرے چندوں میں بھی یہی ذوق و شوق کا عالم تھا۔

غرباء پروری:

صدقہ و خیرات اور غریبوں کی امداد بھی حضرت اماں جان نوّر اللہ مرقدھا کا نمایاں خلق تھا اور اس میں وہ خاص لذت پاتیں تھیں اور اس کثرت کے ساتھ غریبوں کی امداد کرتی تھیں کہ یہ کثرت بہت کم لوگوں میں دیکھی گئی ہے۔ جو شخص بھی ان کے پاس اپنی مصیبت کا ذکر لے کر آتا تھا حضرت اماں جان اپنے مقدور سے بڑھ کر اس کی امداد فرماتی تھیں اور کئی دفعہ ایسے خفیہ رنگ میں مدد کرتی تھیں کہ کسی اور کو پتہ نہیں چلتا تھا۔ اسی ذیل میں ان کا یہ بھی طریق تھا کہ بعض اوقات یتیم بچوں اور بچیوں کو اپنے مکان پر بلا کر کھانا کھلاتی تھیں اور بعض اوقات ان کے گھروں پر بھی کھانا بھجوا دیتی تھیں۔ ایک دفعہ ایک واقف کار شخص سے دریافت فرمایا کہ کیا آپ کو کسی ایسے شخص (احمدی یا غیر احمدی، مسلم یا غیر مسلم) کا علم ہے جو قرض کی وجہ سے قید بھگت رہا ہو (اوائل زمانے میں ایسے Civil قیدی بھی ہوا کرتے تھے) اور جب اس نے لاعلمی کا اظہار کیا تو فرمایا کہ تلاش کرنا میں اس کی مدد کرنا چاہتی ہوں تا قرآن مجید کے حکم پر عمل کر سکوں کہ معذور قیدیوں کی مدد بھی کارِ ثواب ہے۔

یتامیٰ گیری:

حضرت اماں جان نور اللہ مرقدھا کو اسلامی احکام کے ماتحت یتیم بچوں کی پرورش اور تربیت کا بہت خیال رہتا تھا۔ میں نے جب سے ہوش سنبھالا ان کے سایہ عاطفت میں ہمیشہ کسی نہ کسی یتیم لڑکی یا لڑکے کو پلتے دیکھا۔ وہ یتیموں کو نوکروں کی طرح نہیں رکھتیں بلکہ ان کے تمام ضروری اخراجات برداشت کرنے کے علاوہ ان کے آرام و آسائش اور ان کی تعلیم و تربیت اور ان کے واجبی اِکرام اور عزتِ نفس کا بھی بہت خیال رکھتی تھیں۔ اس طرح ان کے ذریعہ بیسیوں یتیم بچے جماعت کے مفید وجود بن گئے۔ بسا اوقات اپنے ہاتھ سے یتیموں کی خدمت کرتی تھیں۔ مثلاً یتیم بچوں کو نہلانا۔ ان کے بالوں میں کنگھی کرنا۔ کپڑے بدلوانا وغیرہ وغیرہ۔ مجھے یقین ہے کہ حضرت اماں جان رسولِ پاک ﷺ کی اس بشارت سے ضرور حصہ پائیں گی کہ انا و کافل الیتیم کھاتین یعنی قیامت کے دن میں یتیموں کی پرورش کرنے والا شخص اس طرح اکٹھے ہوں گے جس طرح ایک ہاتھ کی دو انگلیاں باہم پیوست ہوتی ہیں۔

مہمان نوازی:

مہمان نوازی بھی حضرت اماں جانؓ کے اخلاق کا طُرّہ ٔ امتیاز تھا۔ اپنے عزیزوں اور دوسرے لوگوں کو اکثر کھانے پر بلاتی رہتی تھیں۔ اور اگر گھر میں کوئی خاص چیز پکتی تھی تو ان کے گھروں میں بھجوا دیتی تھیں۔ خاکسار راقم الحروف کو علیحدہ گھر ہونے کے باوجود حضرت اماں جان نے اتنی دفعہ کھانا بھجوایا ہے کہ اس کا شمار ناممکن ہے اور اگر کوئی عزیز یا کوئی دوسری خاتون کھانے کے وقت حضرت اماں جانؓ کے گھر میں جاتی تھیں تو حضرت اماں جانؓ کا اصرار ہوتا تھا کہ کھانا کھا کر واپس جاؤ۔ چنانچہ اکثر اوقات زبردستی روک لیتی تھیں۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ مہمان نوازی ان کی روح کی غذا ہے۔

عیدوں کے دن حضرت اماں جان کا دستور تھا کہ اپنے سارے خاندان کو اپنے پاس کھانے کی دعوت دیتی تھیں اور ایسے موقعوں پر کھانا پکوانے اور کھانا کھلانے کی بذاتِ خود نگرانی فرماتی تھیں اور اس بات کا بھی خیال رکھتی تھیں کہ فلاں عزیز کو کیا چیز مرغوب ہے اور اسی صورت میں حتیٰ الوسع وہ چیز ضرور

پکواتی تھیں۔ جب آخری عمر میں زیادہ کمزور ہوگئیں تو مجھے ایک دن حسرت کے ساتھ فرمایا کہ اب مجھ میں ایسے اہتمام کی طاقت نہیں رہی میرا دل چاہتا ہے کہ کوئی مجھ سے رقم لے لے اور میری طرف سے کھانے کا انتظام کردے۔

بے حد محنتی:

حضرت اماں جانؓ میں بے حد محنت کی عادت تھی اور ہر چھوٹے سے چھوٹا کام اپنے ہاتھ سے کرنے میں راحت پاتی تھیں میں نے انہیں اپنی آنکھوں سے بارہا کھانا پکاتے۔ چرخہ کاتتے۔ نواڑ بنتے۔ بلکہ بھینسوں کے آگے چارہ تک ڈالتے دیکھا ہے۔

عیادت مریض:

مریضوں کی عیادت کا یہ عالم تھا کہ جب کسی احمدی عورت کے متعلق سنتیں کہ وہ بیمار ہے تو بلا امتیاز غریب و امیر خود اس کے مکان پر جا کر عیادت فرماتی تھیں اور آنحضرت ﷺ کی سنت کے مطابق تسلّی دیا کرتی تھیں کہ گھبراؤ نہیں خدا کے فضل سے اچھی ہو جاؤ گی۔ ان اخلاق فاضلہ کا یہ نتیجہ تھا کہ احمدی عورتیں حضرت اماں جان پر جان چھڑکتیں تھیں اور ان کے ساتھ اپنی حقیقی ماؤں سے بھی بڑھ کر محبت کرتی تھیں۔ اور جب کوئی فکر کی بات پیش آتی تھی یا کسی امر میں مشورہ لینا ہوتا تھا تو حضرت اماں جان کے پاس دوڑی آتی تھیں۔ اس میں ذرہ بھر بھی شبہ نہیں کہ حضرت اماں جانؓ کا مُبارک وجود احمدی مستورات کے لئے ایک بھاری ستون تھا بلکہ حق یہ ہے کہ ان کا وجود محبت اور شفقت کا ایک بلند اور مضبوط مینار تھا جس کے سایہ میں احمدی خواتین بے انداز راحت اور برکت اور ہمت اور تسلی پاتی تھیں۔

میری خوشی اسی میں ہے کہ خدا کے مُنہ کی بات پوری ہو:

مگر غالباً حضرت اماں جانؓ کے تقویٰ اور توکّل اور دینداری اور اخلاق کی بلندی کا سب سے زیادہ شاندار اظہار ذیل کے دو واقعات میں نظر آتا ہے۔ جب حضرت مسیح موعودؑ نے اپنے بعض اقرباء پر اتمامِ حجت کی غرض سے خدا سے علم پا کر محمدی بیگم والی پیشگوئی فرمائی تو اس وقت حضرت مسیح موعودؑ نے ایک دن دیکھا کہ حضرت اماں جانؓ ایک دن علیحدگی میں پڑھ کر بڑی گریہ وزاری اور سوز و گداز سے یہ دعا فرما رہی ہیں کہ خدایا تو اس پیشگوئی کو اپنے فضل اور اپنی قدرت نمائی سے پورا فرما جب دعا سے فارغ ہوئیں تو حضرت مسیح موعودؑ نے دریافت فرمایا کہ تم یہ دعا کر رہیں تھیں اور تم جانتی ہو اس سے تم پر سوکن آتی ہے؟ حضرت اماں جانؓ نے بے ساختہ فرمایا: ''خواہ کچھ ہو مجھے اپنی تکلیف کی پرواہ نہیں میری خوشی اسی میں ہے کہ خدا کے منہ کی بات اور آپکی پیش گوئی پوری ہو۔''

دوست سوچیں اور غور کریں کہ یہ کس شان کا ایمان اور کس بلند اخلاق کا مظاہرہ اور کس تقویٰ کا مقام ہے کہ اپنی ذاتی راحت اور ذاتی خوشی کو کلیتہً قربان کر کے محض خدا کی رضا کو تلاش کیا جا رہا ہے! اور شاید منجملہ دوسری باتوں کے یہ ان کی اسی بے نظیر قربانی کا نتیجہ تھا کہ اللہ تعالیٰ نے اس مشروط پیشگوئی کو اس کی ظاہری صورت سے بدل کر دوسرے رنگ میں پورا فرما دیا۔

پھر جب حضرت مسیح موود علیہ السلام کی وفات ہوئی (اور میری آنکھوں کے سامنے کا واقعہ ہے) اور آپ کے آخری سانس تھی تو حضرت اماں جان نور اللہ مرقدھا و رفعھا فی اعلی علییّن آپ کی چارپائی کے قریب فرش پر آ کر بیٹھ گئیں اور خدا سے مخاطب ہو کر عرض کیا کہ:

''خدایا! یہ تو اب ہمیں چھوڑ رہے ہیں مگر تو ہمیں نہ چھوڑیو۔''

یہ ایک خاص انداز کا کلام تھا جس سے مراد یہ تھی کہ تو ہمیں کبھی نہیں چھوڑے گا۔ اور دل اس یقین سے پر تھا کہ ایسا ہی ہوگا۔ اللہ! اللہ! خاوند کی وفات پر اور خاوند بھی وہ جو گویا ظاہری لحاظ سے ان کی ساری قسمت کا بانی اور ان کی تمام راحت کا مرکز تھا توکّل اور ایمان اور صبر کا یہ مقام دنیا کی بے مثال چیزوں میں سے ایک نہایت درخشاں نمونہ ہے۔

(سیرت حضرت اماں جان صفحہ ۸۵ تا ۸۷) (مرتبہ احمد طاہر مرزا)

پیاری بہنو! سیدہ موصوفہ کے اوصاف جمیلہ کو ایک مضمون کی صورت میں احاطہ تحریر میں لانا ممکن نہ تھا، چند اوصاف کی ایک جھلک پیش کی گئی ہے۔ اگر اللہ نے توفیق دی تو انشاء اللہ خاکسار اگلے شمارہ میں حضرت اماں جان کے بے نظیر اندازِ تربیت کو پیش کرنے کی کوشش کرے گی۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں حقیقی معنوں میں ان شمائل سے مستفید ہونے اور ان کے مطابق اپنی روزمرّہ زندگی کو ڈھالنے کی توفیق عطا کرے آمین

اپنے اس مضمون کا اختتام محترم عبدالحکیم صاحب کے اس شعر پر کروں گی۔

اے خدیجہ تیری تربت پر ہزاروں برکتیں
مالکِ قدوس کی برسیں ہمیشہ رحمتیں

☆☆☆☆☆☆

اولاد کے لئے

دعائیہ اشعار

مرے مولا بنائیو تو انکو صرف اپنا ہی دلدار
رہیں ہر دم اور ہر پل تیری محبت کے پرستار

نہ خوف ہو کبھی آڑے نہ کبھی ہو ویں یہ شرمسار
شجاعت کے ہوں پیکر اور دین محمدؐ کے یہ سالار

رہے پاکیزگی و طہارت ہمیش انکا شعار
دل انکے ہوں ہر پل تیرے ذکر سے سرشار

میرے مولیٰ تو رکھیو نظر پیار کی ان پر
گر تیرا نہ ہو آسرا تو جائیں گے یہ کس پار

تقویٰ بھی رہے قائم اوران میں ایمان بھی
صداقت کے ہوں مجسّم اور اطاعت کے دلدار

خوشنودی حضور رہے مقصود ہمیشہ
بِنا اس کے یہ زندگی لاحاصل و بے کار

میری تو دعا ہے میرے مولیٰ میرے قادر
رہیں نعمتِ خداوندی کے ہر دم یہ طلبگار

(آمین یارب العالمین)

کلام ساجدہ علیمؔ صاحبہ۔ڈبلن

ارشادات حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ

جو چیز ہمارے اوقات پر ڈاکہ ڈالتی ہے وہ تجسس کی عادت ہے

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے فرمایا:

’’انسان کو اللہ تعالیٰ نے جو بڑی نعمتیں عطاء کی ہیں ان میں دو اہم نعمتیں زندگی اور وقت کی نعمتیں ہیں۔ دنیا میں ہزاروں ایسے کیڑے ہیں جو چند منٹ کے لئے زندہ ہوتے ہیں اور پھر مر جاتے ہیں اگر انسان کی زندگی بھی چند لمحات چند دقائق یا چند گھنٹوں پر مشتمل ہوتی تو اسے اعمال صالحہ بجالا کر خدا تعالیٰ کی نعمتوں کے حاصل کرنے کا وقت کہاں تھا۔

سورۃ عصر میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے وہ انسان گھاٹے میں نہیں پڑتا جو اپنے وقت کا صحیح استعمال کرتا ہے اور اپنی عمر کی ہر گھڑی میں اعمال صالحہ بجالاتا ہے۔ سوائے ان لوگوں کے ایمان لائے اور انہوں نے عمل صالحہ کیا۔ اور صداقت کے اصول پر قائم رہے۔ اور صبر سے کام لینے کی وہ ایک دوسرے کو تلقین کرتے رہے۔ صبر کے معنی استقامت اور ثابت قدمی کے ساتھ نیکی پر قائم ہوجانا یعنی وہ لوگ خود نیکیوں پر قائم رہے اور دوسروں کو بھی اس کی تلقین کرتے رہے۔

ایسے بہت سے نواہی میں سے جن کے کرنے سے قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے ہمیں روکا ہے اور جو ہمارے اوقاتِ عزیز پر ڈاکہ ڈالتے ہیں اور انہیں ضائع کر دیتے ہیں۔

عورتوں کا میدان عمل ان کا گھر ہے جہاں وہ اپنے بچوں کی تربیت کرتی ہیں۔ عبادات بجالاتی ہیں اور اپنے گھر کے ماحول کو خوشگوار بنانے کے لئے محنت کر رہی ہوتی ہیں خیال رکھتی ہیں یا کم سے کم انہیں اس بات کا خیال رکھنا چاہئے کہ ان کے خاوند، باپ، بھائی، بیٹے اور دوسرے عزیز اور رشتہ دار جو اس گھر میں رہتے ہیں گھر سے نکل کر دین کی زیادہ سے زیادہ خدمت کرسکیں۔ غرض عورت کا میدان عمل اُس کا گھر ہے اور گھر میں بہت سے وقت ضائع کرنے والے بھی آجاتے ہیں اور شرم کے مارے انہیں کچھ نہیں کہہ سکتی۔

جو چیز ہمارے اوقات پر ڈاکہ ڈالتی ہے وہ تجسس کی عادت ہے

بعض مرد اور عورتیں اپنے بھائیوں اور بہنوں کی عیب گیری کے لئے مواد کی تلاش اور اس ٹوہ میں لگے رہتے ہیں کہ دوسرے کا کوئی نقص ان کے علم میں آجائے۔ ایک عورت دوسری عورت کے پاس جاتی ہے اور کہتی ہے کہ بہن، فلاں گل سُنی اے۔ تینوں پتہ اے کی ہویا اے۔ بھلا اس بات سے کیا غرض کہ کیا بات تھی یا کیا ہوا۔ اسے دوسروں کی بجائے اپنی فکر کرنی چاہئے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں فرمایا ہے ﴿لَا تَجَسَّسُوْا﴾ کہ تجسس سے کام نہ لیا کرو۔ اور دوسروں کے عیب کی ٹوہ میں نہ رہا کرو۔ حدیث میں ہے کہ ایک دفعہ حضرت جبرائیل علیہ السلام آنحضرت ﷺ کے پاس تشریف لائے اور فرمایا اگر ہم فرشتوں کو جو آسمانی مخلوق ہیں زمین کی سطح پر عبادت بجالانے اور نیک عمل کرنے کا حکم ہوتا تو ہم تین نیکیاں ضرور کرتے جو اللہ کی نگاہ میں بہت پسندیدہ ہیں، ایک مسلمانوں کو پانی پلاتے۔ دوسرے ہم عیال دار لوگوں کی مدد کرتے۔ تیسری بات جو جبرائیلؑ نے کہی اور میرے مضمون کے ساتھ اسی کا تعلق ہے کہ اگر ہم فرشتوں کو زمین پر عبادت اور نیک اعمال بجالانے کی اجازت ہوتی تو ہم مسلمانوں کے گناہوں اور ان کی کمزوریوں کی پردہ پوشی کرتے۔ غرض ہمیں یہ حکم ہے کہ اگر ہمیں کسی کے گناہ کا علم بھی ہوجائے تو اُسے چھپائیں۔ ظاہر نہ کریں نہ یہ کہ دوسروں کے عیوب کی تلاش کرنے میں اپنے اوقات ضائع کریں۔

اس مسئلہ کے متعلق نبی کریم ﷺ کا بڑا سخت ارشاد ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:۔ کہ دیکھو میں تمہیں حکم دیتا ہوں کہ تم مسلمانوں کو تکلیف نہ دو ان پر عیب نہ لگاؤ اور نہ ان کی کمزوریاں کے پیچھے لگے رہو۔ کیونکہ جو شخص بھی تم میں سے مسلمانوں کی کمزوریوں کی تلاش میں لگے گا اور ان عیوب کی ٹوہ میں لگے گا۔ اللہ تعالیٰ اس کے عیب کے پیچھے پڑے گا اور اس کو شرمندہ اور بدنام کرے گا خواہ اس نے یہ عیب اپنے گھر میں چھپ کر کیا ہو۔

پس اگر ہم میں سے ہر ایک یہی چاہتا ہے کہ خدا تعالیٰ کی ستاری کا پردہ اس کے اوپر پڑا رہے اور اس کی غلطیوں اور کوتاہیوں کو خدا تعالیٰ ظاہر نہ ہونے دے اور مغفرت کی چادر کے نیچے اسے ڈھانپ لے تو ہم ایسا کرنے کی جرأت کیسے کرسکتے ہیں۔ کہ خدا تعالیٰ سے تو یہ کہیں کہ اے خدا! ہماری مغفرت فرما ہمارے عیوب کو چھپا اور انہیں ظاہر نہ کر اور خود سارے محلّہ اور شہر میں جا کر دوسروں کے عیوب کی تلاش میں لگے رہیں۔ خدا تعالیٰ تو اس صورت میں ہمیں یہ

(بقیہ حصہ صفحہ نمبر 67 پر)

ارشادات حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ

کیا غیبت سے آپ کو مزہ آتا ہے؟

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اے ایمان والو! اندازے لگانے سے اجتناب کیا کرو۔ اور بہت زیادہ عادت جو ہے تخمینوں کی کہ یہ ہوا ہوگا اور یہ ہوا گا۔ یہ ایک ایسی مہلک عادت ہے کہ ان اندازوں میں سے یقیناً بعض گناہ ہوتے ہیں۔ پس تم ایک ایسے میدان میں پھرتے ہو جس میں خطرناک گڑھے ہیں یا جنگل کے درندے ہیں تم سمجھتے ہو کہ تم دیکھ بھال کر قدم اُٹھا رہے ہو جس میں خطرے مول لیتا ہے۔ یقیناً اس کا پاؤں کہیں نہ کہیں رپٹ جاتا ہے غلطی سے کسی گڑھے میں پڑ جاتا ہے یا کسی درندے کے چھپنے کی جگہ کے قریب سے گزرتا ہے اور اسے حملے کی دعوت دیتا ہے تو مراد یہی ہے کہ ہر ظن گناہ نہیں ہے۔ یہ درست ہے بعض ظن جو درست ہوں حقیقت پر مبنی ہوں وہ خدا کے نزدیک گناہ نہیں لیکن ظن کرنے کی عادت خطرناک ہے۔ اور اس کے نتیجہ میں ہرگز بعید نہیں کہ تم سے بڑے گناہ سرزد ہوں۔

دوسری بات یہ فرمائی کہ تجسس بھی نہ کیا کرو۔ ظن کا جو تعلق ہے۔ وہ تجسس سے بہت گہرا ہے۔ جب انسان کو یہ شوق ہو کہ کسی کی کوئی کمزوری معلوم کرے تو اس وقت جو ظن ہیں وہ زیادہ گناہ کے قریب ہوتے ہیں کیونکہ انسان اپنے بھائی یا بہن میں بدی ڈھونڈ رہا ہوتا ہے۔ اور تجسس کی عادت اگر ظن کی عادت کے ساتھ مل جائے تو بہت بڑا احتمال پیدا ہو جاتا ہے کہ شخص گنہگار ہوگا۔ پس اس مضمون کو آگے بڑھاتے ہوئے فرمایا اور کوئی تم میں سے کسی دوسرے شخص کی غیوبیت میں غیبت نہ کرے۔ یعنی اس کی غیوبیت میں، اس کی عدم موجودگی میں اس پر تبصرے نہ کیا کرے۔

غیبت کرنے والے میں تجسس کا مادہ ہوتا ہے۔

تجسس کا مطلب ہے کہ اسے شوق ہے کچھ معلوم کرنے کا۔ اسی لئے بلاوجہ ظن نہیں کر رہا یونہی اتفاقاً ظن نہیں کر رہا بلکہ اس کا ظن کسی خاص مقصد کی تلاش میں ہے اور ایسے موقع پر وہ نتیجہ نکالنا جو غلط ہے اور محض اپنے تجسس کے شوق میں اس نے نکالا ہے یہ ایک طبعی بات ہے ایسا احتمال بہت بڑھ جاتا ہے۔ تیسری صورت میں اگر تجسس کرتا ہے تو کیوں کرتا ہے۔ بنیادی طور پر اس کو اپنے بھائی یا بہن سے کوئی دبی ہوئی مخفی نفرت ہوتی ہے۔ وہ پسند نہیں ہوتا اور غیبت اسی کی کی جاتی ہے جو پسند نہ ہو۔ کبھی آپ یہ نہیں دیکھیں گے کہ ماں باپ بیٹھ کر بچوں کی غیبت کر رہے ہوں یا بچے بیٹھ کر ماں باپ کی غیبت کر رہے ہوں۔ اگر ایسا ہو تو بنیادی طور پر ان کے تعلقات کے نظام میں کوئی ایسا رخنہ ہے جسے پاگل پن کہا جا سکتا ہے۔ مگر غیبت اور کسی شخص سے پرخاش رکھنا، کوئی اس کے متعلق حسد کا پیدا ہونا، اس قسم کے محرکات ہیں جو تجسس کی عادت پہلے ڈالتے ہیں اور پھر تجسس، جب ان کے سامنے کوئی تصورات پیش کرتا ہے، حقائق نہیں، بلکہ، وہ ظن جو ان کی عادت میں داخل ہے۔ تجسس کے نتیجہ میں یہ اندازے لگاتا ہے کہ ہم یہاں تک تو پہنچ گئے ہیں اندر کمرے میں جا کر تو نہیں دیکھا مگر صاف پتہ لگتا ہے کہ یہ ہوا ہوگا اور چونکہ بدنیتی سے ہی اس سفر کا آغاز ہے اس لئے جو بھی ماحصل ہے وہ یقینی ہو یا غیر یقینی ہو وہ اسے آگے مجلس میں بیان کر کے اس کے چسکے لیتے ہیں۔ یہ پورا نفسیاتی سفر ہے جو غیبت کرنے والا اختیار کرتا ہے۔ جس کو قرآن کریم نے سلسلہ بہ سلسلہ اسی طرح بیان فرمایا ہے۔ جس طرح انسانی فطرت میں یہ بات پائی جاتی ہے لیکن غیبت کی صرف یہ وجہ نہیں ہے۔ یہ مراد نہیں کہ اس کے سوا اور کوئی غیبت نہیں ہے۔ غیبت بغیر تجسس کے بھی پیدا ہوتی ہے۔ غیبت ایک شخص کی بدی کو جو کھل کر سامنے آئی ہے اور تجسس کے نتیجہ میں نہیں اس کو نفرت سے دیکھتے ہوئے اس میں دُور کرنے کی بجائے ان لوگوں کو پہچان کر جو اس کو سن کر اس شخص سے اور دور ہٹ جائیں گے اور اس کی اس شخص سے دشمنی میں اس کے طرفدار ہو جائیں گے۔ یہ نیت بھی ہوتی ہے اور بعض دفعہ حقائق پر مبنی غیبتیں بھی کی جاتی ہیں اور ہر نیت کا ٹیڑھا ہونا لازم ہے ورنہ گناہ نہیں۔

برائی کی نیت غیبت کا لازمی حصہ ہے۔

اس نیت سے خواہ برائی کی تلاش کی جائے یا برائی اتفاقاً نظر آجائے اور پھر اس نیت سے ان باتوں کو دوسروں کے سامنے پیش کیا جائے کہ جس کے متعلق بیان کیا جا رہا ہے۔ اس پر بیان کرنے والے کو ایک قسم کی فوقیت مل جائے کہ دیکھو میں بلند ہوں اس بات سے اور نیت یہ ہو کہ دیکھو یہ آدمی کیسا ذلیل ہے اور گھٹیا ہے اور

اس کے ساتھ اس بات کا خوف بھی دامن گیر ہو کہ یہ بات اس شخص تک نہ پہنچ جائے یہ خوف دامنگیر ہونا ظاہر کرتا ہے کہ وہ چھپ کر حملہ کرنا چاہتا ہے۔وہ جب موجود نہیں پیچھے سے حملہ کرنا چاہتا ہے جس کا وہ جواب نہ دے سکے اگر یہ نیت ہو تو یہ بہت بڑا گناہ ہے اور اس کی مثال قرآن کریم میں خدا تعالیٰ نے بیان فرمائی ہے۔(سورۃ الحجرت ۱۳)

کیا ہم میں سے کوئی شخص یہ پسند کرتا ہے کہ اپنے مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھائے تم تو کراہت کرنے لگے ہو۔دیکھو دیکھو تم یہ بات سنتے ہی سخت کراہت محسوس کرتے ہو۔اب کیسی کراہت جبکہ عملاً اپنی زندگی میں ہم نے یہی وطیرہ اختیار کر رکھا ہے جب اپنے بھائی اپنے بہن یعنی مومنوں کے تعلقات کی بات ہو رہی ہے(سگے بھائی یا بہن کی بات نہیں)،ان کے خلاف جب تم باتیں کرتے ہو تو مُردے کا گوشت کھانے والی بات ہے لیکن کراہت کے ساتھ نہیں چسکے لے لے کر۔مثال تو ایک ہی ہے۔ایک جگہ تم چسکے لیتے ایک جگہ تم کراہت محسوس کرتے ہو۔یہ تمہاری زندگی کا تضاد ہے جو درست نہیں۔حالانکہ دونوں کو ایک ہی پیمانے سے جانچنا چاہئے۔

اس نصیحت اور مثال کے بعد پھر بھی انسان غیبت کے مزے اُٹھاتا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ وہ روحانی لحاظ سے بعض باتوں کی کراہت کو جاننے کی صلاحیت نہیں رکھتا وہ مثال سنتا ہے ایمان لے آتا ہے۔اللہ نے فرمایا ٹھیک ہی ہوگا لیکن جہاں تک وہ سوچتا ہے میری ذات کا تعلق ہے مجھے تو مزہ آرہا ہے۔مجھے بھائی کے گوشت والی کراہت ذرا اس میں محسوس نہیں ہو رہی۔جس کا مطلب ہے اس کا تناظر بدل گیا ہے وہ جس پہلو اور جس زاویے سے چیزوں کو دیکھ رہا ہے وہ خدا کا پہلو نہیں خدا کا زاویہ نہیں ہے۔

غیبت جھوٹی بات کو نہیں کہتے

دو طرح سے غیبت کا احتمال ہے۔ایک بدنیتی کے ساتھ حملہ کرنے کی خاطر جھوٹی بات کرنا۔ایک سچی بات کو بدنیتی سے دشمنی کے نتیجہ میں پھیلانا۔جو جھوٹی بات ہے اس کے دو پہلو ہیں ایک ظن ہے۔ظن کے پردے میں شک کا فائدہ اپنے لئے اُٹھاتے ہوئے کہ شائد سچ ہو اس لئے جھوٹ نہیں بول رہا یہ حصہ ہے جو زیادہ غیبت سے تعلق رکھتا ہے جو واضح جھوٹ بولا جارہا ہے۔

بہتان تراشی ایک معصوم پر تو ایسا سخت گناہ ہے کہ قرآن کریم نے اس کی بہت سخت سزا بیان فرمائی ہے۔اللہ تعالیٰ کی شدید ناراضگی کا اظہار فرمایا ہے۔تو دونوں صورتوں میں جواز کوئی نہیں رہتا اور سچ ہے تو غیبت ہے،اگر جھوٹ ہے تو بہتان۔جو اس سے بھی زیادہ بڑا گند ہے۔اگر سچ ہے تو غیبت ہے ان معنوں میں کہ بھائی مر چکا ہے اور مرے ہوئے بھائی کو ڈیفنس کا موقعہ نہیں دیا گیا اس کی عدم موجودگی میں اس پر حملہ کیا گیا۔گویا اس کا گوشت کھایا گیا اور اس کے مزے اُڑائے گئے اور بہتان کا مطلب ہے کسی کو قتل کر دینا یعنی روحانی دنیا میں بہتان قتل کے مشابہ ہے تو یہ قتل کا گناہ ہے۔جو مرے ہوئے کا گوشت کھانے سے زیادہ مکروہ تو نہیں مگر زیادہ بڑا ظلم ضرور ہے اور زیادہ قابل مواخذہ ہے۔

کیا غیبت سے آپ کو مزہ آتا ہے؟

پس اپنے ذوق درست کریں تو پھر آپ کو خدا سے محبت ہوگی اپنے ذوق درست کریں پھر آپ کو رسولؐ اللہ سے محبت ہوگی اپنے ذوق درست کریں تب گناہوں سے دوری ہو سکتی ہے اور نیکیوں سے پیار ہو سکتا ہے۔ورنہ نہیں ہو سکتا۔پس غیبت کے حوالے سے میں اگلا تقاضا آپ سے یہ کر سکتا ہوں کہ اپنے دل کا یہ جائزہ لیں کہ آپ کو غیبت میں کتنا مزہ آرہا ہے۔اگر ایک دم یہ نہیں چھٹتی منہ سے رفتہ رفتہ جائزہ لیں تو آپ کے دل میں اس کا ذوق وشوق کم ہوتا چلا جارہا ہے کہ نہیں؟اگر کم ہو رہا ہے تو شکر ہے آپ بچ رہے ہیں۔گویا آپ روبہ صحت ہو رہے ہیں۔اگر زور لگا کر نصیحت سن کر آپ کہتے ہیں کہ میں نے غیبت نہیں کرنی اور پھر آپ کرتے ہیں اور مزہ اتنا ہی آتا ہے تو اس کا مطلب ہے آپ کی اصلاح کوئی نہیں ہوئی۔زبردستی تعلق کاٹنے کی کوشش کی گئی ہے اور جو طبعی رجحانات ہیں ان کے رستے زبردستی بند نہیں ہوا کرتے کچھ دیر تک ہوں گے پھر کھل جاتے ہیں۔اور پھر بڑھ کر بعض دفعہ بدیوں کا سیلاب پھوٹ پڑتا ہے۔اس لئے غیبت کے معاملے کو اہمیت دیں اور اس کو گہرائی سے دیکھیں۔جس طرح میں نے آپ کے سامنے اس کو کھول کر بیان کرنے کی کوشش کی ہے۔اور یقین کریں کہ اگر ہم غیبت سے مبرّا ہو جائیں بحیثیت جماعت تو ہمارا نظام بھی محفوظ ہو جائے گا، ہمارے معاشرتی تعلقات بھی محفوظ ہو جائیں گے۔ہمارے اندر جتنی رخنہ پیدا کرنے والی باتیں ہیں وہ اگر سب دور نہیں ہوتیں تو ان میں غیر معمولی کمی ضرور پیدا ہو جائے گی اور وہ بدنتائج جو روزانہ شادیوں کی ناکامی کی صورت میں ہمیں دکھائی دیتے ہیں ان پر بھی غیر معمولی مثبت اثر ظاہر ہوگا۔

(خطبہ جمعہ ۱۸ نومبر ۱۹۹۴ء الفضل ۱۳ دسمبر ۱۹۹۴ء ۱۵ مارچ ۲۰۰۱)

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

نظامِ جماعت کی اطاعت،

غیبت و عیب جوئی،بد ظنی

(جماعت احمدیہ آئرلینڈ کے نویں جلسہ سالانہ کے موقع پر لجنہ اماءاللہ آئرلینڈ کی صدر محترمہ طیبہ مشہود صاحبہ نے 'نظام جماعت کی اطاعت، غیبت وعیب جوئی، بدظنی' کے موضوع پر 24 اکتوبر 2010ء کو بروز اتوار، لجنہ سیشن میں مستورات سے خطاب فرمایا۔ افادۂ عام کے لئے ہدیہ قارئین کیا جاتا ہے۔)

اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدً عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّ جِیْمِ۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الحمدللہ کہ آج ہمیں خدا تعالیٰ نے نواں جلسہ سالانہ منعقد کرنے کی توفیق عطا فرمائی ہے۔اللہ تعالیٰ اس جلسہ کو ہم سب کے لئے بے حد مبارک فرمائے اوراس جلسہ سے وابستہ روحانی فیوض اور برکات سے اللہ تعالیٰ ہمارے گھر بار کو بھر دے اور ہم سب محض اللہ کے فضل سے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی دعاؤں کے وارث بنیں آمین۔

آج کچھ نئے چہرے بھی نظر آ رہے ہیں جو حال ہی میں ہماری جماعت میں شامل ہوئے ہیں۔آپ سب کو میں خوش آمدید کہتی ہوں اللہ تعالیٰ آپ سب کا آئرلینڈ میں آنا ہر لحاظ سے مبارک اور بابرکت ثابت کرے آمین۔

میں آپ سب کو حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے کامیاب دورۂ آئرلینڈ کے لئے مبارکباد پیش کرتی ہوں۔بفضلِ تعالیٰ حضورِانور ہماری جماعت سے بہت خوش گئے ہیں۔حضورِانور نے ہماری جماعت کا اور ہماری لجنہ تنظیم کا بہت اچھے الفاظ میں ذکر فرمایا ہے۔شکر الحمدللہ کہ ہمیں خلیفۂ وقت کی خوشنودی حاصل ہوئی۔اللہ کرے کہ ہم ہمیشہ حضور انور کی خوشنودی حاصل کرنے والے بنیں اور ہم سے کبھی کوئی ایسی خطا سرزد نہ ہو کہ ہمیں خلیفۂ وقت کی ذرا سی بھی ناراضگی کا سامنا کرنا پڑے آمین۔

آئرلینڈ جماعت چھوٹی سی پیاری سی جماعت ہے۔یہاں پر لجنہ تنظیم کو قائم ہوئے نو سال کا عرصہ گزرا ہے۔اور ہم سب ایک فیملی کی طرح رہتے ہیں ۔سب لوگ ایک دوسرے کو جانتے ہیں مجھے اپنی جماعت پر بہت ناز ہے کہ ہمارا سب کا ایک دوسرے سے محبت و پیار کا تعلق ہے جو شاید دوسری جماعتوں میں بڑی تعداد ہونے کی وجہ سے اتنا نہیں ہوتا۔لیکن اب ہمارے پیار کو نظر لگتی ہوئی دکھائی دے رہی ہے کچھ ایسی خرابیاں جڑیں پکڑ رہی ہیں جن کو اگر ابھی نہ روکا گیا تو جماعت میں بڑی خرابیاں پیدا ہونے کا خدشہ ہے۔

اس میں پہلی چیز، نظامِ جماعت کی اطاعت ہے کچھ جگہوں پر یا کچھ بہنوں میں مجھے شدّت سے اس کی کمی نظر آ رہی ہے۔یا تو ان کو اطاعتِ نظام کی سمجھ نہیں ہے یا پھر محض کسی جھوٹی انا کی خاطر وہ ایسا کر رہی ہیں۔

اطاعتِ نظام ایک ایسا امر ہے جس کے بغیر دنیا کا کوئی نظام کامیاب نہیں ہوسکتا۔لیکن جماعت احمدیہ کا نظام تو ہر لحاظ سے اعلیٰ اور ارفع ہے جس کے تحت چلنے اور اطاعت کرنے کی خاص طور پر اللہ تعالیٰ اور اس کے پیارے رسول ﷺ کی طرف سے ہدایت دی گئی ہے۔جب تک ہم اس نظام کی اطاعت کرتے رہیں گے اللہ تعالیٰ اور حضرت خلیفۃ المسیح کے پیار کی نظریں ہم پر پڑتی رہیں گی۔اور جیسے ہی ہم نظام سے الگ ہوئے تو جس طرح کسی راستے سے بھٹکنے والے لوگ منزل پر نہیں پہنچ سکتے اس طرح ہم بھی کسی منزل تک نہیں پہنچ سکیں گے۔(الفضل 27 ستمبر 2010)

قرآن مجید کی سورہ البقرہ آیت 209 میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

یٰۤاَ یُّھَاالَّذِیْنَ اٰمَنُو ادْخُلُوْا فِی السِّلْمِ کَآفَّۃً ص

ترجمہ:۔اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو تم سب کے سب اطاعت (کے دائرہ) میں داخل ہو جاؤ۔

سورۃ النساء آیت نمبر ۶۰ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

یٰۤاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ ج

ترجمہ:۔اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو اور اپنے حکام کی بھی طاعت کرو۔سورۃ الفتح آیت نمبر ۱۷ میں بیان ہے۔

فَاِنْ تُطِیْعُوْا یُؤْتِکُمُ اللّٰہُ اَجْرًا حَسَنًا ج وَاِنْ تَتَوَلَّوْا کَمَا تَوَلَّیْتُمْ مِّنْ قَبْلُ یُعَذِّبْکُمْ عَذَابًا اَلِیْمًا۔

ترجمہ:۔پس اگر تم اطاعت کرو گے تو اللہ تمہیں بہت اچھا اجر عطا کرے گا اور اگر تم پیٹھ پھیر جاؤ گے جیسا کہ پہلے پیٹھ پھیر گئے تو وہ تمہیں دردناک عذاب دے گا۔

جماعتِ احمدیہ کا نظام ایک ایسا نظام ہے جو بچپن سے لیکر بڑھاپے تک اور عمر کے ہر حصہ میں ہر احمدی کو پیار اور محبت کی لڑی میں پرو کر رکھتا ہے۔ایک ٹیم ورک کے تحت کام کرنے کی تربیت کی جاتی ہے۔

آنحضرت ﷺ نے حکام اور امراء کی اطاعت لازم قرار دے کر ہر قسم کے فرق کو ختم کر دیا اور بتایا کہ خدا اور رسول کے لئے جس قسم کی اطاعت کا تم سے تقاضا کیا جاتا ہے حکام اور امراء کے ہر معروف کام میں اسی قسم کی اطاعت تم پر واجب ہے جیسا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

’’جس نے میری اطاعت کی اس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی جس نے میرے امیر کی اطاعت کی تو اس نے میری اطاعت کی۔اسی طرح جس نے میری نافرمانی کی اس نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی اور جس نے میرے امیر کی نافرمانی کی اس نے میری نافرمانی کی۔‘‘

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ امیر کی اطاعت ہر صورت میں لازم ہے۔جب آپ کے اوپر ایک امیر، نگران اور عہدیدار مقرر کر دیا جاتا ہے تو اس کی اطاعت آپ پر فرض ہے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

’’تو کون ہے ہم میں سے جو یہ پسند کرتا ہو کہ ہم آنحضرت ﷺ کے دائرہ اطاعت سے باہر نکلیں۔کوئی احمدی یہ تصور بھی نہیں کر سکتا۔

پس جب یہ سوچا بھی نہیں جا سکتا تو پھر عہدیداران کی اور امراء کی اطاعت خالصتاً اللہ کی خاطر اپنے اوپر واجب کر لیں۔یاد رکھیں آپ کو قطعاً یہ اجازت نہیں ہے کہ کسی بھی عہدیدار کی نافرمانی کریں۔اگر کوئی ایسی صورت ہے تو پھر حدیث کی روشنی میں آپ عہدیدار سے عدم تعاون کر کے ان کی نافرمانی کر کے خلیفہ وقت کی نافرمانی کر رہے ہیں۔پھر یہ سلسلہ اوپر تک بڑھتا چلا جائے گا۔پس ہر ایک کی بقا اسی میں ہے کہ وہ اس عہد پر قائم رہے کہ وہ ہر قربانی کے لئے تیار رہے گا۔‘‘ (خطبات مسرور جلد اول صفحہ 266)

اسی طرح یکم جولائی ۲۰۰۵ء کے خطبات میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

یاد رکھیں جہاں محبت کرنے والے دل ہوتے ہیں وہاں فتنہ پیدا کرنے والے شیطان بھی ہوتے ہیں، جو اس تعلق کو توڑنے یا اس تعلق میں رخنے ڈالنے کی کوشش کرتے ہیں۔پس ایسے لوگوں سے بھی آپ کو ہوشیار رہنا چاہیے۔اپنے ماحول پر نظر رکھنی ہے۔کہیں سے بھی کوئی ایسی بات سنیں جو جماعتی وقار یا خلافت کے احترام کے خلاف ہو تو فوری طور پر عہدیداران کو بتائیں۔امیر صاحب کو بتائیں۔مجھے بتائیں کیونکہ بعض دفعہ بظاہر بہت چھوٹی چھوٹی باتیں ہوتی ہیں لیکن اندر ہی اندر پکتی رہتی ہیں اور کمزور طبائع کو خراب کرنے کا باعث بنتی ہیں۔

یہاں پر میں یہ بات واضح کر دینا چاہتی ہوں کہ تمام عہدیداران اور کارکنان احمدیت کسی نہ کسی طرح خلیفہء وقت کے نمائندے ہوتے ہیں۔

وہ جب آپ کو کسی کام کے کرنے یا نہ کرنے کے لئے کہتے ہیں تو برا نہیں منانا چاہیئے۔وہ وہی حکم آپ کو دے رہے ہوتے ہیں جس کے کرنے کا حکم اوپر سے یعنی خلیفہء وقت کی طرف سے آتا ہے۔

اگر آپ ان کی اطاعت کرینگی تو خلیفہء وقت کی اطاعت ہوگی اور نافرمانی کی صورت میں خلیفہء وقت کی نافرمانی ہوگی۔بعض اوقات ایسی باتیں سننے میں آتی ہیں کہ فلاں اپنے عہدے کا رعب جھاڑ رہی ہے فلاں اپنی صدارت کا رعب جھاڑ رہی ہے۔یہ نہایت کم عقلی کی باتیں ہیں صدران یا بقیہ عہدیداران آپ کو آپکی غلطیوں کا احساس نہیں دلائیں گی تو انہیں انکے عہدوں پر رہنے کا کوئی حق نہیں ہوگا۔ہر عہدیدار خلیفہء وقت کے سامنے اور خاص طور پر خدا کے سامنے جوابدہ ہوگا کہ کیا اس نے اپنے عہدہ کے ساتھ انصاف کیا اس کا صحیح حق ادا کیا۔

اگر ایک عہدیدار ٹھیک طرح سے اللہ تعالیٰ کا اور خلیفہء وقت کا حکم آپ تک پہنچا رہا ہے اور اس کی پابندی کروانے کی کوشش کرتا ہے تو وہی اپنے عہدے کے ساتھ انصاف کر رہا ہے۔اس پر اگر آپ یہ کہیں وہ عہدے کا رعب جھاڑ رہا ہے تو وہ بیچارہ کدھر جائے آپ کو خوش کرے یا اپنے خدا کو۔آپ لوگ خود انصاف کریں۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنی جماعت کو متنبہ کرتے ہوئے

فرماتے ہیں: ’’جو شخص پورے طور پر اطاعت نہیں کرتا وہ اس سلسلہ کو بدنام کرتا ہے دوستو! نظام جماعت کی برکات حاصل کرنے کے لئے یہ بہت ضروری ہے کہ ہم سب امام وقت کے پیچھے یوں چلیں جیسے سایہ اپنی اصل کے پیچھے گردش کرتا ہے۔‘‘ (فتح اسلام روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۳۴)

ہمارے پیارے امام سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

’’کسی بھی قوم یا جماعت کی ترقی کا معیار اور ترقی کی رفتار اس قوم یا جماعت کے معیارِ اطاعت پر ہوتی ہے۔ جب بھی اطاعت میں کمی آئے گی، ترقی کی رفتار میں کمی آئے گی۔ اور الٰہی جماعتوں کی نہ صرف رفتار میں کمی آتی ہے بلکہ روحانیت کے معیار کے حصول میں بھی کمی آتی ہے۔ یاد رکھیں اطاعت کے معیاروں کو حاصل کرنے کے لئے قربانیاں بھی کرنی پڑتی ہیں اور صبر بھی دکھانا پڑتا ہے، ہمیشہ یاد رکھنا چاہیے کہ برکت ہمیشہ نظام جماعت کی اطاعت اور اس کے ساتھ وابستہ رہنے میں ہے۔‘‘ (خطبات مسرور جلد دوم ۶۰۴ تا ۶۱۴)

اطاعت ایک ایسا حکم یا عمل ہے جس کے بغیر کوئی نظام چل نہیں سکا اور نہ ہی کوئی پیغام پایہء تکمیل تک پہنچ سکتا ہے۔ جہاں اطاعت نہیں وہاں بگاڑ ہے جہاں فرمانبرداری نہیں وہاں فساد ہے دنیا میں وہی نظام کامیاب ہوتا ہے جہاں اطاعت کی روح کامل کارفرما ہو۔ (الفضل ۲۷ ستمبر ۲۰۱۰)

اسی طرح غیبت وعیب جوئی، بدظنی اور تجسس جیسی بری بیماریاں بھی ہماری جماعت میں جڑ پکڑنے کی کوشش کر رہی ہیں۔ جن میں اطاعت کا مادہ نہیں وہ اس بیماری کا زیادہ شکار ہو رہے ہیں وہ نظام جماعت کی نافرمانی کرتے ہوئے اپنے کسی احمدی بہن بھائی یا عہدیدار پر بدظنی اور عیب جوئی کے مرتکب ہوتے ہیں۔ جب کسی بہن کو روکا جائے کہ غیبت نہیں کرنی تو کہہ دیتی ہے کہ یہ غیبت نہیں سچی بات ہے۔ دراصل سچی بات کو ہی کسی کی غیر موجودگی میں اس طرح پیش کرنا غیبت کہلاتا ہے جس کے نتیجہ میں آپس میں فتنہ وفساد برپا ہوتا ہے۔ قرآن مجید میں آتا ہے۔

وَيْلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةِ نِ (الھمزہ: ۲)

ترجمہ:۔ ہلاکت ہو ہر غیبت کرنے والے اور سخت عیب جو کے لئے۔

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول مقبول ﷺ نے فرمایا:

کہ معراج کی رات میں کچھ لوگوں کے پاس سے گزرا جن کے ناخن تانبے کے تھے اور وہ اپنے سینے اور چہرے کو نوچتے تھے۔ میں نے کہا اے جبرائیل یہ کون لوگ ہیں؟ جبرائیل نے کہا یہ وہ لوگ ہیں جو دنیا میں لوگوں کی بدگوئیاں کرتے تھے یعنی غیبت۔ (ابوداؤد)

پس لوگوں میں ان کی اچھائیاں تلاش کریں اور برائیوں سے درگزر کریں۔ پیٹھ پیچھے بھی ان کی کسی کمزوری کی تشہیر نہ کریں بلکہ اصلاح کی کوشش کریں اور صحیح طریقے سے غلطیوں کی نشاندہی کریں۔ ہر انسان معزز ہے پس ہمیں کسی کو حقارت سے نہیں دیکھنا چاہیے ورنہ باہمی محبت میں فرق آئے گا۔ کمزوریوں کی تشہیر کرنے سے نفرتیں جنم لیتی ہیں۔ حدیث ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص دنیا میں کسی مسلمان کی پردہ پوشی کرتا ہے اللہ تعالیٰ دنیا اور آخرت میں اس پردہ پوشی فرمائے گا۔ (ترمذی)

جب ہم کسی کی کمزوری اچھالنے لگیں تو خود سوچ لیں اور پرکھ لیں اور اچھی طرح جائزہ لے لیں کہ آیا یہ کمزوری خود ہمارے اندر بھی تو نہیں اور اسی طرح اگر ہم اپنا محاسبہ کرنے لگیں تو ہمیں اپنے اندر اس قدر کمزوریاں نظر آئیں گی کہ ہم جرأت نہیں کرسکیں گے کہ دوسرے کی کمزوری سے پردہ اٹھاسکیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ

’’ہماری جماعت کو چاہیے کہ کسی بھائی کا عیب دیکھ کر اس کے لئے دعا کریں۔ لیکن اگر وہ دعا نہیں کرتے اور اس کو بیان کر کے دور سلسلہ چلاتے ہیں تو گناہ کرتے ہیں کونسا عیب ہے جو دور نہیں ہوسکتا اس لئے ہمیشہ دعا کے ذریعے دوسرے بھائی کی مدد کرنی چاہیے۔‘‘ (ملفوظات جلد ۴ صفحہ ۶۱)

قرآن مجید میں غیبت کرنے والے کو ایک بھائی کا گوشت کھانے سے تعبیر کیا گیا ہے۔ (الحجرات: ۱۳)

بدظنی سے تجسس اور تجسس سے غیبت کی عادت شروع ہوتی ہے یہ ایک بڑی بد اخلاقی ہے اور مردار کھانے کی مانند ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاول فرماتے ہیں کہ ایک صوفی نے کشفی طور پر دیکھا کہ ایک شخص نے کسی کی غیبت کی۔ تب اس سے قے کرائی گئی تو اندر سے بوٹیاں نکلیں جن سے بو آتی تھی۔ (حقائق الفرقان جلد ۴ صفحہ ۶۔۷)

کتنے خوف کا مقام ہے مگر ہمارے ہاں آجکل فری فون یا unlimited calls ہونے کی وجہ سے بعض بہنیں ایک دوسرے سے ایسے عیب چینی کر رہی ہوتی ہیں مگر ساتھ ساتھ یہ بھی کہہ رہی ہوتی ہیں کہ ہماری عادت نہیں کہ کسی کی عیب جوئی

کریں۔ حالانکہ سو میں سے پچاس باتیں ان کی عیب جوئی کی ہوتی ہیں مگر وہ عیب چینی کرتے وقت یہ نہیں سمجھتیں کہ ہم عیب چینی کر رہے ہیں۔ پھر انہی عیب جوئیوں اور بدظنیوں کا ذکر گھر میں چلتا رہتا ہے۔ بچوں کے کانوں میں بھی یہ باتیں پڑتی رہتی ہیں۔ وہ بھی ان باتوں کا اثر لیتے ہیں اور ان بچوں کی اٹھان بھی اس بدظنی یا غیبت کے ماحول میں ہوتی ہے اور یوں بڑے ہو کر وہ بھی اس وجہ سے اس برائی میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ بلکہ ایسے گھروں کے بچے بھی بعض اوقات ٹوہ اور تجسس میں دوسرے گھروں کی ایسی باتیں معلوم کر کے اپنے والدین کو بتاتے ہیں کہ جن سے فساد کا خطرہ ہوتا ہے ان بچوں کو بھی پتہ ہوتا ہے کہ ہماری ماں کی دلچسپی اسی میں ہے۔

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ

'عورت ایک قیمتی ہیرا ہے لیکن اگر اس کی تربیت نہ ہو تو اس کی قیمت کچے شیشے کے برابر بھی نہیں ہے کیونکہ کچا شیشہ تو پھر بھی کام آتا ہے۔ لیکن ان عورتوں کی کوئی قیمت نہیں جس کی تعلیم و تربیت اچھی نہ ہو اور وہ دین کے کام نہ آسکیں۔'' (انوار العلوم جلد ۷ صفحہ ۴۲۲)

اسی طرح کسی مجلس یا میٹنگ میں جو باتیں ہوتی ہیں ان میں اگر پچاس باتیں positive ہوں گی اور ایک بات اگر negative ہو گئی ہے تو اس کا چرچا فوراً ہو جاتا ہے گھر گھر بات پہنچ جاتی بلکہ مرچ مصالحے کے ساتھ پہنچتی ہے۔ یہ نہایت غلط انداز ہے۔ کیا فائدہ جماعتی میٹنگز کرنے کا، اگر اثر ہی نہیں لینا سب دینی اخلاق اور کام کی باتیں وہیں چھوڑ کر چلی جاتی ہیں۔ ساتھ صرف گلے شکوے اور لگائی بجھائی لیکر چلی جاتی ہیں۔ خدارا اپنے آپ کو اور اپنی سوچوں کو positive بنائیں۔

اسی طرح کچھ لوگ آپ کے سامنے ایسے اپنے آپ کو پیش کرتے ہیں کہ مجھ سے زیادہ آپ کا کوئی ہمدرد، پیار کرنے والا یا چاہنے والا نہیں لیکن پیٹھ پیچھے ایسی باتیں کرتے ہیں کہ سن کر حواس باختہ ہو جاتے ہیں۔ ایسے لوگ بہت خطرناک ہیں جو منافقت کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ایسے لوگوں سے بچائے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

''عارضی مزے کے لئے اپنی جنت کو ضائع مت کرو۔''

حدیث ہے کہ غیبت کرنے والے لوگ جنت میں داخل نہیں ہوں گے، تو کون عقلمند لوگ ہیں جو ایک عارضی مزے کے لئے، دنیاوی چیزوں کے لئے اور ذرا سی باتوں کا مزا لینے کے لئے اپنی جنتوں کو ضائع کرتا پھرے۔

اسی طرح حدیث ہے۔ ''غیبت کرنے والے کی نیکیاں نامۂ اعمال سے نکال دی جائیں گی۔''

دیکھیں غیبت کی وجہ سے وہ تمام نیک کام نماز، روزے، صدقے، کسی غریب کی خدمت کرنا سب نیکیاں نامہ اعمال سے مٹا دی گئی ہیں صرف اس لئے کہ وہ لوگوں کی غیبت کرتا تھا۔ اسکا علاج استغفار اور دعا ہے۔ (خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۶ دسمبر ۲۰۰۳ء)

اسی طرح یکطرفہ بات سن کر کسی کے خلاف نہیں ہو جانا چاہیے کسی سے بدظن نہیں ہونا چاہیے بلکہ تحقیق کرنی چاہیے۔

اکثر بہنیں بات سن کر یکطرفہ رائے قائم کر لیتی ہیں انہیں چاہیے کہ غیبت کرنے والے کی حوصلہ شکنی کریں۔ جب تک دوسری طرف سے بات پتہ نہ چلے یقین نہ کریں اگر یقین کرتی ہیں تو بدظنی کرتی ہیں۔ میں لجنہ کی تمام عاملہ ممبران کو خاص طور پر مخاطب ہوں کہ وہ غیبت اور بدظنی جیسی مرض سے حتی الوسع بچنے کی کوشش کریں۔

عاملہ ممبران چاہے وہ نیشنل ہوں یا لوکل انکا نمونہ مثالی ہونا چاہیے۔ اگر خود ہی ایکدوسرے پر عیب جوئی اور بہتان تراشی کر رہی ہیں تو مجھے نہایت افسوس سے یہ کہنا پڑ رہا ہے کہ میں ان کے خلاف کاروائی کرنے کے لئے مجبور ہو جاؤں گی۔ تمام عاملہ ممبران ایکدوسرے کا احترام کریں چاہے عہدہ بڑا ہو یا چھوٹا احترام بہرحال لازم ہے۔

اگر کوئی ماتحت عہدیدار بڑے عہدیدار کو تمیز کے دائرہ میں رہتے ہوئے کوئی کام کہتی ہیں تو انہیں برا نہیں منانا چاہیے۔ کام کوئی بڑا یا چھوٹا نہیں ہوتا۔ ہم سب لوگ جماعت کی خدمت محض اللہ کی رضا حاصل کرنے کے لئے کر رہے ہیں کیا پتہ جس کام کو کوئی چھوٹا سمجھ رہی ہو اس کے کرنے میں کتنا ثواب ہو جو آپ بڑے عہدے پر فائز ہوتے ہوئے بھی وہ ثواب حاصل نہ کر سکیں۔

جماعتی کاموں کو اپنے آپ کے لئے پیش کریں اور بچوں میں بھی یہ روح پیدا کریں کہ وہ جماعت کی خدمت اور بڑوں کی خدمت اور عزت کو عار نہ سمجھیں۔ میری دلی خواہش ہے کہ میں اپنی جماعت کو محبت اور پیار کی لڑی میں پرو دوں۔ مگر اس کے لئے اپنے دلوں سے نفرتیں اور کدورتیں نکالنی ہوں گی ایک دوسرے کے۔۔۔ (بقیہ حصّہ صفحہ نمبر 67 پر)

حضرت عثمان فارسیؓ کا قبول اسلام

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کا اصل نام مابہ تھا اور آپؓ کے والد بوزخشان،آگ کے پجاری تھے اور اصفہان کے ایک گاؤں جی کے رہنے والے تھے۔آپؓ نے عیسائی مذہب قبول کر کے ایک عیسائی پادری کے پاس رہنا شروع کر دیا اور گزارہ کے لئے بکریاں اور گائیں پال لیں۔پادری نے مرنے سے پہلے انہیں آسمانی علامات کے حوالہ سے بتایا کہ عنقریب صحرائے عرب میں ایک نبی آئے گا جو دین ابراہیمی کو پھر سے زندہ کرے گا اور ایسے شہر کی طرف ہجرت کرے گا جو دو پتھریلے میدانوں کے درمیان ہے اور اس میں کھجوروں کے درخت بکثرت ہیں۔وہ ہدیہ قبول کرے گا لیکن صدقہ کو اپنے اوپر حرام سمجھے گا اور اس کے شانوں کے درمیان مہر نبوت ہوگی۔

پادری کے مرنے کے کچھ عرصہ بعد آپؓ اپنے ریوڑ کے عوض عرب قبیلہ بنو کلب کے ایک قافلہ کے ساتھ عرب کو روانہ ہوئے لیکن قافلہ والوں نے دھوکہ دیا اور ام القریٰ کے مقام پر آپؓ کو ایک یہودی کے ہاتھ فروخت کر دیا جس کا چچازاد بھائی مدینہ میں رہتا تھا جو آپؓ کو خرید کر اپنے ہمراہ لے گیا۔وہیں آپؓ کو ایک روز آنحضورﷺ کی بعثت کا علم ہوا۔چنانچہ آپؓ ایک شام سارے دن کی مشقت کے بدلے ملنے والی چند کھجوریں لے کر آنحضورﷺ کی خدمت حاضر ہوئے اور بطور صدقہ وہ کھجوریں خدمت رسالت میں پیش کیں لیکن حضورﷺ نے ساری کھجوریں ناداروں میں تقسیم کر دیں اور خود ایک بھی نہیں لی۔چندروز بعد آپؓ نے کچھ کھجوریں بطور ہدیہ آنحضورﷺ کی خدمت میں پیش کیں تو حضورﷺ نے ان سے خود بھی کھائیں چنانچہ آپؓ کے نزدیک آنے والے کے بارے میں یہ نشانی پوری ہوگی کہ وہ صدقہ اپنے اوپر حرام سمجھے گا لیکن ہدیہ قبول فرمائے گا۔

جب حضرت سلمان فارسیؓ کے مالک کو آپؓ کی آنحضورﷺ سے ملاقاتوں کا علم ہوا تو وہ بہت برہم ہوا اور آپؓ پر سختی کرنے لگا۔ایک روز آنحضورﷺ ایک جنازے کے ساتھ جا رہے تھے۔جب آنحضورﷺ واپس ہوئے تو آپؓ بھی حضورﷺ کے پیچھے پیچھے چلنے لگے۔اللہ تعالیٰ نے آنحضورﷺ کو بتا دیا کہ پیچھے آنے والا کیا چاہتا ہے چنانچہ آنحضورﷺ نے اپنی پیٹھ سے کپڑا اٹھا دیا اور آپؓ نے مہر نبوت کو بالکل اسی طرح پایا جس طرح کہ پادری نے بتایا تھا۔حضرت سلمانؓ نے نم آنکھوں کے ساتھ مہر نبوت کا بوسہ لیا اور ساری داستان آنحضورﷺ کے گوش گزار کر کے اسلام قبول کر لیا۔(حضرت سلمان فارسیؓ سے متعلق محترم مرزا خلیل احمد قمر صاحب کی کتاب کی تلخیص محترم ناصر احمد طاہر صاحب کے قلم سے ماہنامہ تشحیذ الاذہان دسمبر ۹۵ کی زینت ہے)

سمیرا ملک۔ڈبلن

جمعہ کے دن کی اہمیت

جمعہ کے دن کی اہمیت اور فضیلت اور نماز جمعہ کی فرضیت کا اندازہ اس سے بخوبی لگایا جا سکتا ہے اس کے بارہ میں خاص طور پر ایک سورت قرآن شریف میں نازل ہوئی جس کا نام سورۃ الجمعہ ہے۔اس میں یہ بتایا گیا ہے کہ نماز جمعہ کے وقت کاروبار زندگی بند کر کے اللہ تعالیٰ کے ذکر اور عبادت میں مصروف ہو جائیں۔حقیقت یہ ہے کہ جمعہ کا دن مومنوں کے لئے عید کے دن کی حیثیت رکھتا ہے اسلام میں اس دن کی بہت اہمیت ہے سات دنوں میں یہ مبارک دن ہوتا ہے۔احادیث پاک میں بھی جمعہ کی فضیلت واہمیت بیان کی گئی ہے۔

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرتﷺ نے فرمایا: دنوں میں بہترین دن جس میں سورج چڑھتا ہے وہ جمعہ کا دن ہوتا ہے اسی دن آدم پیدا کئے گئے اسی دن جنت میں لے جائے گئے اور اسی دن جنت سے نکالے گئے (مسلم کتاب الصلوۃ باب فضل یوم الجمعہ)

ایک اور جگہ حضورﷺ نے فرمایا؛ دنوں میں بہترین دن جمعہ کا دن ہے اس دن مجھ پر بہت زیادہ دُرود بھیجا کرو اس دن تمہارا یہ درود میرے سامنے پیش کیا جاتا ہے۔(ابوداود کتاب الصلوۃ باب تفریح ابواب الجمعہ)

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرتﷺ نے جمعہ کا ذکر کیا اور فرمایا اس میں ایک گھڑی ایسی آتی ہے کہ جب مومن کو ایسی گھڑی ملے اور وہ کھڑا نماز پڑھ رہا ہو تو جو دُعا مانگے وہ قبول کی جاتی ہے آپﷺ نے ہاتھ کے اشارے سے بتایا کہ یہ گھڑی بہت ہی مختصر ہوتی ہے۔(مسلم کتاب الجمعۃ باب فی الساعۃ التی یوم الجمعہ)

ایک دفعہ آنحضرتﷺ نے فرمایا کہ جس شخص کو اس دن نماز جنازہ خطبہ نکاح نماز جمعہ اور کسی بیمار کی عیادت کی توفیق نصیب ہو تو اُسے جنت کی خوشخبری ہو۔آنحضرتﷺ نے فرمایا کہ جمعہ ہر اُس گاؤں میں واجب ہے جہاں نماز پڑھانے والا امام ہو خواہ مقتدی چار ہوں یا تین۔

(طبرانی وابن بحوالہ نیل الاوطار جلد ۳ صفحہ ۲۳۱ باب انعقاد الجمعہ باربع واقامتھا فی القری)

ان احادیث سے ہمیں پتہ چلتا ہے کہ اس دن کی اہمیت اور برکات بہت افضل ہیں اللہ تعالیٰ ہمیں جمعہ کی پابندی اور اس کی برکات سے بہرہ مند ہونے کی توفیق بخشے (آمین)

خالدہ افتخار۔Athlone

تمام گناہوں کی جڑ تین امور

تکبّر، حرص اور حسد

(از کتاب اخلاقیات)

اللہ تعالیٰ نے جب آنحضرت ﷺ کے اخلاق عالیہ کی تعریف میں اِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیم فرمایا تو آنحضرت ﷺ نے اپنی بعثت کا مقصد ان الفاظ میں فرمایا: بُعِثْتُ لِاُتَمِّمَ مَکَارِمَ الاَخلَاق کہ میری بعثت کا مقصد یہ ہے کہ اخلاق عالیہ کی تکمیل کروں۔ چنانچہ اسی مقصد کی تکمیل کے لئے جہاں آپ نے اپنے اسوہ حسنہ اور نیک نمونہ سے اخلاق فاضلہ قوم میں پیدا کرنے کی ہر ممکن کوشش کی وہاں آپ نے ان بنیادی امور کی بھی نشان دہی کی جو انسان کو گناہوں کے اتھاہ سمندر میں دھکیل دیتے ہیں اور اخلاقِ فاسدہ سے بچاؤ کے لئے دعائیں بھی سکھائی ہیں تا ان دعاؤں کے ذریعہ لوگ اللہ کی رحمت کو جوش میں لا کر اپنی پیدائش کے مقصد کو پورا کر سکیں۔

عنوان مضمون کے مطابق اب آنحضرت ﷺ کی وہ حدیث درج کی جاتی ہے جس میں آپ نے تین امور کو تمام گناہوں کی جڑ قرار دیا ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ تین امور یا تین چیزیں وہ ہیں جو تمام گناہوں کی جڑ ہیں۔ پس ان تینوں سے بچو اور ان تینوں سے ہوشیار رہو۔ دیکھو تکبر سے بچو کیونکہ ابلیس کو تکبر ہی نے اس بات پر انگیخت کیا کہ اس نے حضرت آدم علیہ السلام کی فرمانبرداری سے انکار کر دیا۔ اور حرص سے بچو کیونکہ یہ حرص اور لالچ ہی تھا جس نے آدم علیہ السلام کو درخت ممنوعہ کا پھل کھانے پر اکسایا۔ اور حسد سے بچو کیونکہ حضرت آدم علیہ السلام کے دو بیٹوں میں سے ایک کو حسد نے ہی اس بات پر آمادہ کیا کہ اس نے اپنے ساتھی کو قتل کر دیا۔ (مسلم کتاب البر والصل)

اس حدیث نبویؐ میں مذکور تین امور جن کو تمام گناہوں کی جڑ قرار دیا گیا ہے ان کی وضاحت اور تشریح آیات قرانی، احادیث نبوی اور تحریرات وملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے درج کی جاتی ہے۔

پہلا امر جس کو تمام گناہوں کی جڑ قرار دیا گیا ہے وہ تکبر ہے کیونکہ ابلیس نے تکبر کی وجہ ہی سے حضرت آدم علیہ السلام کی فرمانبرداری سے انکار کر دیا۔

چنانچہ قرآن کریم کی یہ آیت اس حقیقت کو یوں واضح کرتی ہے:

’’ہم نے تمہیں پہلے مبہم شکل میں پیدا کیا تھا جس کے بعد تم کو تمہارے مناسب حال صورتیں بخشی تھیں پھر ملائکہ سے کہا تھا کہ آدمؑ کی اطاعت کرو اس پر فرشتوں نے تو آدم کی اطاعت کی مگر ابلیس نے نہ کی۔ وہ اطاعت گزاروں میں سے نہیں تھا۔ اس پر خدا نے اس سے کہا کہ میرے حکم کے باوجود تجھے سجدہ کرنے سے کس نے روکا تھا۔ اس نے جواب دیا کہ میں تو اس آدم سے بہتر ہوں۔ تو نے میری فطرت میں آگ رکھی ہے اور اس کی فطرت میں گیلی مٹی کی صفت رکھی ہے‘‘۔ (سورۃ الاعراف)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بڑی گہری نظر سے ان باتوں اور ان امور کو بھی تکبر میں شامل فرمایا ہے جن کے متعلق عام انسان کبھی وہم بھی نہیں کر سکتا کہ انہیں بھی تکبر میں شمار کیا جائے۔ آپ فرماتے ہیں:

’’۔۔۔ وہ شخص بھی جو اپنی طاقتوں پر بھروسہ کر کے دعا مانگنے میں سست ہے وہ بھی متکبر ہے کیونکہ قوتوں اور قدرتوں کے سرچشمہ کو اس نے شناخت نہیں کیا اور اپنے تئیں کچھ چیز سمجھا ہے۔

سو تم اے عزیزو! ان تمام باتوں کو یاد رکھو۔ ایسا نہ ہو کہ تم کسی پہلو سے خدا تعالیٰ کی نظر میں متکبر ٹھہر جاؤ اور تم کو خبر نہ ہو۔ ایک شخص جو اپنے ایک بھائی کے ایک غلط لفظ کی تکبر کے ساتھ تصحیح کرتا ہے اس نے بھی تکبر سے حصہ لیا ہے۔ ایک شخص جو اپنے بھائی کی بات کو تواضع سے نہیں سننا چاہتا اور منہ پھیر لیتا ہے اس نے بھی تکبر سے حصہ لیا ہے۔ ایک غریب بھائی جو اس کے پاس بیٹھا ہے اور وہ کراہت کرتا ہے اس نے بھی تکبر سے حصہ لیا ہے۔ ایک شخص جو دعا کرنے والے کو ٹھٹھے اور ہنسی سے دیکھتا ہے اس نے بھی تکبر سے ایک حصہ لیا ہے اور وہ جو خدا کے مامور اور مرسل کی پورے طور پر اطاعت کرنا نہیں چاہتا اس نے بھی تکبر سے ایک حصہ لیا ہے۔ اور وہ جو خدا کے مامور اور مرسل کی باتوں کو غور سے نہیں سنتا اور اس کی تحریروں کو غور سے نہیں پڑھتا اس نے بھی تکبر سے ایک حصہ لیا ہے سو کوشش کرو کہ کوئی حصہ تکبر کا تم میں نہ ہو تا کہ ہلاک نہ ہو جاؤ اور تا تم اپنے اہل و عیال سمیت نجات پاؤ۔۔۔‘‘۔ (نزول المسیح، روحانی خزائن جلد ۱۸ صفحہ ۴۰۲، ۴۰۳)

پھر آپؑ کس درد بھرے دل سے فرماتے ہیں:

"خدایا مجھے ایسے الفاظ عطا فرما اور ایسی تقریریں الہام کر جو ان دلوں پر اپنا نور ڈالیں اور اپنی تریاقی خاصیت سے ان کی زہر کو دور کر دیں۔ میری جان اس شوق سے تڑپ رہی ہے کہ کبھی وہ بھی دن ہو کہ اپنی جماعت میں بکثرت ایسے لوگ دیکھوں جنہوں نے درحقیقت جھوٹ چھوڑ دیا اور ایک سچا عہد اپنے خدا سے کر لیا کہ وہ ہر یک شر سے اپنے تئیں بچائیں گے اور تکبر سے جو تمام شرارتوں کی جڑ ہے بالکل دور جا پڑیں گے اور اپنے رب سے ڈرتے رہیں گے۔۔۔"

(مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ ۴۴۵)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جو تکبر کو تمام شرارتوں کی جڑ قرار دیا اور تکبر کی باریکیوں سے بھی اجتناب کی نصیحت فرمائی ہے تو وہ بھی اپنے آقا اور مطاع حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی احادیث کی روشنی میں ہی فرمایا ہے کیونکہ حدیث نبویؐ ہے لا یدخل الجنۃ من کان فی قلبه مثقال ذرة من الکبر یعنی جس شخص کے دل میں ذرہ بھر بھی تکبر ہے وہ جنت میں داخل نہیں ہوگا۔ (مشکوٰۃ کتاب الادب)

دوسرا امر جس کو آنحضرت ﷺ نے تمام گناہوں کی جڑ قرار دیا ہے وہ حرص اور لالچ ہے۔ آنحضرت ﷺ ایک دوسری حدیث میں فرماتے ہیں: اگر ابن آدم (انسان) کو دو وادیاں مال کی بھری ہوئی بھی مل جائیں پھر بھی چاہے گا کہ تیسری وادی مال کی بھری ہوئی مل جائے۔ اور ابن آدم (انسان) کا پیٹ صرف (قبر کی) مٹی بھرے گی۔ اور اللہ تعالیٰ اس پر رجوع برحمت ہوتا ہے جو اس کے حضور توبہ کرتا ہے۔

حقیقتاً اللہ تعالیٰ کے راستے میں مالی قربانیوں سے دریغ اور دعوۃ الی اللہ کے لئے وقت کی قربانی دینے میں کوتاہی کی وجہ بھی مال کی حرص ہی ہوتی ہے کہ انسان کی ضروریات ختم ہونے میں نہیں آتیں اور دنیاوی عیش و آرام کے حصول کے لئے رات دن کوشاں رہتا ہے۔ اور پھر جب یہ حرص بڑھتی ہے تو پھر ایسا انسان اس بات کی پرواہ نہیں کرتا کہ یہ مال حلال طریق سے آ رہا ہے یا حرام اور ناجائز طریق سے حاصل کیا جا رہا ہے۔ اور اس طرح یہ مال کی حرص انسان کو گناہوں پر مجبور کر دیتی ہے۔ تبھی تو آنحضرت ﷺ ایک اور حدیث میں فرماتے ہیں:

"دو بھوکے بھیڑیے جن کو بھیڑ بکریوں کے ریوڑ میں چھوڑ دیا جائے اتنا خرابی اور فساد کا باعث نہیں بنتے جتنا ایک شخص کا مال کا حرص کرنا اور اپنے آپ کو بڑا سمجھنا۔ اس کے دین کی خرابی اور فساد کا موجب ہے۔ (مشکوٰۃ کتاب الرقاق)

تیسرا امر جس کو آنحضرت ﷺ نے تمام گناہوں کی جڑ قرار دیا وہ حسد ہے۔ حدیث کے الفاظ ہیں کہ حسد سے بچو کیونکہ حضرت آدم علیہ السلام کے دو بیٹوں میں سے ایک کو حسد نے ہی اس بات پر آمادہ کیا کہ اس نے اپنے ساتھی کو قتل کر دیا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: حسد انسان میں ایک بہت برا خلق ہے جو چاہتا ہے کہ ایک شخص سے ایک نعمت زائل ہو کر اس کو مل جائے۔ لیکن اصل کیفیت حسد کی صرف اس قدر ہے کہ انسان اپنے کسی کمال کے حصول میں یہ روا نہیں رکھتا کہ اس کمال میں اس کا کوئی شریک بھی ہو۔ پس درحقیقت یہ صفت خدا تعالیٰ کی ہے جو اپنے تئیں ہمیشہ وحدہ لاشریک دیکھنا چاہتا ہے۔

(نسیم دعوت، روحانی خزائن جلد ۱۹ صفحہ ۳۹۰)

الغرض ہر احمدی مرد اور ہر احمدی عورت کو جہاں تمام گناہوں کی جڑ ان تین امور سے حتی الامکان بچنے کی کوشش کرنی چاہئے وہاں ساتھ ہی اللہ تعالیٰ سے دعا کرنی چاہئے کہ وہ ہمیں ان تینوں امور سے بچا کر رکھے اور مکارم اخلاق سے متصف کرے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

یہ عجب آنکھیں ہیں سورج بھی نظر آتا نہیں
کچھ نہیں چھوڑا حسد نے عقل اور سوچ اور بچار

(دُرِّثمین)

ماخوذ۔ امتہ الحفیظ شاہد۔ ڈبلن

نہ تھی حال کی جب ہمیں اپنے خبر رہے دیکھتے اوروں کے عیب و ہنر
پڑی اپنی برائیوں پر جو نظر تو نگاہ میں کوئی برا نہ رہا

بہادر شاہ ظفر

قبولیت دُعا کے طریق

سیدنا حضرت مصلح موعود خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے الفاظ میں۔

میں خدا تعالیٰ کے فضل اور اس کی توفیق سے اس امر کے متعلق بیان چاہتا ہوں کہ انسان کو دُعا کس رنگ میں اور کس طریق سے کرنی چاہیے کہ جس کے نتیجے میں وہ قبولیت کا زیادہ امیدوار ہو اور وہ کیا شرائط ہونی چاہئیں کہ جن کے مطابق کی ہوئی دُعا خدا تعالیٰ کے حضور قبول ہو جائے۔ میں قطعاً کوئی ایسا گر نہیں بتانا چاہتا کہ جس سے آقا خادم اور خادم آقا بن جائے۔ خالق مخلوق اور مخلوق خالق ہو جائے۔ مالک غلام اور غلام مالک قرار پا جائے۔ ہاں ایسے رنگ اور طریقِ دُعا ضرور ہیں کہ جن سے انسان اللہ تعالیٰ کو خوش کر کے جہاں تک مخدوم اور خادم، خالق مخلوق، مالک اور مملوک کا تعلق ہے اپنی بات منوا سکتا ہے۔

خاص اور اعلیٰ طریق:۔

انسان پر ایک ایسا وقت آتا ہے جب کہ وہ خدا تعالیٰ کے ہاتھ میں بطور ہتھیار کے ہو جاتا ہے۔ اس کی ہر حرکت وسکون اللہ تعالیٰ کے لئے اور اسی کے اختیار میں ہوتی ہے ایسا انسان جو دُعا کرتا ہے وہ قبول ہو جاتی ہے۔ مگر یہ کوئی ایسا طریق نہیں ہے، جس کے متعلق ہر ایک انسان کو کہہ دیا جائے کہ اس طرح کیا کرو۔ کیونکہ یہ مرتبہ سے تعلق رکھتا ہے جس کا پانا انسان کے اپنے اختیار میں نہیں ہے۔ اسی لئے میں یہ طریق نہیں بتاؤں گا بلکہ وہ طریق بتاؤں گا جن میں بندہ کا اختیار اور تصرف ہے لیکن ان سے یہ نہیں سمجھنا چاہئے کہ ساری کی ساری دُعائیں قبول ہو جاتی ہیں بلکہ یہ کہ زیادہ قبول ہوتی ہیں۔

پہلا طریق:۔

خدا تعالیٰ نے ایسا گر بتایا ہے جو عام طور پر ہر فطرت انسانی میں کام کرتا نظر بھی آتا ہے اور یہ کہ فَلْيَسْتَجِيبُوا لِي ط۔ تم میری ہر ایک بات مان لیا کرو اور جو حکم ہم نے تمہارے لیے بھیجے ہیں ان پر عمل کرو اور اپنی تمام حرکات وسکنات کو شریعت کے ماتحت لے آؤ پھر تمہاری دُعائیں قبولیت میں بڑھ جائیں گی۔ کیوں؟ اس لئے کہ خادم کو انعام اسی وقت ملا کرتا ہے جب آقا خوش ہوتا ہے۔ اسی طرح خدا تعالیٰ بھی اسی کی دُعا قبول کرتا ہے جو اس کو راضی رکھتا ہے اسی لیے فرمایا فَلْيَسْتَجِيبُوا لِي ط۔ میرے بندوں کو چاہئے کہ اگر وہ اپنی دُعائیں قبول کروانا چاہتے ہیں تو میری باتیں مان لیا کریں تو دُعا قبول ہونے کا پہلا گر خدا تعالیٰ نے اس آیت میں ہی بتا دیا ہے۔

دوسرا طریق:۔

فرمایا وَلْيُؤْمِنُوا بِي اگر میرے بندے دُعا قبول کروانا چاہتے ہیں تو اس کا دوسرا طریق یہ ہے کہ مجھ پر ایمان بھی لائیں۔ انسان شریعت کے تمام احکامات پر عمل کرے اور دُعائیں مانگے اور ساتھ ہی اس بات پر ایمان رکھے کہ خدا تعالیٰ دُعائیں قبول کرتا ہے اگر کوئی زبان سے دُعا کرتا ہے لیکن اِسے یقین ہی نہیں کہ خدا اس کی دُعا قبول کرے گا تو کبھی اس کی قبول نہیں ہو سکے گی کسی کو یقین ہی نہ ہو تو لاکھ ماتھا رگڑے، ناک گھساتے گھساتے دب جائے، حلق بیٹھ جائے، کبھی دُعا قبول نہ ہو گی۔ جس کو خدا پر امید نہیں ہوتی اس کی وہ نہیں سنتا۔

ایک بزرگ ہر روز دُعا مانگا کرتے تھے ایک دن جبکہ وہ دُعا مانگ رہے تھے ان کا ایک مرید آ کر ان کے پاس بیٹھ گیا اور اس وقت ان کو الہام ہوا جو اس مرید کو بھی سنائی دیا لیکن وہ ادب کی خاطر چُپ رہا اور اس کے متعلق کچھ نہ کہا، دوسرے دن جب انہوں نے دُعا مانگنی شروع کی تو وہی الہام ہوا جسے اس مرید نے بھی سُنا۔ اس دن بھی وہ چپ رہا۔ تیسرے دن وہی الہام ہوا اس دن اس سے نہ رہا گیا اس لیے بزرگ کو کہنے لگا آج تیسرا دن ہے کہ میں سُنتا ہوں ہر روز آپ کو خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں تمہاری دُعا قبول نہیں کرونگا۔ جب اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا تو پھر آپ کیوں دُعا کرتے ہیں۔ جانے دیجئے۔ انہوں نے کہا۔ نادان تُو تو صرف تین دن خدا کی طرف سے یہ الہام سن کر گھبرا گیا ہے اور کہتا ہے جانے دو۔ دُعا ہی نہ کرو۔ مگر مجھے تیس سال ہوئے یہی الہام سنتے لیکن میں نہیں گھبرایا اور نہ نا اُمید ہوا ہوں خدا تعالیٰ کا کام قبول کرنا ہے اور میرا کام دُعا مانگنا ہے تو خواہ مخواہ دخل دینے والا کون۔ وہ اپنا کام کر رہا اور میں اپنا کام کر رہا ہوں۔ لکھا ہے دوسرے ہی دن الہام ہوا کہ تم نے تیس سال کے عرصے میں جس قدر دُعائیں کیں تھیں وہ سب ہم نے قبول کر لی ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ سے نا اُمید نہیں ہونا چاہیے۔ خدا تعالیٰ کے فضل اور رحمت سے کبھی مایوس نہ ہو بلکہ دُعا کرتے وقت یہ پختہ یقین رکھو کہ خدا تعالیٰ تمہاری دُعا ضرور سُنے گا۔

تیسرا طریق:۔

اللہ تعالیٰ کے بندوں پر اگر کوئی احسان، مروّت اور رحم کرے تو اللہ

تعالیٰ بھی اس پر رحم کرتا ہے۔ تو دُعاؤں کی قبولیت کا ایک طریق یہ بھی ہے کہ جب کوئی اہم معاملہ درپیش ہو اور اس کے لیے دُعا کرنی ہو تو اس وقت کسی ایسے انسان کے جو کسی قسم کے دُکھ اور تکلیف میں ہو۔ آزار کو دور کیا جائے یا دُور کرنے کی کوشش کی جائے۔ جب کوئی شخص خدا تعالیٰ کے کسی بندے سے ایسا سلوک کرے گا تو اس کی وجہ سے خدا تعالیٰ اس کے دُکھ اور مشکل کو دُور کردے گا۔ یہ بہت اعلیٰ طریق ہے اس طریق سے دُعا بہت جلد قبول ہو جائے گی۔

چوتھا طریق:۔

یہ ہے کہ دُعا کرنے سے پہلے کثرت سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر دروُد بھیجیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم وہ انسان ہیں جو اللہ تعالیٰ کے حضور بنی نوع انسان میں سب سے زیادہ مقبول ہیں یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کلمہ توحید کے ساتھ آپ کا نام بھی رکھ دیا ہے۔ ایسے انسان کی نسبت جو درُود بھیج کر خدا تعالیٰ سے برکات چاہے خدا کی رحمت جوش میں آکر اس پر فضل کرنا شروع کردیتی ہے۔ وہ انسان جو آنحضرت ﷺ پر درُود بھیج کر دُعا کرتا ہے اس کی ہر ایک ایسے انسان سے بڑھ کر دُعا قبول ہوتی ہے جو بغیر درود شریف کے کرے۔ یہ کوئی نارِوا بات نہیں۔ یہ اسی طرح کی ہے کہ جو محبوب سے اچھا سلوک کرتا ہے وہ محبّ کا محبوب ہو جاتا ہے۔

پانچواں طریق:۔

پانچواں گر یہ ہے کہ انسان خدا تعالیٰ کی حمد کرے۔ جب کوئی انسان اللہ تعالیٰ کی صفات کو بیان کر کے کچھ مانگتا ہے تو خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ میرا محتاج بندہ جو کچھ مانگتا ہے اُسے دے دیا جائے۔ جس طرح آنحضرت ﷺ پر درُود بھیجنے سے خدا تعالیٰ کی محبت جوش میں آتی ہے۔ حمد کرنے کے وقت کہتا ہے کہ یہ میرا بندہ جو میری صفات بیان کر رہا ہے اس پر اپنی صفات ظاہر کر دیتا ہوں تا کہ اس کو عملی طور پر معلوم ہو جائے کہ جو کچھ وہ میرے متعلق کہتا ہے وہ سب درست ہے۔ تو حمد خدا تعالیٰ کی سب صفات کو جوش میں لے آتی ہے اور سب صفات جمع ہو کر ایک طرف جُھک جاتی ہیں تا کہ اُس کے بندے کا کام کریں۔

چھٹا طریق:۔

دُعا کرنے سے پہلے اپنے کپڑوں اور بدن کو صاف کرو اور اگر جسم پاک ہو تو روح پر بھی اس کا پاک ہی اثر پڑتا ہے۔ اسلام نے تمام عبادتوں کے لئے صفائی کی شرط ضروری قرار دی ہے۔ وہ دُعائیں جو ناپاکی کی حالت میں کی جائیں وہ قبول نہیں ہوتیں۔ صوفیاء نے دُعا کرنے کا لباس الگ بنا رکھا ہوتا ہے جسے خوب صاف ستھرا رکھتے اور خوشبوئیں لگاتے ہیں

ساتواں طریق:۔

دُعا کی قبولیت کا ایک طریق یہ بھی ہے کہ دُعا کے لیے ایسا وقت انتخاب کیا جائے جبکہ خاموشی ہو۔ حضرت مسیح موعودؑ کو دیکھا ہے آپ جنگل میں تنہا چلے جاتے۔ علیحدہ علیحدہ جگہ اور خاموش وقت میں خاص توجہ سے دُعا کی جاسکتی ہے۔ کیونکہ توجہ کے لیے کوئی بیرونی روک نہیں ہوتی اس لیے طبیعت کا زور ایک ہی طرف لگتا ہے جو اپنے سامنے کی ہر ایک روک کو بہا کرلے جاتا ہے۔

آٹھواں طریق:۔

جب کوئی انسان کسی معاملے کے متعلق دُعا کرے تو پہلے اپنے نفس کی کمزوریوں کا مطالعہ کرے۔ انسان کو چاہیے کہ اپنے نفس کو بالکل گرادے۔ یہ بندے اور خدا میں تعلق پیدا کرنے کا بہت بڑا ذریعہ ہے۔ اس سے دُعا بہت زیادہ قبول ہوتی ہے۔

نواں طریق:۔

جب انسان دُعا کرنے لگے تو اللہ تعالیٰ کے انعامات کو اپنی آنکھوں کے سامنے لے آئے۔ یہاں تک کہ خدا تعالیٰ کے انعام اور فضل کا ایسا نقشہ کھینچے کہ اس کا رُواں رُواں خدا کی محبت اور الفت سے پُر ہو جائے۔ اس وقت اس کے دل پر جوش اور شوق سے امید کی ایک ایسی لہر مارے گی کہ وہ جو دُعا کرے گا وہ قبول ہو جائے گی۔

دسواں طریق:۔

جس طرح خدا تعالیٰ کے انعامات کو نظر کے سامنے لانا چاہیے۔ اسی طرح اس کے غضب کو سامنے لائے۔ پھر دُعا کرے۔ یہ دُعا خوف اور طمع کی دُعا ہوگی۔ جس کو قرآن کریم نے بھی بیان کیا۔ ایک طرف اس کا خوف ہوگا اور دوسری طرف طمع۔ یہ دو دیواریں ہوں گی جو اسے دنیا سے کاٹ کر اللہ تعالیٰ کی طرف مائل کردیں گی۔ اور اس طرح اس کی دُعا قبول ہوگی۔

گیارھواں طریق:۔

پھر جب کوئی شخص دُعا کرنے لگے تو اپنی حالت کو چست بنائے اسکا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ زبان سے دُعا زیادہ عمدگی سے نکلتی ہے اور مختلف پیراؤں میں دُعا کرنے کی توفیق ملتی ہے۔

بارھواں طریق:۔

کسی خاص معاملہ کے قبول کرانے کے لیے پہلے ایسی دُعائیں کرنی چاہئیں جن کو خدا تعالیٰ نے قبول ہی کر لینا ہے۔ مثلاً الٰہی دین اسلام کی بڑے زور شور سے اشاعت ہو تیرا جلال اور قدرت ظاہر ہو۔ تیرے انبیاء کی عزت بڑھے، خدا کہے گا ایسا ہی ہو۔ اس طرح دُعائیں کرتے کرتے اپنا مقصد بھی پیش کر دیں کہ الٰہی یہ بات بھی ہو جائے تو دُعا قبول کرانے کا ایک یہ بھی طریق ہے۔

تیرھواں طریق:۔

خاص مقامات پر دُعا خاص طور پر قبول ہوتی ہے۔ پس انسان کو چاہیے کہ جب دُعا کرنے لگے تو ایسے ہی مقامات کو چن کر کرے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کے پاس بھی ایک مصلّیٰ تھا آپؓ فرماتے تھے کہ میں جب بھی اس مصلّے پر بیٹھ کر دُعا کرتا ہوں تو خاص طور پر قبول ہو جاتی ہے۔ آنحضرت ﷺ نے اس بات کو پسند فرمایا ہے اور صحابہ کرامؓ نے اس پر عمل کیا ہے کہ گھر میں نماز پڑھنے کے لئے ایک خاص جگہ معین کر دیتے تھے جہاں سوائے عبادت کے اور کوئی کام نہیں کئے جاتے تھے۔ حضرت مسیح موعودؑ نے بھی ایک بیت الدُّعا بنایا ہوا تھا۔ تو یہ بھی دُعا قبول ہونے کا ایک طریق ہے۔

چودھواں طریق:۔

ہر ایک دُعا اللہ تعالیٰ کے اسماء کے ساتھ ایک خاص تعلق رکھتی ہے اس لئے جب کوئی انسان دُعا مانگنے لگے تو اسے چاہیے کہ اوّل اپنی حاجت اور ضرورت کو دیکھے اور پھر اس کے مطابق خدا تعالیٰ کے نام کو تلاش کرے اور اس نام کو لے کر خدا تعالیٰ کو پکارے تو بہت جلد دُعا قبول ہو جاتی ہے۔

پندرھواں طریق:۔

خدا تعالیٰ کا نام اللہ ایک ایسا نام ہے جس کو پکار کر ہر ایک مدّعا اور مقصد کے مطابق خدا تعالیٰ کی کوئی صفت اسے یاد نہ آتی ہو تو اسے چاہیے کہ اللہ کو پکار کر اپنی دُعا کرے کیونکہ یہ ایک نام ہے جو اسکی تمام صفات پر حاوی ہے دشمن سے بچنے، تنگی سے مخلصی پانے، گناہ بخشوانے، تکلیف دور کرنے غرضیکہ ہر قسم کی دُعا کرنے کے لیے یہ استعمال کیا جاتا ہے۔

اس زمانہ میں ہمارے لیے بہت مشکلات کا سامنا ہے قسم قسم کے مخالف پیدا ہو گئے ہیں اور قسم قسم کے اعتراضات اسلام پر کئے جاتے ہیں۔ ان کے دفیعہ کے لیے ہمیں بہت کوشش اور ہمت کرنے کی ضرورت ہے اور اس سے بڑھ کر ہمارے لئے اور کون سا طریق کامیابی کا ہو سکتا ہے کہ ہم خدا تعالیٰ کے حضور عرض کر دیں کہ آپ ہی ہماری مدد کیجیے۔

پس آپ لوگ اپنے اعتقاد اپنے اعمال میں خاص اصلاح کر لیں تا کہ ہمارا کھانا پینا، سونا جاگنا، غرضیکہ ہر سکون اور ہر حالت اسی کے لئے ہو جائے۔

(از دُعائیہ خزائین۔ مرتبہ محمد اعظم اکسیر مربی سلسلہ احمدیہ)

مُرسلہ طیبہ مقبول۔ ڈبلن

حج پر نہ جانے پر اعتراض

حج کے لئے نہ جانے کی وجہ ایک شخص نے عرض کی کہ مخالف مولوی اعتراض کرتے ہیں کہ مرزا صاحب حج کو کیوں نہیں جاتے؟

فرمایا:۔ یہ لوگ شرارت کے ساتھ ایسا اعتراض کرتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دس سال مدینہ میں رہے۔ صرف دو دن کا راستہ مدینہ اور مکہ میں تھا مگر آپ نے دس سال میں کوئی حج نہ کیا۔ حالانکہ آپ سواری وغیرہ کا انتظام کر سکتے تھے۔ لیکن حج کے واسطے صرف یہی شرط نہیں کہ انسان کے پاس کافی مال ہو بلکہ یہ بھی ضروری ہے کہ کسی قسم کے فتنہ کا خوف نہ ہو۔

وہاں تک پہنچنے اور امن کے ساتھ حج ادا کرنے کے وسائل موجود ہوں۔ جب وحشی طبع علماء اس جگہ ہم پر قتل کا فتویٰ لگا رہے ہیں اور گورنمنٹ کا بھی خوف نہیں کرتے تو وہاں یہ لوگ کیا نہ کریں گے لیکن ان لوگوں کو اس امر سے کیا غرض ہے کہ ہم حج نہیں کرتے۔

کیا اگر ہم حج کریں گے تو وہ ہم کو مسلمان سمجھ لیں گے؟ اور ہماری جماعت میں داخل ہو جائیں گے؟ اچھا یہ تمام مسلمان علماء اوّل ایک اقرار نامہ لکھ دیں کہ اگر ہم حج کر آویں تو وہ سب کے سب ہمارے ہاتھ پر توبہ کر کے ہماری جماعت میں داخل ہو جائیں گے اور ہمارے مرید ہو جائیں گے۔ اگر وہ ایسا لکھ دیں اور اقرار حلفی کریں تو ہم حج کر آتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمارے واسطے اسباب آسانی کے پیدا کر دے گا تا کہ آئندہ مولویوں کا فتنہ رفع ہو۔ ناحق شرارت کے ساتھ اعتراض کرنا اچھا نہیں ہے۔

یہ اعتراض ان کا ہم پر نہیں پڑتا بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی پڑتا ہے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی صرف آخری سال میں حج کیا تھا۔ (ملفوظات جلد پنجم صفحہ 248)

مرحبا مرحبا

(لجنہ اماءاللہ وناصرات الاحمدیہ آئرلینڈ کی فرمائش پر ایک نغمہء استقبال)

اے طرح دار، قدسی صفت، دل ربا — مرحبا مرحبا مرحبا مرحبا
ایک مدّت سے پلکیں بچھائے ہوئے — ہم نے دیکھا فقط آپ کا راستہ

مرشدم آپ کے یہ مبارک قدم — کیا پڑے ،برکتوں سے فضا بھر گئی
جوش ایماں سے تازہ جنوں ہو گیا — اک جھلک آپ کی کام یہ کر گئی
سیّد المومنیں خادم مصطفےٰ ﷺ — مرحبا مرحبا مرحبا مرحبا

ہم بھی تجدید عہد وفا کے لئے — نذر کرنے زر دل اٹھا لائے ہیں
ہم ردائے اطاعت میں لپٹے ہوئے — اپنی بیعت کے رکھنے بھرم آئے ہیں
ہم غلام آپ کے آپ ظلّ خدا — مرحبا مرحبا مرحبا مرحبا

ملک تثلیث یوم حساب آ گیا — کھول آنکھیں وہ عالی جناب آ گیا
ظلمت کفر کے دن گئے جاچکے — نور حق سے بھرا ماہتاب آ گیا
ماہتاب آ گیا آفتاب آ گیا — مرحبا مرحبا مرحبا مرحبا

اے سفیر مسیحائے آخر زماں — امن عالم کے رہبر نگاہ اماں
شفقتیں ہیں تری سب پہ سایہ فگن — ہے محبت بھری صرف تیری اذاں
دلبرم تجھ کو رکھے سلامت خدا — مرحبا مرحبا مرحبا مرحبا

ازمکرم جمیل الرحمٰن صاحب ۔ اگست 2010ء

دجال کی حقیقت

آنحضرت ﷺ نے آخری زمانہ میں امت کی اصلاح کے لئے ایک مسیح اور مہدی کے ظہور کی پیش گوئی فرمائی اور اس کے ظہور کی علامات میں سے ایک ضروری علامت دجال کا ظہور بیان فرمائی۔ دجال کے متعلق عوام الناس میں عجیب و غریب قسم کی کہانیاں مشہور ہیں اور وہ اسے عجیب الخلقت غیر معمولی قوتوں کا حامل قرار دیتے ہیں۔لیکن حقیقت یہ ہے کہ دجال کے متعلق آنحضرت ﷺ نے جو پیشگوئیاں فرمائی ہیں وہ آپ کے رؤیا اور مکاشفات پر مشتمل ہیں۔

قرآن کریم احادیث نبویہ اور دجال کے لغوی معنوں سے پتہ چلتا ہے کہ دجال سے مراد کوئی عجیب الخلقت فرد نہیں بلکہ آج کی ترقی یافتہ مغربی عیسائی اقوام کے مذہبی راہنما ہیں۔ چند دلائل پیش ہیں:۔

دجال کے لغوی معنی:۔

۱۔کذاب یعنی سخت جھوٹا۔

۲۔مالدار اور خزانوں والا

۳۔بڑا گروہ جو اپنی کثرت سے زمین کو ڈھانپ لے۔

۴۔ایسا گروہ جو اموال تجارت اٹھائے پھرے۔(لسان العرب)

نبی کریم ﷺ نے دجال کے فتنہ سے بچنے کے لیے سورۃ کہف کی ابتدائی آیات پڑھنے کا ارشاد فرمایا اور سورۃ کہف کہ ابتدائی دس آیات میں مسیحیت کا رد فرمایا گیا ہے۔چنانچہ فرمایا۔

وَيُنْذِرَ الَّذِينَ قَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا (الکھف:۵)

یعنی اللہ تعالیٰ نے یہ کتاب اس لئے نازل کی ہے کہ اس کے ذریعہ ان کو ڈرایا جائے جو کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ایک بیٹا بنالیا ہے۔

پس مسیح کا فتنہ اور دجال کا فتنہ ایک ہی شے ہے کیونکہ علاج بیماری کے مطابق ہوتا ہے اگر دجالی فتنہ مسیحی فتنہ سے علیحدہ ہوتا تو ممکن نہ تھا کہ رسول کریم ﷺ جیسا حکیم انسان دجال سے بچنے کے لئے ایسی آیات پڑھنے کا حکم دیتا جن میں اس کا ذکر تک نہیں۔

حدیث میں دجال کے فتنہ کو سب سے بڑا فتنہ قرار دیا گیا ہے۔

(مسلم کتاب الفتن باب فی بقیہ احادیث الدجال)

سورہ فاتحہ میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو دو فتنوں سے بچنے کی دعا سکھلائی ہے۔

۱۔مغضوب علیھم کا فتنہ جس سے مراد یہود ہیں۔

۲۔الضالین کا فتنہ جس سے مراد عیسائی ہیں۔

یہود کو دجال قرار نہیں دیا جا سکتا کیونکہ ان کے بارے میں اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے۔ضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ اَيْنَ مَا ثُقِفُوْا(آل عمران:۱۱۳)

یعنی جہاں کہیں بھی وہ پائے جائیں ان پر ذلت نازل کی گئی ہے۔گویا یہود ہمیشہ مغلوب رہیں گے لیکن قرآن کریم اور احادیث سے پتہ چلتا ہے کہ مسیح اور مہدی کے زمانہ میں عیسائیت کا غلبہ ہوگا۔

پس معلوم ہوا دجال سے مراد عیسائی پادری ہی ہیں اور اگر اس سے مراد کوئی اور فرد یا قوم ہوتی تو سورۃ فاتحہ میں ضرور اس سے بچنے کی دعا سکھلائی جاتی۔

علامات دجال:۔

۱۔بخاری کتاب الانبیاء باب وذکر فی الکتاب مریم میں ہے کہ ''دجال دائیں آنکھ سے کانا ہوگا''

اس سے مراد یہ ہے کہ اس کی بائیں آنکھ یعنی دنیا کی آنکھ بہت تیز ہوگی اور دنیوی معاملات میں بہت گہری نظر رکھے گا لیکن دائیں آنکھ سے اندھا یعنی دین سے بے بہرہ ہوگا۔

۲۔''اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان ک۔ف۔ر لکھا ہوگا جسے پڑھا ہوا اور ان پڑھ دونوں پڑھ سکیں گے'' (صحیح بخاری۔کتاب الفتن باب ذکر الدجال)۔

یعنی اس کا کفر ظاہر و باہر ہوگا۔

۳۔پھر نبی اکرم ﷺ نے دجال کو ظاہری حلیہ کے لحاظ سے ایک تنومند جوان ،چوڑے سینے والا ،سفید رنگ روشن پیشانی والا دیکھا (مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۱۵ کتاب الفتن ماذکر فی فتنۃ الدجال)

مغربی اقوام کے یہی خدوخال ہیں جن کے نمائندہ کے طور پر آپ کو ایک شخص دکھایا گیا۔

۴۔مسلم کتاب الفتن باب فی بقیۃ قصۃ الدجال میں ہے کہ ''اصفہان کے ۷۰ ہزار یہودی دجال کے ساتھ ہوں گے''

آج یہودی مسیحی اقوام کی بھرپور مدد کر رہے ہیں۔

۵۔فرمایا دجال روٹیوں کا پہاڑ اور پانی کی نہر ساتھ لے کر چلے گا۔اور بڑی تیزی

سے دنیا میں پھیلائے گا اور ہر طرف فتنہ وفساد اور تباہی پھیلائے گا اور جسے چاہے گا قتل کرے گا اور جسے چاہے گا زندہ کرے گا اس کے حکم پر بارش بھی برسے گی اور زمین کھیتی اگائے گی اور اپنے خزانے نکال باہر کرے گی۔

(مسلم کتاب الفتن باب ذکر الدجال)

اس حدیث کے ظاہری معنوں کی رو سے دجال کو خدا یا خدائی طاقتیں رکھنے والی ہستی ماننا پڑتا ہے جو اسلام کے بنیادی عقیدہ توحید کے خلاف ہے پس اس حدیث کا یہ مطلب لئے بغیر چارہ نہیں کہ دجال اپنی خصوصیات اور کار گزاریوں سے خدا کے کاموں پر ہاتھ ڈالے گا اور کوشش کرے گا کہ بارش برسنا اور بارش بند کرنا، پانی بکثرت پیدا کرنا اور خشک کرنا، تمام نظام طبعی پر اسے تصرف حاصل ہو جائے۔ روٹیوں کے پہاڑ اور پانی کی نہر ساتھ ہونے میں ایک توان طاقتور مغربی قوموں کے کل دنیا پر اقتصادی اور معاشی اقتدار اور غلبہ کا ذکر ہے۔ دوسری طرف اس کی ایجاد کردہ سواریوں ریل گاڑی، ہوائی جہاز، بحری جہاز کی طرف اشارہ ہے جن میں دوران سفر خوراک وغیرہ کے جملہ سامان مہیا ہوتے ہیں۔

۶۔ اس کے ساتھ جنت بھی ہوگی اور آگ بھی ہوگی اور جسے وہ جنت کہے گا وہ حقیقتاً آگ ہوگی۔ (بخاری کتاب الانبیاء قول اللہ ولقد ارسلنا نوحا)

اس کے بھی ظاہری معنی قبول کرنے محال اور خلاف توحید ہیں یہی وجہ ہے کہ شارح بخاری علامہ ابن حجر نے اس کی یہ تشریح کی ہے کہ:۔

دجال انعام واکرام اور سزا پر قادر ہوگا جو اس کی اطاعت کرے گا اس پر انعام و اکرام کرے گا گویا وہ اسے اپنی جنت میں داخل کرے گا لیکن حقیقتاً اخروی لحاظ سے یہ جہنم ہوگی اور جو اس کی نافرمانی کرے گا وہ اس کی دنیا جہنم بنا دے گا مگر ایسے لوگ اخروی جنت کے وارث ہوں گے۔

(فتح الباری شرح بخاری کتاب الفتن باب ذکر الدجال)

یہ صفات بھی آج عیسائی اقوام میں بدرجہ اتم موجود ہیں۔

۷۔ دجال کے دونوں کانوں میں سے ہر ایک کی لمبائی تیس (30) ہاتھ ہوگی۔ (کنزالعمال۔ کتاب القیامہ من قسم الافعال باب الدجال حدیث ۳۹۷۰۹)

یعنی دجال ایسی ایجادات کرے گا جس سے پیغام رسانی کا کام آسان ہو جائے گا۔ جیسے ٹیلیفون، فیکس، ای میل وغیرہ۔ اور یہ ایجادات مغربی اقوام کی ہی ہیں۔

۸۔ مسیح موعود دجال کو باب لد کے پاس قتل کرے گا۔

(مسلم کتاب الفتن باب ذکر الدجال)

لد کے معنے ہیں بحث کرنے والے جھگڑنے والے افراد۔

فرمایا وَتُنْذِرَ بِهِ قَوْمًا لُّدًّا (مریم: ۹۸)

یعنی قرآن اس لئے آیا ہے کہ تو اس کے ذریعہ بحث کرنے والی قوم کو انذار کرے۔ حدیث کا مطلب یہ ہے کہ مسیح موعود دجالی عقائدِ باطلہ کو علمی و عقلی دلائل سے توڑے گا اور اس پر فتح حاصل کرے گا چنانچہ حضرت بانی جماعت احمدیہ نے عیسائیت کے خلاف ایسے روشن دلائل پیش فرمائے کہ اس کی بنیادیں ہل گئیں۔

۹۔ دجال مسیح موعود کو دیکھ کر نمک کی طرح گھلتا جائے گا اور اللہ تعالیٰ مسیح کے ذریعہ دجال کو ہلاک کرے گا۔ (مسلم کتاب الفتن باب فی فتح قسطنطنیہ وخروج الدجال ونزول عیسی ابن مریم)

دجال مشرق سے نکلے گا اور وہ زمانہ اختلاف اور فرقہ بندی کا ہوگا اور دجال کا غلبہ چالیس دن رہے گا (یعنی اسے کامل غلبہ حاصل ہوگا) مومن سخت تنگی محسوس کریں گے تب حضرت عیسیٰ تشریف لا کر لوگوں کی امامت کریں گے اور جونہی وہ رکوع سے سر اٹھائیں گے اللہ تعالیٰ دجال کو قتل کر دے گا اور مسلمان غالب آجائیں گے۔ (مجمع الزوائد ومنبع الفوائد جلد ۷ صفحہ ۳۴۹ مکتبۃ القدسی القاہرہ ۱۳۵۳ھ)

ان احادیث سے پتہ چلتا ہے کہ مسیح موعود اور اس کی جماعت کو دجال کے مقابل پر غلبہ عبادات اور دعاؤں کے نتیجہ میں حاصل ہوگا۔

۱۰۔ دجال خانہ کعبہ کا طواف کرے گا۔ (بخاری کتاب الانبیاء باب واذکر فی الکتٰب مریم)

اس حدیث کی تشریح میں علامہ تورپشتی لکھتے ہیں کہ یہ حدیث حضرت نبی اکرم ﷺ کی رؤیا اور مکاشفات میں سے ہے اور حضرت عیسیٰؑ کے خانہ کعبہ کے گرد طواف کا مطلب یہ ہے کہ آپ دین کی اصلاح اور اسے قائم کرنے کے لئے دین کے گرد طواف کریں گے اور دجال دین میں فساد اور کجی پیدا کرنے کے لئے دین کے گرد چکر لگائے گا۔

(مرقاۃ شرح مشکوۃ جلد ۴ کتاب الفتن باب علامات بین یدیالسا عۃ وذکر الدجال)

یہ علامت بھی مغربی عیسائی اقوام اور ان کے پادریوں میں بدرجہ اتم موجود ہے کیونکہ وہ اسلام پر اعتراض کرنے اور امت مسلمہ کو نقصان پہنچانے کا

کوئی موقعہ ہاتھ سے جانے نہ دیتے۔

خر دجال کی علامات:۔

دجال ایک ایسے گدھے پر سوار ہوگا جو روشن ہوگا اور اس کے دونوں کانوں کے درمیان ستر گز کا فاصلہ ہوگا۔(مشکوۃ المصابیح کتاب الادب باب العلامات وذکر الدجال)

دجال کے گدھے کے ایک پاؤں سے دوسرے پاؤں کا فاصلہ ایک دن اور ایک رات کے برابر ہوگا اور وہ ساری زمین کا سفر کرے گا۔وہ بادلوں کو پکڑنے پر قادر ہوگا اور سورج کے غروب ہونے کی جانب سفر کرتے ہوئے سورج سے بھی آگے نکل جائے گا۔وہ سمندر میں چلے گا اور سمندر کا پانی اس کے ٹخنوں تک ہوگا۔جب وہ سفر کرے گا تو بلند آواز سے یہ اعلان کرے گا اے میرے دوستو میری طرف آجاؤ۔(کنزالعمال کتاب القیامۃ من قسم الافعال باب الدجال۔حدیث ۳۹۷۰۹)

ان سواریوں میں سوراخ یعنی دروازے بھی ہوں گے اور زینیں یعنی نشستیں بھی ہوں گی۔(بحارالانوار جلد ۵۲ صفحہ ۱۹۲ از امام محمد باقر مجلسی دار احیاء التراث العربی لبنان)

ان احادیث میں دجالی قوموں کی حیرت انگیز ایجادات کا ذکر کیا گیا ہے کہ وہ ایسی تیز رفتار سواریاں ایجاد کریں گی جن میں لائٹس لگی ہوں گی جن پر بیٹھنے کے لئے نشستیں ہوگی وہ سواریاں زمین میں بھی چلیں گی یعنی ریل گاڑیاں اور موٹریں وغیرہ اور فضا میں بھی اڑیں گی یعنی ہوائی جہاز اور سمندر میں بھی چلیں گی یعنی بحری جہاز اور گدھے کے دو کانوں کے درمیان فاصلے سے یہ مراد ہے کہ وہ قومیں ایسی ایجادات کریں گی جس سے پیغام رسانی کا کام بہت ہی کم وقت میں سرانجام دیا جا سکے گا جیسے ٹیلیفون،انٹرکام اور فیکس وغیرہ اور پیغام رسانی کی یہ سہولتیں دجال کی ایجاد کردہ سواریوں میں بھی موجود ہوں گی اور عملاً ایسا ہی ہو رہا ہے۔

چنانچہ بعض علماء نے دجال کے گدھے سے مراد ریل گاڑی لی ہے۔(ھدیہ مھدویہ صفحہ ۸۹،۹۰ مطبع کانپور ۱۳۹۳)

پس آنحضرت ﷺ نے دجال کی جو علامات بیان فرمائیں تھیں وہ آج لفظ بہ لفظ پوری ہو چکی ہیں اور اگر دجال ظاہر ہو چکا ہے تو مسیح موعود کا ظہور بھی ضروری ہے۔حقیقت یہ ہے کہ مسیح موعود کا بھی ظہور ہو چکا ہے اور آنحضرت ﷺ کے فرمان کے مطابق دجال کی تباہ کاریوں سے بچنے کا ایک ہی راستہ ہے کہ اس مسیح موعود کو پہچانا جائے۔

مُرسلہ شمیفہ ظہیر۔ڈبلن

جھوٹی تعریف کی تمنا بالآخر شرک بن جاتی ہے

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے روزمرہ کی زندگی میں پیش آنے والے واقعات جن کو ہم معمولی خیال کرتے ہیں اور احتیاط سے کام نہیں لیتے اُن کے بارے میں جماعت کو تنبیہ فرمائی اور فرمایا کہ:۔قرآن کریم فرماتا ہے کہ انسان اسی بات پر راضی نہیں ہوتا،یہیں ٹھہر نہیں جاتا۔فرمایا: ترجمہ: تو اُن لوگوں کے متعلق جو اپنی کارستانیوں پر خوش ہو رہے ہیں اور پسند کرتے ہیں کہ اُن کے کاموں میں بھی تعریف کی جائے جو انہوں نے نہیں کیا۔(ہاں) ہرگز اُن کے متعلق گمان نہ کرے کہ وہ عذاب سے بچ سکیں گے جبکہ اُن کے لئے دردناک عذاب (مقدر) ہے۔(سورۃ العمران آیت 189)

اس مضمون کا تعلق یقیناً آخرت سے ہے لیکن یہ غلط ہے کہ اس دنیا سے نہیں کیونکہ تعریف کی پیاس جب اس حد تک بڑھ جاتی ہے کہ انسان ان چیزوں پر بھی تعریف کی تمنا رکھنے لگ جاتا ہے،تعریف کروانے کے لئے اس کے دل میں پیاس لگ جاتی ہے۔جن چیزوں میں اس کا کوئی بھی حصہ نہیں ہوتا یعنی کام کسی اور نے کیا اور تعریف اس نے اپنی کرنی شروع کروادی۔یہ بات بھی آپ روزمرہ کی زندگی میں ہر گھر میں مشاہدہ کر سکتے ہیں۔ہر انتظام میں مشاہدہ کر سکتے ہیں اور انسانی تعلقات میں اور قوموں کے تعلقات میں بھی یہ بات اگر آپ باریک نظر سے دیکھیں تو آپ کو دکھائی دے گی۔

اگر کسی نے کوئی اچھا کام کیا ہو اور بتایا نہ جائے مثلاً گھر میں بچوں کے ساتھ گفتگو کرتے ہوئے کہ ہمیں علم ہے کہ کس نے اچھا کام کیا ہے اور آپ اچانک پوچھیں کہ کس نے کیا ہے تو بے اختیار کئی بچے ہاتھ اونچا کریں گے کہ ہاں! ہم نے کیا ہے۔اگر ان کو یہ یقین ہو جائے کہ پتہ نہیں لگے گا کہ کس نے کیا تھا تو پھر اکثر بچوں کے اندر یہ رجحان پایا جاتا ہے کہ وہ اس بات میں اپنی تعریف کروائیں جو بات انہوں نے نہیں کی۔ان کے بھائی یا بہن نے کی تھی لیکن چونکہ تعریف ہو رہی ہے اس لئے وہ کہتے ہیں ہم نے کیا ہے۔اور اگر کوئی یہ نہ ....

(بقیہ حصہ صفحہ نمبر 67 پر)

تبلیغ کے میدان میں قبولیتِ دُعا کے چند واقعات

بشریٰ شکور خان۔ آئس لینڈ

میرے شوہر (ڈاکٹر عبدالشکور اسلم خان صاحب) کی وقفِ عارضی کی منظوری البانیہ کے لئے آئی۔ اور میں بھی اس میدانِ جہاد میں انکے ساتھ روانہ ہوگئی۔ جب ہم وہاں پہنچے تو ہمیں رہائش کے لئے ایسی جگہ دی گئی جس کے قریب گزرگاہ تھی۔ کھڑکیوں پر پردے ہر وقت آویزاں رکھنے پڑتے تھے جس کی وجہ سے طبیعت میں گھٹن اور اکیلے ہونے کے احساس نے پریشان کردیا۔

میرے شوہر سارا دن مشن ہاؤس میں گزارتے تھے صرف کھانے کے وقت تھوڑی دیر کے لئے آتے تھے۔ تنہائی کا شدت سے احساس ہونے لگا۔ نئی جگہ نیا ملک زبان کا مسئلہ بھی درپیش تھا چنانچہ میں دعاؤں میں لگ گئی اور قادر خدا کو مدد کے لئے پکارا کہ اے خدا تیری راہ میں نکلے ہیں تو ہی غیب سے مدد کے سامان کردے۔

چنانچہ ایک دن میں سیر کے لئے باہر نکلی ایک مقام پر ایک عورت اپنے گھر کے باہر کھڑی تھی۔ اس سے سلام دعا ہوئی پھر اُس نے مجھے اندر بلا لیا۔ وہ باتیں کرنے لگ گئی میں نے کچھ الفاظ البانین زبان کے سیکھے تھے جو اس وقت کام آئے اور کچھ اشاروں سے باتیں ہوئیں۔ کچھ دیر گزارنے کے بعد اسکی بیٹی باہر سے آئی جو سولہ سترہ سال کی تھی اس سے بھی ٹوٹے پھوٹے الفاظ میں بات چیت ہوئی، میں نے اس سے پوچھا تم قرآن مجید پڑھنا (سیکھنا) پسند کرو گی پھر میں تمہیں انگریزی بھی سکھاؤں گی۔

ان لوگوں کو بھی گاؤں سے 'ترانہ' آئے ہوئے کچھ عرصہ ہی ہوا تھا۔ (ترانہ، البانیہ کا دارالحکومت ہے)۔ وہ خوشی سے اس بات کے لئے آمادہ ہوگئی کیونکہ اس وقت تک اسکی بھی کسی سے شناسائی نہیں ہوئی تھی۔

وہ روزانہ میرے پاس آنے لگ گئی، بچی ذہین تھی اسلئے جلد ہی قاعدہ ختم کرلیا پھر قرآن مجید پڑھنا شروع کردیا اور پھر کچھ انگریزی کے لفظ بھی سمجھنے لگ گئی اور آہستہ آہستہ میرے کاموں میں ہاتھ بٹانے لگ گئی اس طرح مجھے کمپنی مل گئی اور اُسکی مدد سے خواتین میں تبلیغ بھی ہوتی رہی۔ الحمدُ للہ۔

ہمیں ترانہ (البانیہ) میں رہتے ہوئے سال ہوگیا تھا وقت دعاؤں میں گزر رہا تھا اور تبلیغ کے مواقع بھی ملتے رہے۔

البانیہ کیونکہ ایک غریب ملک ہے۔ عوام کی اکثریت پسماندگی کی زندگی گزار رہی تھی۔ چناچہ ہمارے مشن ہاوس میں غریب لوگ اُکثر امداد کے لئے آیا کرتے تھے۔ اس عرصہ میں وہاں ایک ایسی عورت بھی آئی جو حلیہ سے شریف نہ لگتی تھی پھر بھی ہم اسے امداد دیتے رہے۔ وہ دو دفعہ آئی، جب وہ تیسری دفعہ آئی تو ہمیں وہاں کے لوگوں نے بتایا کہ یہ عورت امداد کے مستحق نہیں ہے کیوں کہ اسکا پیشہ کچھ اور ہے۔ چنانچہ میں نے ترجمان لڑکی کے ذریعہ اسے پیغام دیا کہ ہم اسکو امداد نہیں دے سکتے۔ اور وہ یہاں سے چلی جائے۔

اس پیغام کو سُننے کے بعد وہ عورت بہت چیخ چیخ کر بولنا شروع ہوگئی اور بہت دیر تک بولنے کے بعد وہ چلی گئی۔ میں نے ترجمان لڑکی سے پوچھا کہ وہ کیا کہہ رہی تھی۔ وہ کہنے لگی وہ آپ کے لئے بہت بُرے الفاظ استعمال کررہی تھی اور کہہ رہی تھی کہ آپ ہمارے ملک میں نہیں رہ سکتے ہیں، میں یہاں اپنے بندوں کو بھیجوں گی وغیرہ وغیرہ۔ ترجمان لڑکی نے ہمیں ہوشیار رہنے کے لئے کہا اور کہا کہ یہ لوگ بہت خراب ہوتے ہیں لوگوں کو نقصان پہنچاتے ہیں اور چوریاں بھی کرواسکتے ہیں۔ میں نے کہا ہم ان باتوں سے نہیں ڈرتے ہم اللہ کی راہ میں نکلے ہوئے ہیں۔ ہم دعا کریں گے وہ ہمیں ان کے شر سے بچائے گا۔

اس دن کے بعد ہم وہاں تین سال رہے مگر وہ ہمیں کبھی نظر نہیں آئی۔ یہ سب دعاؤں کی برکت سے ہوا جس کا ذکر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس طرح فرمایا کہ مجھے قبولیت دعا کا ہتھیار دیا گیا ہے۔

ہر نماز کے بعد آیت الکرسی۔ سورت الناس۔ سورت الفلق۔ لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم، کثرت سے پڑھنے کا موقع ملا۔ اسی طرح مشن ہاوس کے چاروں طرف بھی روزانہ یہ دعائیں پڑھ کر پھونکتی رہی۔

اللہ تعالٰی نے نہ صرف ہمیں اس عورت کے شر سے بچایا بلکہ جماعت کی جائیداد مال کی بھی حفاظت کی ۔ اس واقعہ کے قریباً سال بعد ہمارے قریب عیسائیوں کے مشن ہاؤس میں چوری ہوئی اور کچھ وقفہ کے بعد قریب ہی ایک شیعہ سینٹر تھا اس میں بھی چوری ہوئی۔

اس واقعہ سے احمدیت کیلئے اعجازی نشان ظاہر ہوتا ہے۔ اَلحمدُ للہ

ترانہ (البانیہ) میں شروع شروع میں مشکلات درپیش رہیں، زبان کا مسئلہ سب سے زیادہ تھا جو بہرحال آہستہ آہستہ حل ہو گیا۔ میرے شوہر کو ایک سیکریڑی کی مدد مل گئی جو آفس کا کام اور ترجمانی کا کام بھی بخوبی کر لیتا تھا اور مجھے بھی ایک لڑکی مل گئی جو ترجمانی کے ساتھ ساتھ کچن کے کام میں بھی مدد دیتی تھی۔

جمعہ پڑھنے جو لوگ آتے تھے ہم انکے لئے مشن ہاؤس میں چائے پانی کا انتظام کرتے اور اسکے بعد انہیں دینی تعلیم دیتے۔ البانیہ کے لوگ بظاہر اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں مگر اسلام کی ابتدائی تعلیم سے بھی ناواقف ہیں۔ میرے میاں مردوں کو تعلیم دیتے اور خاکسارہ عورتوں کو۔ اسکے علاوہ ہر ماہ خواتین کی میٹنگ بھی بلاتی رہی جس کی اوسط حاضری 30 ہوتی تھی۔ اسی طرح کچھ بچیوں کو قائدہ پڑھایا اور نماز بھی سکھائی۔ جمعہ کے علاوہ اتوار کو دینی کلاس لگائی جاتی جس میں خواتین بھی شامل ہوتیں۔ جس میں دینی مسائل وغیرہ بتائے جاتے۔ چنانچہ وقت گزرتا گیا احمدیت کا پیغام بھی پہنچاتے رہے۔ قریباً دو سال گزر گئے اللہ تعالیٰ سے دعائیں کرتے رہے۔ ایک دن دوپہر کا وقت تھا اور شاید رمضان کا مہینہ تھا میں نماز سے فارغ ہو کر لیٹ گئی اور دعائیں کرتے کرتے نیند آ گئی اور جب آنکھ کھلی تو زبان پر یہ شعر تھا: اب گیا وقتِ خزاں آئے ہیں پھل لانے کے دن

اسی طرح ایک دن طبیعت بہت بے قرار تھی یہ سوچ کر کہ احمدیت یہاں کیسے پھیلے گی جو اسلام کی ابتدائی تعلیم سے بھی ناواقف ہیں، دعائیں کرتی کرتی سو گئی اور اس عرصہ میں خواب میں دیکھتی ہوں کہ فضا میں ایک بیضوی فریم میں ایک لڑکی 'سفید ترکی طرز کا نقاب' پہنے ہوئے ہے۔ پھر زمین پر نظر ڈالتی ہوں تو زمین بہت روشن نظر آتی ہے۔ میں خواب میں ہی سوچتی ہوں یہ روشنی شاید عید کے چاند کی ہے۔ پھر میری نظر ایک طرف پڑتی ہے تو وہاں پانی ہوتا ہے اور پانی میں چاند کا عکس نظر آتا ہے اور پھر آنکھ کھل جاتی ہے۔

چنانچہ اس خواب کے کچھ دن بعد مشن ہاؤس میں ایک لڑکی آئی جس نے اُسی طرح کا سفید نقاب پہنا ہوا تھا۔ اس سے بات چیت ہوئی اور اس نے بتایا کہ میں نے ترکی میں اسلامی تعلیم حاصل کی ہے اور میں ملازمت کی تلاش میں ہوں اگر آپ مجھے یہاں ٹیچر کے طور پر رکھ لیں تو میں عورتوں اور بچوں کو دینی تعلیم سکھا دوں گی۔ چنانچہ ہم نے اُسے جماعت کا تعارف کرایا اور کچھ لٹریچر دیا اور کہا کہ فی الحال تو ممکن نہیں لیکن آپ آتی رہیں تو پھر سوچیں گے۔

وہ لڑکی ہر جمعہ کو آتی رہی اور عورتوں اور بچیوں کو جماعت احمدیہ کی البانین زبان میں نماز ترجمہ سے اُنہیں سکھاتی رہی وہ ہمارے ماحول سے بہت متاثر ہوئی اور کہنے لگی کہ میں اور بھی مساجد میں گئی ہوں مگر مجھے یہاں آ کر بہت اچھا لگا اور سکون ملا ہے۔

ہم نے اُسے اسلامی اصول کی فلاسفی دی اور قرآن کریم بھی دیا۔ قرآن کریم اور اسلامی اصول کی فلاسفی پڑھنے کے بعد وہ کہنے لگی کہ سورۃ الفاتحہ کی اس طرح کی تفسیر اِس سے پہلے میں نے کبھی نہیں پڑھی اور اس کتاب سے بھی مجھے بہت کچھ مل گیا ہے۔ مجھے اس کی ہی تلاش تھی۔ چنانچہ اُس نے جلد ہی بیعت کر لی اور کچھ عرصہ بعد والدہ نے بھی بیعت کر لی اور پھر آہستہ آہستہ سارا خاندان احمدیت میں داخل ہو گیا ہے جو 5 افراد پر مشتمل ہے۔

اسی سال ایک اور صاحب نے احمدیت قبول کی جو ریٹائرڈ فوجی جرنیل ہیں۔ یہ بہت مخلص احمدی ہیں۔ اگلے سال ہی ان ہی صاحب کی بہن نے بھی جماعت میں شمولیت اختیار کی۔ چنانچہ البانیہ اب ترقی کی راہوں پر گامزن ہے۔ قادیان سے دو مربیان وہاں آ چکے ہیں اور ان کی کوششوں سے اب تک اندازاً 30 افراد احمدیت میں داخل ہو گئے ہیں۔ سال 2009ء سے میرے شوہر کی نئی تقرری آئس لینڈ ہو گئی ہے۔ آئس لینڈ میں تبلیغی مہم کے بارہ میں انشاء اللہ آئندہ۔

دیں کی نصرت کے لیے اِک آسماں پر شور ہے
اب گیا وقتِ خزاں آئے ہیں پھل لانے کے دن

انمول موتی

1) انسان کی سب سے قیمتی چیز اس کی عقل ہے
اور سب سے پیاری چیز اس کی عزت ہے

2) ماں اور پھول میں کوئی فرق نہیں ہوتا
پھول خوشبو بانٹتا ہے اور ماں اپنی ممتا

3) وہ دل جس میں خلوص کا جذبہ نہ ہو، اس صدف
کی مانند ہے جس میں موتی نہ ہو

4) زندگی کے سفر میں اگر اُمید کے پھول نہ ہوں تو زندگی بے معنی ہو جائے۔
اُمید ہی تو زندگی کے دکھوں کی تاریکی میں چاندکی مانند روشن ہے۔

5) انسان الفاظ سے نہیں اپنی خوش اخلاقی سے دوسروں کا دل موہ لیتا ہے۔

6) انسان پہاڑ سے گر کر تو سنبھل سکتا ہے لیکن نظروں سے گر کر کبھی نہیں سنبھلتا

خلاصہ خطبہ جمعہ

”مجھے اُمید ہے کہ مسجد کی تعمیر کے ساتھ آپ بھی مجبور کئے جائیں گے کہ تبلیغ میں وسعت پیدا کریں لیکن اس کے ساتھ ہی ہر احمدی کو جو یہاں رہتا ہے اپنے نمونے بھی قائم کرنے ہوں گے“۔

حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

فرمودہ 17 ستمبر 2010ء بمطابق 17 تبوک 1389 ہجری شمسی بمقام گالوے آئرلینڈ

(۔۔۔)”یہ آئرلینڈ کا میرا پہلا سفر ہے اور اس سفر کا مقصد اس ملک میں جماعت احمدیہ کی پہلی مسجد کا سنگِ بنیاد رکھنا ہے۔ بڑے عرصہ سے آپ لوگ جو یہاں کی جماعت کے رہنے والے ہیں، اس مخمصہ میں پڑے ہوئے تھے کہ مسجد ڈبلن میں بنائیں یا گالوے میں بنائیں؟ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ میرے کہنے پر جس کی بعض وجوہات بھی تھیں تقریباً تمام احباب نے اس بات کو خوشی سے مان لیا کہ ٹھیک ہے پہلی مسجد Galway میں تعمیر کی جائے۔

اگر دیکھا جائے تو Galway بھی ایک لحاظ سے دنیا کا کنارہ بنتا ہے۔سمندر کے کنارے واقع ہے۔Atlantic Ocean(یا بحیرہ اوقیانوس) یہاں سے شروع ہو جاتا ہے۔اس کے بعد سیدھی لائن میں تو یورپ کے اور کوئی جزیرے نہیں ہیں۔ یہاں سلسلہ ختم ہو جاتا ہے۔اور اگر لائن کھینچیں تو سمندر کے بعد کینیڈا، امریکہ وغیرہ کے علاقے پھر شروع ہو جاتے ہیں۔اس لحاظ سے یہ بھی ایک کنارہ ہے جہاں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے ماننے والوں کو ایک مسجد بنانے کی انشاء اللہ تعالیٰ توفیق مل رہی ہے تا کہ وحدانیت کا اعلان اس علاقہ سے بھی دنیا کو پہنچے۔اور مساجد بنانے کا ہمارا یہی مقصد ہے کہ جہاں ہم اپنے دلوں کو صاف کرتے ہوئے، اپنے آپ کو خدا تعالیٰ کا عبادت گزار بندہ بناتے ہوئے مساجد میں پانچ وقت جمع ہو کر اس کے آگے جھکیں اور اس کی عبادت کریں وہاں توحید کا پیغام بھی اس ذریعہ سے دنیا کو پہنچائیں۔

لَاۤاِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کی صدا بلند کرتے ہوئے یہ پیغام دنیا کو پہنچائیں۔اور دنیا کے ہر کونے سے جب یہ صدا بلند ہو کر عرش پر پہنچے تو اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے والوں میں ہمارا بھی شمار ہو۔اللہ تعالیٰ نے مسیح محمدی کو اسی لئے دنیا میں بھیجا ہے۔ پہلے انبیاء نے اور آنحضرت ﷺ نے اپنے بعد ایک عاشقِ صادق کے آنے کی جو خبر دی تھی اس کا یہی کام اور مقصد تھا کہ وہ اَللّٰہُ اَکْبَر کا نعرہ دنیا میں لگائے اور لَاۤاِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کا پیغام دنیا کو دے کر انہیں ایک ہاتھ پر جمع کر کے اللہ تعالیٰ کے حضور جھکنے والا بنا دے اور اللہ تعالیٰ کے پیارے رسول حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی غلامی میں لا ڈالے۔اس کے علاوہ تو اور کوئی پیغام نہیں ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام لے کر آئے تھے۔اللہ تعالیٰ نے جب آپ کو الہاماً یہ خوشخبری دے کر وعدہ فرمایا تھا کہ مَیں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا تو اس سے مراد اسی پیغام کی تبلیغ تھی جو اللہ تعالیٰ کے پیارے اور آخری رسول خاتم الانبیاء فخر الرسل حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ لے کر آئے تھے۔جس نے شریعت کو کامل کیا تھا اور جس نے اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی انتہا سے اس دنیا کو جو اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی تلاش میں تھی فیضیاب کیا تھا۔پس جب اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ’مَیں تیری تبلیغ کو دنیا کے کناروں تک پہنچاؤں گا‘ تو اس سے مراد یہ پیغام ہے جس کے دنیا میں پھیلانے کے لئے آپ کو اس قدر فکر اور تردد تھا کہ آپ علیہ السلام نے اپنے آقا کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے اپنی جان ہلکان کی ہوئی تھی۔اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جس دین نے دنیا میں غالب آنا ہے وہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کا لایا ہوا دین ہے۔ اور اے مسیح محمدی! تجھے مَیں نے اس دین کے غلبہ کے لئے ایک ذریعہ بنا کر کھڑا کیا ہے۔

پس اب یہ میرا وعدہ ہے اور یہی تقدیر ہے کہ اسلام نے ہی دنیا میں آخری فتح دیکھنی ہے تو پھر تُو اپنی کمزوری، اپنے وسائل کی کمی اور راستے کی بے شمار روکوں کی وجہ سے پریشان نہ ہو۔‘اے مسیح محمدی! مَیں نے جو کام تیرے سپرد کیا ہے یہ صرف تیرا کام ہی نہیں ہے بلکہ یہ تقدیرِ الٰہی ہے اور جب یہ تقدیرِ الٰہی ہے تو پھر میری تائید و نصرت بھی تیرے ساتھ ہے۔پس ان تمام وسائل کی کمیوں، بشری کمزوریوں اور راستے کی بے شمار روکوں کے باوجود میں تیرے مشن کو جو دراصل دنیا کو میرے رسول ﷺ کے جھنڈے تلے لانے کا مشن ہے، مَیں

اپنی تمام تر قدرتوں کے ساتھ پورا کروں گا۔ اور جماعت احمدیہ کی تاریخ گواہ ہے کہ ہر قدم پر اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت کے نظارے ہم دیکھتے ہیں اور دیکھ رہے ہیں اور دیکھتے رہیں گے۔ ایم ٹی اے کا ہی ذریعہ لے لیں کس طرح اس ذریعہ سے دنیا میں احمدیت یعنی حقیقی اسلام کا پیغام پہنچ رہا ہے۔ اور خلیفہ وقت جہاں دورہ پر جائے پھر وہاں سے ہی دنیا میں حضرت مسیح موعودؑ کے خلیفہ کی آواز اس ذریعہ سے پہنچ رہی ہے۔ اور پھر جیسا کہ میں نے کہا، پہلے بھی میں فجی میں اور بعض اور جگہوں پر اس کا ذکر کر چکا ہوں کہ ان کناروں سے مسیح محمدی کا پیغام آپ کے خلیفہ کے ذریعے دنیا کے کناروں تک پہنچ رہا ہے۔ گویا دنیا کے کناروں سے دنیا کے مرکز اور خشکی اور تری اور پھر تمام کناروں تک یہ پیغام پہنچ رہا ہے۔ پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی سچائی کی کتنی بڑی دلیل ہے۔ اور آپ کے ساتھ خدا تعالیٰ کی تائید و نصرت کے وعدے پورے ہونے کی دلیل ہے۔ اگر کوئی دیکھنے والی نظر ہو تو دیکھے۔ آج یہاں سے نشر ہونے والا خطبہ بھی اسی کی ایک کڑی ہے کیونکہ میرے نزدیک جیسا کہ مَیں نے کہا یہ بھی دنیا کا ایک کنارہ ہے۔ (۔۔۔)

ابوالانبیاء حضرت ابراہیمؑ اور آپ کے بیٹے حضرت اسماعیلؑ کی مثال دے کر، ان کا واقعہ بیان کر کے خدا تعالیٰ نے ہمیں اسی طرف توجہ دلائی ہے۔ ان پر غور کریں تو یہی سبق ملتا ہے۔ جب یہ دونوں باپ بیٹا خدا تعالیٰ کے سب سے پہلے گھر کی دیواریں اور بنیادیں نئے سرے سے کھڑی کر رہے تھے تو کمال عاجزی اور انکسار سے یہی دعا کر رہے تھے کہ ایک کام جس کے بارہ میں تو نہیں پتہ تھا۔ خانہ کعبہ کی بنیادوں کا علم تو اللہ تعالیٰ کی نشاندہی پر حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ہوا تھا۔ یہ بھی اللہ تعالیٰ نے ہی حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بتایا تھا کہ یہ سب سے قدیم گھر ہے۔ اور یہ وہ گھر ہے جس نے اب رہتی دنیا تک وحدانیت کا نشان اور symbol بن کر قائم رہنا ہے اللہ تعالیٰ نے اس عمارت کو اپنی توحید کا نشان بنانا ہے۔ لیکن پھر بھی یہ دعا ہے کہ اے اللہ! ہم جو تیرے حکم سے اس کی تعمیر کر رہے ہیں تو اس تعمیر کے ساتھ ہماری قربانیوں کو وابستہ کر دے۔

ہمیں یہ خوف نہیں ہے کہ اس تعمیر کے بعد اگر ہم اپنی قربانیوں کو اس سے وابستہ کر کے قبولیت کی دعا کریں گے تو ہمیں اور ہماری نسلوں کو اس ویران جگہ کی آبادی بھی کرنی پڑے گی۔ ہم دعا کرتے ہیں کہ اے اللہ! ہماری دعاؤں کو قبول کر کے جن فضلوں کا تو وارث بنائے گا ان کے مقابلے پر یہ قربانی بالکل حقیر قربانی ہے۔ اور پھر یہ بھی کہ قربانی کا قبول کرنا بھی تیرے فضل پر منحصر ہے۔ ہم اگر سمجھ بھی رہے ہیں کہ ہم قربانی کر رہے ہیں تو ہمیں کیا پتہ کہ حقیقت کیا ہے؟ یہ قربانی ہے بھی کہ نہیں۔ پس تُو جو دعاؤں کا سننے والا ہے، تیرے سے ہم عاجزانہ طور پر یہ دعا کرتے ہیں کہ تیرا گھر جو تیرے حکم سے تعمیر ہو رہا ہے اس کی تعمیر میں جو کچھ بھی ہم نے پیش کیا تُو محض اور محض اپنے فضل سے قبول فرمالے اور قبول فرمانے کا نتیجہ اس طرح ظاہر ہو کہ ہمارا نام بھی اس سے وابستہ ہو جائے جہاں اللہ تعالیٰ کی صفتِ سمیع کا حوالہ دے کر دعا کی قبولیت کی بھیک مانگ رہے تھے وہاں اللہ تعالیٰ کی صفتِ علیم کا حوالہ دے کر یہ بھی دعا کر رہے تھے کہ اے اللہ! تو علیم ہے۔ جانتا ہے کہ ہمارے دل میں کیا ہے ہمارے دل کی حالت تیرے سے تو مخفی نہیں ہے۔ تُو یقیناً جانتا ہے کہ ہم خالص ہو کر تیرے سامنے جھکے ہیں اور جھکنا چاہتے ہیں۔ پس ہمیں قبول فرما اور اس عمارت سے وابستہ انعامات کا ہمیشہ ہمیں وارث بنا دے، اور جب تک یہ دنیا قائم ہے اور جب تک تیری توحید کا نام یہاں سے بلند ہونا ہے، ہمارا نام بھی اس سے منسلک رکھ۔ ہم یہ دعا کرتے ہیں کہ اس گھر میں آ کر دعائیں کرنے والے بھی ہمیں اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں، اور جو جو بھی ان سے وابستہ ہیں وہ بھی دعاؤں میں یاد رکھیں۔

ان باپ بیٹے نے وہ قربانیاں دی تھیں کہ آج ہم یاد رکھتے ہیں۔ مسلمان جب ہر نماز میں درود پڑھتے ہیں اور ہر نفل کی آخری رکعت میں جب ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجتے ہیں تو ساتھ ہی حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام پر بھی اور آپؑ کی آل پر بھی اس حوالہ سے درود بھیجتے ہیں۔ یہ اعزاز حضرت ابراہیم علیہ الصلوۃ والسلام کو آپ کی وفا اور کامل طور پر خدا تعالیٰ کی راہ میں قربانی کے لئے تیار ہونے کی وجہ سے ملا۔ اس بات کو اللہ تعالیٰ نے قرآنِ کریم میں اس طرح بھی بیان فرمایا ہے کہ وَاِبْرَاهِيْمَ الَّذِیْ وَفّٰی (النجم: 38) اور ابراہیم جس نے وفا کی اور عہد پورا کیا۔ (۔۔۔)

پس ہم عموماً اپنی مساجد کی بنیادوں اور افتتاحوں کی تقریبوں میں جو ان آیات کی تلاوت کرتے ہیں تو یہ روح ہے جو ہمیں اپنے سامنے رکھنی چاہئے۔ ہم یہ تعمیر اور اس کے لئے کسی بھی قسم کی قربانی اگر کر بھی رہے ہیں تو ہمیں نہیں پتہ کہ وہ دکھاوا ہے یا حقیقی قربانی ہے، یہ اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے اس لئے ہمیں ہمیشہ ان قربانی کرنے والوں میں شامل کر جو حقیقی قربانی کرنے والے ہیں۔

آپ یہ مسجد بنائیں گے اور ظاہر ہے ہماری مساجد افرادِ جماعت کی مالی

قربانیوں کے ذریعہ ہی تعمیر ہوتی ہیں تو ہمیں اپنے دلوں کو ٹٹولتے ہوئے خدا تعالیٰ کے حضور اس دعا کے ساتھ یہ قربانیاں دینی ہوں گی کہ اے خدا! ہماری اس قربانی کو اپنی رضا کے حصول کا ذریعہ بنا دے۔ کبھی ہمارے دل میں یہ خیال نہ آئے کہ یہ کوئی بہت بڑی قربانی ہے جو ہم نے دی ہے یا ہم دے رہے ہیں۔

یہاں آپ میں سے بہت سے ایسے بھی ہیں جو اچھا کمانے والے ہیں۔ پاکستان میں اور افریقہ وغیرہ کے ممالک میں اور دوسرے غریب ممالک میں تو احمدی اللہ تعالیٰ کے گھروں کی تعمیر کے لئے اپنے پیٹ کاٹ کر قربانیاں کر کے دے رہے ہیں اور دیتے ہیں۔ لیکن بہت سے ایسے ہیں جن کی پھر بھی یہ خواہش ہوتی ہے کہ خدا تعالیٰ اور توفیق دے تو اور دیں۔ افریقہ میں ایسے بہت سے افریقن احمدیوں کو میں جانتا ہوں جن کے حالات پہلے تو اچھے نہیں تھے لیکن اس کے باوجود قربانیاں دیتے رہے۔ تو پھر خدا تعالیٰ نے ان میں سے بعض کے دن پھیرے۔ آمدنیوں کے ذریعے بڑھ گئے کاروبار میں وسعت پیدا ہوئی تو انہوں نے اپنی قربانیوں کے معیار اور بڑھا دیئے۔

زائد آمد سے اپنے آرام وسکون کا خیال نہیں رکھا بلکہ مساجد کی تعمیر کے لئے بے انتہا دیا۔ ایسے بھی ہیں جنہوں نے اکیلے ہی ایک ایک مسجد خود تعمیر کی اور بڑی بڑی اچھی خوبصورت مساجد تعمیر کی ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے عجیب عجیب قربانیاں کرنے والے دل حضرت مسیح موعودؑ کی جماعت کو عطا فرمائے ہیں۔ اور انہیں پھر کبھی یہ احساس بھی نہیں ہوتا کہ ہم نے کوئی قربانی کی ہے۔

میں نے شروع میں ذکر کیا تھا کہ اکثریت نے خوشدلی سے اس فیصلہ کو قبول کر لیا لیکن شاید چند ایک ایسے بھی ہوں جو Dublin میں مسجد کی تعمیر پہلے چاہتے ہوں۔ ایک دو نے مجھے خط بھی لکھے تھے۔ جماعت کی تعداد وہاں زیادہ ہے ان کی خواہش بھی جائز ہے۔ لیکن بعض اور وجوہات ایسی ہیں جن کی وجہ سے یہاں تعمیر کا پہلے فیصلہ کیا گیا۔ اس لئے اب وہ لوگ بھی جن کی مرضی کے خلاف یہ تعمیر ہو رہی ہے ان کو اس کی تعمیر میں کھلے دل سے حصہ لینا چاہئے اور یہ احساس نہیں ہونا چاہئے کہ ہم Dublin میں رہتے ہیں اس لئے وہاں کی مسجد کی پہلے تعمیر ہو یا جب بھی وہاں مسجد تعمیر ہو گی تو ہم اس میں حصہ لیں گے۔ یہ ایک مرکزی پراجیکٹ ہے، منصوبہ ہے، اس لئے یہاں بھی سب کو حصہ لینا چاہئے۔ اور جب Dublin میں انشاء اللہ تعالیٰ مسجد بنے گی تو وہاں بھی سب حصہ لیں گے۔ یہ تو ایک راستہ ہے جو کھولا جا رہا ہے۔ یہ مسجد بننے کے بعد مساجد کی تعمیر بند تو نہیں ہو جائے گی۔ یہی چیز ہے جو حقیقی وفا کی نشاندہی کرتی ہے۔ وفا دکھانے کا یہ مطلب بھی ہے کہ عہد کو پورا کرنا۔ پس ہر احمدی نے یہ عہد کیا ہوا ہے کہ مَیں اپنی جان، مال، وقت اور عزت کو قربان کرنے کے لئے ہر دم تیار رہوں گا۔ تو وفا اور عہد کو پورا کرنے کا معیار تبھی قائم ہوگا جب بے نفس ہو کر حتی الوسع اس مسجد کی تعمیر کے لئے ہر احمدی حصہ لے گا۔ آج جو مطالبہ آپ سے ہو رہا ہے۔ مختلف وقتوں میں مختلف مطالبے ہوتے ہیں۔

پس اس بات کو ہمیشہ اپنے سامنے رکھیں کہ اللہ تعالیٰ کا قرب وفاؤں کے معیار قائم کرنے اور عہدوں کو پورا کرنے سے ملتا ہے۔ اور جو عمارت بن ہی خدا کے گھر کے طور پر خدا والوں کی عبادت کے لئے رہی ہو اس سے زیادہ اور کون سی چیز اس بات کی حق دار ہے کہ اس کی خاطر اپنے مال میں سے کچھ قربان کیا جائے۔ اللہ تعالیٰ کے گھر کی تعمیر کے لئے تو اللہ تعالیٰ کے ان برگزیدوں کے پاس جو کچھ تھا انہوں نے پیش کر دیا۔ اور خدا تعالیٰ نے ان کی اس قربانی کو قبول فرما کر ان کی نسل میں جہاں اللہ تعالیٰ نے اپنا سب سے پیارا نبی پیدا فرمایا وہاں ان دونوں کے نام بھی تا قیامت اپنے اس پیارے کے ساتھ جوڑ دیئے۔

پس یہ ایسی قربانی ہے جو اللہ تعالیٰ کے ہاں انتہائی مقبول ہوئی۔ اور آج ہمیں بھی حکم ہے کہ تم اس قربانی کی مثال کو سامنے رکھتے ہوئے خدا تعالیٰ کے گھر کی تعمیر کرو۔ اور ان کا رخ بھی اللہ تعالیٰ کے اس قدیم گھر کی طرف رکھو تا کہ جہاں تمہاری توجہ ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کی طرف رہے وہاں ان فرستادوں کی قربانیاں بھی یاد رہیں۔ ان کی وفاؤں کے نمونے سامنے رکھ کر ہمیں بھی اپنی وفاؤں کے پرکھنے کی طرف توجہ رہے۔ ہمیشہ ہماری دعائیں اللہ تعالیٰ کے حضور سنی جاتی رہیں۔

پس یہ روح ہے جو مسجدیں تعمیر کرنے والوں کو ہر وقت قائم رکھنی چاہئے۔ اور اس روح کو قائم رکھنے کے لئے اگلی آیت میں مزید کھول کر بتایا ہے۔ (یہ دو آیات تھیں) کہ اس وفا کو قائم رکھنے اور قربانیوں کی روح کو دوام بخشنے کے لئے بعض اعمال بھی ہیں جو ہمیشہ ہمیں پیشِ نظر رکھنے چاہئیں۔ بعض دعائیں بھی ہیں جو ہمیں کرتے رہنا چاہئیں۔ (۔۔۔)

آج اس مسجد کی بنیاد رکھنے کی تقریب کے ساتھ پریس اور میڈیا کے لوگوں کو بھی توجہ پیدا ہوگی۔ بہت سے احمدی جن کو پہلے کوئی نہیں جانتا تھا یا جماعت کا تعارف اس طرح نہیں تھا، شاید اس تقریب کے بعد لوگوں کی توجہ پیدا

ہو۔ بلکہ مختلف ممالک کے تجربے سے یہی پتہ چلتا ہے کہ لوگوں کی توجہ پیدا ہوتی ہے۔ جوں جوں عمارت بلند ہوتی جائے گی یہ عمارت مزید توجہ کھینچے گی اور جب توجہ کھینچے گی تو ہر وہ احمدی جو یہاں رہتا ہے اس کی اہمیت بھی بڑھے گی تو اس کو یہ احساس بھی ہونا چاہئے کہ میری اہمیت بڑھ رہی ہے۔ آپ لوگ یہاں مقامی لوگوں کی نظر میں آئیں گے تو اس سے مجھے اُمید ہے کہ جہاں تبلیغ کے راستے کھلیں گے اور تبلیغ میں وسعت پیدا کرنے کی ضرورت ہوگی وہاں آپ کو مختلف طریقوں سے لوگوں تک پیغامِ حق پہنچانے کی بھی پہلے سے بڑھ کر کوشش کرنی ہوگی۔ جیسا کہ میں اکثر بیان کرتا ہوں کہ حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا کہ اگر اسلام کا تعارف کروانا ہے اور پیغامِ حق پہنچانا ہے تو جس علاقے میں یہ مقصد حاصل کرنا ہے وہاں مسجد بنا دو۔ تو مجھے اُمید ہے کہ مسجد کی تعمیر کے ساتھ ساتھ آپ بھی مجبور کئے جائیں گے کہ تبلیغ میں وسعت پیدا کریں۔ اگر اپنے عہدوں کو پورا کرنا ہے، اگر اپنی وفاؤں کا ثبوت دینا ہے تو نہ چاہتے ہوئے بھی آپ کو وسعت پیدا کرنی پڑے گی۔ لیکن اس کے ساتھ ہی ہر احمدی کو جو یہاں رہتا ہے، مرد ہو یا عورت، جوان ہو یا بوڑھا، اپنے نمونے بھی قائم کرنے ہوں گے۔ اور اللہ تعالیٰ کے حضور توبہ اور استغفار بھی کرتے رہنے کی ضرورت ہوگی تا کہ اللہ تعالیٰ طاقت بخشے کہ نیک اعمال بجالانے کی توفیق ملتی رہے۔

دیکھیں حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام تو خانہ کعبہ کی بنیادیں کھڑی کرتے اس وقت صرف دو افراد تھے، لیکن جب تعمیر شروع ہوگی تو اس یقین پر قائم تھے کہ اللہ تعالیٰ جو اتنا اہم کام کروا رہا ہے تو آئندہ ہماری نسل میں بھی وسعت پیدا کرے گا۔ اس لئے ان کے لئے بھی ساتھ ہی دعا کی کہ جو بھی ذریت آنے والی ہے وہ بھی اس اہم مقصد کو پیش نظر رکھے۔ لیکن ہم آنحضرت ﷺ کی اُمت ہیں۔ اور پھر آپ ﷺ کے عاشق صادق کے ساتھ وابستہ ہیں ہم تو اس بڑھتی ہوئی ذریت اور اُمت کو دیکھ رہے ہیں۔ اس زمانے میں اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھی ابراہیم کے الہامی نام سے پکارا ہے۔ پس ابراہیمؑ کی دعائیں بھی قبول ہوئیں اور ہو رہی ہیں۔ ہم نے مشاہدہ کی ہیں اور کرتے رہے ہیں۔ آپ کو اللہ تعالیٰ نے ایک عربی الہام میں اس طرح فرمایا تھا کہ اُرِیْحُكَ وَلَا اُجِیْحُكَ وَاُخْرِجُ مِنْكَ قَوْمًا کہ ''میں تجھے آرام دوں گا اور تیرا نام نہیں مٹاؤں گا اور تجھ سے ایک بڑی قوم پیدا کروں گا''۔ آپ فرماتے ہیں کہ ''اس کے ساتھ ہی دل میں یہ تفہیم ہوئی جس کا مطلب یہ تھا جیسا کہ مَیں نے ابراہیم کو قوم بنایا۔'' (الہام 27 مئی 1906ء تذکرہ ایڈیشن چہارم 2004ء صفحہ 530)

پس آنحضرت ﷺ کہ غلامِ صادق کے ذریعے جو قوم بن رہی ہے وہ تو خدا تعالیٰ کی خاص تائید اور نصرت کے ذریعہ بن رہی ہے۔ اور اس قوم کی عبادت کے سامان کے لئے اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے مساجد بھی بنانے کی توفیق عطا فرماتا چلا جا رہا ہے۔ لیکن اس تعمیر کی برکات سے صحیح رنگ میں فائدہ اُٹھانے کی لئے ہمیں توبہ واستغفار کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے ساتھ مضبوط تعلق میں ہر دم بڑھتے چلے جانے کی بھی ضرورت ہے تا کہ ہم بھی اور ہماری نسلیں بھی اس کے پھل ہمیشہ کھاتی چلی جائیں۔ ہماری قربانیاں اللہ تعالیٰ کے حضور قبول ہو جائیں۔ ہماری عبادتوں کے معیار بلند ہوتے رہیں اور ہم اپنی نسلوں میں بھی احمدیت یعنی حقیقی اسلام کے ساتھ مضبوط تعلق کی روح قائم کرتے چلے جانے والے ہوں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔

(ازالفضل انٹرنیشنل ۱۴۔۸ اکتوبر ۲۰۱۰ء ص:۵)

کچھ خوبصورت باتیں

☆ دوسروں سے توقع رکھنا چھوڑ دو، زندگی سہل ہو جائے گی۔

☆ یاد رکھو فتح طاقت کی نہیں، صداقت کی ہوتی ہے۔

☆ آدمی مطالعے سے بیدار ہوتا ہے، مکالمے سے اس میں تمیز آتی ہے اور لکھنے سے اس کی شخصیت نکھرتی ہے۔

☆ ایسے علم کا کوئی فائدہ نہیں جس پر عمل نہ کیا جائے۔

☆ انسان کا سب سے بڑا کارنامہ یہ ہے کہ وہ اپنی زبان اور دل کو قابو میں رکھے۔

☆ اگر تم نیک اور مخلص بننا چاہتے ہو تو شبنم کے قطرے کی طرح شفاف بن جاؤ۔

☆ اچھے ثمرات محنت سے حاصل ہوتے ہیں قسمت سے نہیں۔

☆ ماں باپ کا اپنی اولاد کے لئے اس سے بہتر کوئی عطیہ نہیں کہ وہ اپنی اولاد کی اچھی تربیت کریں۔

☆ خوبصورتی ختم ہو جاتی ہے مگر سیرت قبر تک جاتی ہے۔

☆ جو شخص اپنے آپ کو پسند کرتا ہے وہ دوسروں کو ناپسند ہو جاتا ہے۔

رپورٹ

جماعتِ احمدیہ آئرلینڈ

کے تاریخی ، بابرکت اور مبارک دِن

سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا دورۂ آئرلینڈ کی مختصر رپورٹ!

14 ستمبر 2010ء بروز منگل:

آج کا دن جماعتِ احمدیہ کی تاریخ میں اور خصوصاً جماعتِ احمدیہ آئرلینڈ (Ireland) کی تاریخ میں ایک انتہائی اہمیت کا حامل اور مبارک دن تھا۔آج حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے عیسائیت کے گڑھ ملک آئرلینڈ میں خدائے واحد و یگانہ کی عبادت کے لئے تعمیر کیے جانے والی جماعتِ احمدیہ کی پہلی مسجد 'مسجد مریم' کا سنگِ بنیاد رکھنے اور اس ملک کے باشندوں کو خدائے واحد کی طرف بلانے اور اسلام کی حقیقی اور پُر امن تعلیم کا پیغام دینے کے لئے آئرلینڈ کا پہلا سفر اختیار فرمایا۔

آئرلینڈ کے مقامی وقت پانچ بجے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے مبارک قدم پہلی بار آئرلینڈ کی سرزمین پر پڑے اور آئرلینڈ کی یہ زمین بھی ان خوش نصیب زمینوں میں شامل ہوگئی جو حضور انور کے مبارک وجود سے فیضیاب ہوئیں اور ان زمینوں پر فتوحات کے نئے دروازے کھولے گئے۔

ائرپورٹ سے روانہ ہوکر شام چھ بجے حضور انور ہوٹل Clarion پہنچے۔ہوٹل کے بیرونی احاطہ میں ڈبلن اور گالوے کی جماعتوں سے آئے ہوئے احباب جن کی میں مرد وخواتین اور بچے بوڑھے شامل تھے اپنے پیارے آقا کے استقبال کے لئے موجود تھے۔ بچے اور بچیاں علیحدہ علیحدہ گروپس کی صورت میں خیر مقدمی گیت پیش کر رہیں تھیں۔ ہر چھوٹا بڑا اپنا ہاتھ ہلاتے ہوئے حضور انور کو خوش آمدید کہہ رہا تھا۔حضور انور نے اپنا ہاتھ بلند کرکے سب کو السلام علیکم کہا اور ہوٹل میں اپنے رہائشی اپارٹمنٹ میں تشریف لے گئے۔

پروگرام کے مطابق شام سات بج کر ۴۵ منٹ پر حضور انور مشن ہاؤس کے لئے روانہ ہوئے اور پندرہ منٹ کی مسافت کے بعد آٹھ بجے مشن ہاؤس تشریف آوری ہوئی۔

نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور نے مشن ہاؤس کے بارہ میں دریافت فرمایا اور نچلے حصہ کا معائنہ فرمایا۔اس موقعہ پر موجود سبھی احباب کو حضور انور نے شرف مصافحہ سے نوازا۔اور باری باری ہر ایک سے اس کا تعارف حاصل کیا اور کام وغیرہ کے بارہ میں پوچھا۔

بعدازاں حضور انور لجنہ کے حصہ میں تشریف لے گئے جہاں خواتین نے شرف زیارت حاصل کیا اور اپنے پیارے آقا کو انتہائی قریب سے دیکھنے کی سعادت پائی۔ ہر ایک چھوٹا بڑا خوشی و مسرت سے معمور تھا۔

15 ستمبر 2010ء بروز بدھ:

نماز فجر کی ادائیگی کے لئے انتظام ہوٹل کے ایک ہال میں کیا گیا۔حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے یہاں ڈبلن کے وقت کے مطابق صبح چھ بجے اس ہال میں تشریف لاکر نماز فجر پڑھائی۔ ڈبلن شہر کے مختلف حصوں میں آباد خاندان صبح مختلف مقامات سے سفر کرکے نماز فجر کی ادائیگی کے لئے ہوٹل پہنچے اور اس جماعت کے مرد وخواتین نے اپنے پیارے آقا کی اقتدا میں نماز فجر ادا کرنے کی توفیق پائی۔

یہاں کی مقامی جماعت نے Chester Beaty Library کے وزٹ کا پروگرام ترتیب دیا ہوا تھا۔حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی پروگرام کے مطابق اس لائبریری کے وزٹ کیلئے روانگی ہوئی۔

یہ لائبریری ایک عجائب گھر (Museum) کی شکل میں ہے اور اس کا شمار یورپ کے بہترین عجائب گھروں میں ہوتا ہے۔اس موجودہ لائبریری کا قیام 2000ء میں عمل میں آیا۔اس لائبریری میں ہاتھ کی لکھی ہوئی قدیم کتب موجود ہیں۔ نویں، دسویں صدی میں کوفی رسم الخط میں لکھے ہوئے قرآن کریم موجود ہیں۔ آنحضرت ﷺ کی سیرت اور اسلام کی تاریخ پر لکھی ہوئی قدیم، ابتدائی کتب کے نسخے یہاں رکھے ہوئے ہیں۔اسی طرح بعد کے مختلف ادوار کے قرآن کریم اور دیگر مختلف کتب جن میں چہل احادیث اور دعاؤں کی کتب شامل ہیں اس لائبریری کی زینت ہیں۔

اس لائبریری کے وزٹ کے دوران گائیڈ کے ایک سوال پر جماعت احمدیہ کا تعارف کرواتے ہوئے حضور انور نے فرمایا: ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ آنحضرت ﷺ

کی پیشگوئی کے مطابق ایک شخص مبعوث ہوگا اور وہ مسیح بھی ہوگا اور مہدی بھی ہوگا۔ ہمارے عقیدہ کے مطابق یہ شخص حضرت مرزا غلام احمدؑ کی صورت میں آچکا ہے اور آپؑ غیر شرعی نبی ہیں۔ جب کہ دوسرے غیر از جماعت لوگ کہتے ہیں کہ آنحضرتﷺ خاتم النبیین ہیں اس لئے آپؐ کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا۔ ہم کہتے ہیں کہ آنحضرتﷺ کے بعد کوئی شرعی نبی، نئی شریعت لانے والا نبی نہیں آسکتا لیکن ہم یہ کہتے ہیں کہ آنحضرتﷺ کی مہر کے ساتھ غیر شرعی نبی آسکتا ہے جو قرآن کریم کی تعلیم دے گا اور اسلام کی حقیقی تعلیم دے گا۔ پس ہم میں اور دوسروں میں یہ ایک فرق ہے۔

حضور انور نے فرمایا: حضرت مسیح موعودؑ نے 1889ء میں قادیان میں جماعت کا قیام فرمایا۔ اب اللہ کے فضل سے جماعت دنیا کے 198 ممالک میں پھیل چکی ہے۔ جماعت احمدیہ کا پہلا مرکز قادیان میں تھا۔ 1947ء میں وہاں سے پاکستان ربوہ منتقل ہوا اور پھر 1984ء میں حکومت کے بعض ظالمانہ قوانین کی وجہ سے جماعت کے چوتھے خلیفہ نے پاکستان سے لندن ہجرت کی اور اس وقت سے ہیڈکوارٹر لندن میں ہے۔ 2003ء میں چوتھے خلیفہ کی وفات ہوئی اس کے بعد اب میں پانچواں خلیفہ ہوں۔

حضور انور نے قرآن کریم کے تراجم کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ جماعت کو دنیا کی مختلف 69 زبانوں میں قرآن کریم کا ترجمہ شائع کرنے کی توفیق مل چکی ہے۔ منتخب آیات کا ترجمہ سو زبانوں میں شائع کیا ہے۔ اسی طرح اسلام کے بارہ میں، آنحضرتﷺ کے بارہ میں دنیا کی مختلف زبانوں میں ایک بہت بڑی تعداد میں لٹریچر شائع ہوا ہے۔

حضور نے MTA کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ ہمارے اس ٹی وی چینل کی نشریت 24 گھنٹے جاری ہیں اور دنیا کے ہر خطہ میں دیکھی جاسکتی ہیں۔

حضور نے فرمایا ہم سو ملینز تک پہنچ چکے ہیں۔ افریقہ میں ہماری جماعت کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ ہر جگہ ہم مساجد اور مشن ہاؤسز تعمیر کر رہے ہیں اور یہ ہزاروں کی تعداد میں ہیں۔ اور اب آئرلینڈ میں بھی پہلی مسجد کا سنگِ بنیاد رکھا جارہا ہے۔

یہاں ڈبلن اور گالوے میں ہماری جماعت کی تعداد دو صد سے زائد ہے۔

مکرم ابراہیم نونن صاحب پاس کھڑے تھے، حضور انور نے فرمایا یہ ہمارے آئرش مبلغ ہیں۔ ہمارے مبلغین افریقن بھی ہیں، انگلش، کینیڈین، امریکنز اور جرمن بھی ہیں۔

اس وزٹ کے آخر پر لائبریری کے سٹاف نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ تصویر بنوانے کی سعادت حاصل کی۔

بعد ازاں یہاں سے ڈبلن شہر میں واقع "Phoenix Park" سے گزرتے ہوئے ہوٹل کی طرف واپسی ہوئی۔

پروگرام کے مطابق ایک بجے فیملی ملاقاتیں شروع ہوئیں۔ ڈبلن جماعت کی پندرہ فیملیز کے 61 افراد نے ملاقات کی سعادت حاصل کی۔

ڈبلن سے گالوے کو روانگی

یہاں سے گالوے روانگی سے قبل حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دعا کروائی اور پروگرام کے مطابق بجے قافلہ بطرف Galway روانہ ہوا۔

گالوے، ڈبلن شہر سے 120 میل مغرب کی طرف ساحل سمندر پر واقع آئرلینڈ کا چوتھا بڑا شہر ہے۔ اس شہر کی دریافت تیرھویں صدی عیسوی میں ہوئی۔ اس شہر میں آباد لوگوں کی تعداد 68 ہزار ہے۔ اس شہر کو آئرلینڈ کے مغربی ساحل پر آباد ہونے کی وجہ سے یورپ کا آخری شہر بھی کہا جاسکتا ہے۔

ڈیڑھ گھنٹہ کے سفر کے بعد حضور انور کی گالوے میں تشریف آوری ہوئی۔ گالوے میں حضور انور اور ممبران قافلہ کے قیام کا انتظام ہوٹل Clayton میں کیا گیا تھا۔ جونہی حضور انور کی گاڑی ہوٹل کے بیرونی احاطہ میں پہنچی احباب جماعت مرد و خواتین نے اپنے ہاتھ ہلاتے ہوئے حضور انور کو خوش آمدید کہا۔ اس موقعہ پر بچوں اور بچیوں نے استقبالیہ ترانے پڑھے۔ گالوے جماعت کے ممبران کے علاوہ Athlone,Limerick,Cork کی جماعتوں سے بھی احباب اور مختلف فیملیز اپنے پیارے آقا کے استقبال کے لئے یہاں پہنچی ہوئی تھیں۔ بعض لوگوں کی آنکھوں سے آنسوں رواں تھے۔ انہوں نے پہلی بار حضور انور کو اپنے اتنا قریب دیکھا تھا۔ یہ دن ان کے لئے بہت ساری سعادتیں اور برکتیں لے کر آیا تھا۔ ہر چھوٹا بڑا ایک ایک لمحہ سے فیضیاب ہو رہا تھا۔ ہر ایک کی نظر حضور انور کے چہرہ مبارک پر مرکوز تھی۔ ہر ایک کا دل چاہ رہا تھا کہ عشق و محبت اور فدائیت کی یہ گھڑیاں لمبی ہوجائیں۔

حضور انور نے اپنا ہاتھ بلند کر کے سب کو السلام علیکم کہا اور ہوٹل میں اپنے رہائشی اپارٹمنٹ میں تشریف لے گئے۔

نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور از راہ شفقت احباب میں رونق افراز ہوئے فرداً فرداً ہر ایک سے گفتگو فرمائی۔ بعض سے تعارف حاصل کیا اور ان

کے کام وغیرہ کے بارہ میں دریافت فرمایا۔

حضور نے فرمایا بعض دفعہ ایسے مواقع ہوتے ہیں اور ایسی سکیمیں نکلتی ہیں کہ ان ممالک میں آنے اور امیگریشن ملنے کے چانسز ہوتے ہیں تو ان سے بھر پور فائدہ اٹھانا چاہیئے۔ (الفضل انٹرنیشنل ۸تا۱۴۔اکتوبر ۲۰۱۰ء)

16 ستمبر 2010ء بروز جمعرات:

صبح چھ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ہوٹل Clayton کے ایک ہال میں (جو نمازوں کے لئے مخصوص کیا گیا ہے) تشریف لا کر نماز فجر پڑھائی بڑی تعداد میں احباب جماعت مرد اور خواتین نماز فجر میں شامل ہوئے اور اپنے پیارے امام کی اقتدار میں نماز کی ادائیگی کی توفیق پائی۔ نماز کی ادائیگی کے بعد حضور انور اپنے رہائشی حصہ میں تشریف لے گئے۔ حضور انور کے یہاں گالوے کے قیام کے دوران ڈبلن Dublin، Cork اور Athlone کی جماعتوں سے فیملیز یہاں پہنچی ہوئی تھیں۔ بہت سی فیملیز تو اسی ہوٹل میں مقیم تھیں اور بعض قریب کی جگہوں پر ٹھہرے ہوئے ہے تھے۔ اور حضور انور کے مبارک وجود سے برکتیں سمیٹ رہے تھے۔ برکتوں اور اللہ کے فضلوں کے حصول کا کوئی لمحہ بھی ہاتھ سے نہیں جانے دیتے تھے۔ اپنے چھوٹے بچوں سمیت نمازوں میں شامل ہو رہے تھے۔

حضور انور ایدہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی آئر لینڈ آمد جہاں احباب جماعت خوشی و مسرت سے معمور ہیں وہاں یہاں کے مقامی باشندوں کی طرف سے بھی خوشی کا اظہار ہو رہا تھا گالوے شہر میں ہمارے مشن ہاوس کے اردگرد آباد فیملیز نے مل کر اپنے علاقہ کی طرف سے حضور انور ایدہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا استقبال کرتے ہوئے اور حضور انور کو پھول بھجوائے اور اپنی محبت کا اظہار کیا۔

پروگرام کے مطابق شام فیملیز ملاقاتیں تھیں۔ ہوٹل کے ایک حصہ میں بعض کانفرنس روم حاصل کر کے فیملی ملاقاتوں کا انتظام کیا گیا تھا۔

جماعت گالوے کے علاوہ Limerick, Athlone, Cork کی جماعتوں سے آنے والی 38 فیملیز کے 137 افراد نے اپنے پیارے آقا سے ملاقات کی سعادت پائی۔

گالوے کے اخبار میں حضور کی آمد کی خبر

اخبار Galway Advertiser نے اپنی ویب سائٹ پر اپنی اشاعت 16 ستمبر 2010ء میں لکھا:۔

''اسلامک لیڈر نئی مسجد کا سنگِ بنیاد رکھیں گے''

''ورلڈ وائیڈ احمدیہ مسلم کمیونٹی کے سپریم لیڈر حضرت مرزا مسرور احمد صاحب اس ویک اینڈ پر گالوے کی بڑی مسجد کا سنگِ بنیاد رکھیں گے، قابل صد احترام جو پاکستانی ہیں پہلی دفعہ آئر لینڈ کا سفر اختیار کر رہے ہیں۔ وہ کل احمدیہ جماعت کی پہلی مسجد کا سنگِ بنیاد رکھیں گے جو علاقہ Ballybrit میں تعمیر ہو رہی ہے۔ مسجد جس کا نام Virgin Mary کے نام پر 'مسجد مریم' رکھا گیا ہے تکمیل پر سب کے لئے کھلی ہوگی۔ حضرت مرزا مسرور احمد صاحب Clayton ہوٹل میں ساڑھے سات بجے ایک Civic Reception سے خطاب کریں گے جس میں وہ مختلف امور پر روشنی ڈالیں گے۔ جیسے سٹیٹ اور چرچ کو علیحدہ رکھنا۔ بین المذاہب گفتگو اور ایک دوسرے کو سمجھنا اور خیال رکھنا اور آپ کا پیغام بجائے تلوار کے جہاد کے قلم کا جہاد ہے۔

اس Reception میں منسٹر فار سوشل Protection گالوے شہر کے بشپ Mr Martin Drennan، اسسٹنٹ Garda کمشنر Mr Jon OMahony، نیز سٹی اور کاؤنٹی کے کونسلر شامل ہوں گے۔

حضرت مرزا مسرور احمد صاحب انٹرنیشنل طور پر مذہبی اور روحانی پیشوا کے طور پر احترام کی نگاہ سے دیکھے جاتے ہیں آپ کو کینیڈا کے وزیر اعظم نے 'چیمپئین آف پیس' *(Champion of Peace)* کا ٹائٹل دیا ہے۔

17 ستمبر 2010ء بروز جمعۃ المبارک:

صبح چھ بجے حضور انور ایدہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ہوٹل Clayton کے ہال میں تشریف لا کر نمازِ فجر پڑھائی۔ نماز کی ادائیگی کے بعد حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے رہائشی حصہ میں تشریف لے گئے۔ صبح حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مختلف دفتری امور کی انجام دہی میں مصروف رہے۔

آج جمعۃ المبارک اور آئر لینڈ کی سرزمین میں جماعت احمدیہ کی پہلی مسجد کے سنگِ بنیاد کا دن تھا۔ نمازِ جمعہ کی ادائیگی کا انتظام ہوٹل میں دو ہال لے کر کیا گیا تھا۔ ایک ہال میں مرد حضرات اور دوسرے ہال میں خواتین تھیں۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نمازِ جمعہ کی ادائیگی کے لیے ایک بجے تشریف لائے اور آئر لینڈ کی سرزمین سے اپنا پہلا خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا جس میں گالوے (آئر لینڈ) میں (جو ایک پہلو سے زمین کا کنارہ ہے) جماعت احمدیہ کو ان ذمہ داریوں کی طرف خصوصیت سے توجہ دلائی۔

مسجد مریم گالوے کے سنگِ بنیاد کی تقریب

آئرلینڈ کی سرزمین پر پہلی احمدیہ مسجد کے سنگِ بنیاد کی تقریب کا وقت نزدیک آرہا تھا۔ آئرلینڈ کے مختلف حصوں میں آباد احبابِ جماعت مرد خواتین بچے بوڑھے سبھی اپنے آقا کی آمد کے منتظر تھے اور بڑے منظّم طریق سے سبھی اپنی مخصوص جگہوں پر کھڑے تھے۔ پروگرام کے مطابق ساڑھے چار بجے حضور انور گاڑی سے باہر تشریف لائے بچیاں گروپس کی صورت میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی دعائیہ نظم "یہ روز کر مبارک سبحان من یرنی" پڑھ رہی تھیں۔ آج کا دن واقعی بڑا مبارک اور برکتوں والا دن تھا جب حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز قادیان کی مسجد 'مسجد مبارک' کی اینٹ کے ساتھ اس پہلی مسجد کا سنگِ بنیاد رکھ رہے تھے۔ آئرلینڈ کے نیشنل اخبار *The Irish Time* اور ان کے نیشنل ٹی وی *RTE* کے نمائندے حضور انور کی آمد سے قبل ہی یہاں پہنچے ہوئے تھے۔ MTA کی ٹیم بھی ان تاریخی لمحات کی کوریج کے لئے موجود تھی۔

سنگِ بنیاد کی تقریب کے پروگرام کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔ بعد ازاں حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 'مسجد مبارک' قادیان کی اینٹ سنگِ بنیاد کے طور پر رکھی۔ اینٹ رکھنے کے بعد حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنی وہ اُنگلیاں جن میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی انگوٹھیاں 'اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ' اور 'مولا بس' پہنی ہوئی تھیں اس اینٹ کے اُوپر رکھیں اور دعا کی۔ حضور انور کے بعد حضرت بیگم صاحبہ مدظلہا نے مسجد مبارک قادیان کی ایک اینٹ رکھی۔

بعد ازاں جماعتی عہدیداران اور احباب کو اینٹیں رکھنے کی سعادت نصیب ہوئی۔

اینٹیں رکھے جانے کی کاروائی مکمل ہونے کے بعد حضورِ انور نے دعا کروائی۔ دعا کے بعد تین خدام نے کورس کی صورت میں ایک دعائیہ ترانہ پیش کیا۔ حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز خدام کا ترانہ سننے کے بعد بچیوں کے پاس تشریف لے آئے اور ان کا ترانہ سنا۔ یہاں سے روانگی سے قبل حضورِ انور نے بعض احباب سے ازراہِ شفقت گفتگو فرمائی اور شرف مصافحہ بخشا۔

"مسجد مریم" گالوے شہر کے علاقہ BallyBrit میں تعمیر ہو رہی ہے۔ اس قطعہ زمین کا رقبہ قریباً پونے ایک ایکڑ ہے۔ یہ جگہ 2009 میں پانچ لاکھ پندرہ ہزار یورو کی لاگت سے خریدی گئی۔ اور اس کی تعمیر پر پانچ لاکھ یورو اخراجات کا اندازہ ہے اس مسجد میں مردوں اور خواتین کے علیحدہ علیحدہ ہال ہوں گے تعمیری حصہ کا رقبہ 2355 مربع فٹ ہے مسجد میں 120 نمازیوں کی گنجائش ہوگی۔ مسجد کے ساتھ دو کمرے بطور دفاتر تعمیر کئے جائیں گے۔ اس قطعہ زمین پر جہاں مسجد تعمیر ہو رہی ہے جو کہ مزید توسیع کے بعد بطور مشن ہاؤس استعمال ہوگا۔

پریس اور میڈیا کوریج

اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس مسجد کی تعمیر کا ذکر آئرش پریس اور میڈیا میں غیر معمولی طور پر ہوا۔

☆ ریڈیو "Galway Bay FM" نے جمعہ کے روز چار بجے اور چھ بجے اور پھر آٹھ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی آئرلینڈ میں آمد اور مسجد کے سنگِ بنیاد سے متعلق بڑی تفصیل سے خبر دی۔ اس ریڈیو سٹیشن نے خبر نشر کرتے ہوئے کہا؛ اسلام کی ایک برانچ کے عالمی لیڈر گالوے شہر کی پہلی مسجد کا آج شام سنگِ بنیاد رکھیں گے حضرت مرزا مسرور احمد صاحب احمدیہ مسلم جماعت کے سربراہ ہیں۔ دنیا بھر میں احمدیوں کی تعداد قریباً ایک سو پچاس ملین سے زیادہ ہے شہر میں ہونے والے استقبالیہ میں احمدیہ کمیونٹی کے نمائندگان کے علاوہ حکومتی افسران، سیاست دان اور دیگر حکام شرکت کریں گے۔

مسجد جو کہ Old Monivea Road پر واقع ہوگی کا کام دو یا تین مہینوں میں شروع ہونا متوقع ہے۔ احمدیہ مسلم کمیونٹی کے ممبران حضرت مرزا مسرور احمد صاحب کی آمد کو ایک سنگِ میل قرار دیتے ہیں اور آئرلینڈ کے اس مغربی حصہ میں دل کی گہرائیوں سے خوش آمدید کہتے ہیں۔

آپ کی تشریف آوری کا مقصد جہاں احمدیہ مسلم کمیونٹی کے ممبران سے ملنا ہے وہاں مغربی آئرلینڈ کو محبت اور امن کا پیغام پہنچانا بھی ہے۔ آپ کی آئرش سوسائٹی کے اعلیٰ نمایندگان سے ملاقات متوقع ہے اگرچہ آپ احمدیہ مسلم کمیونٹی ایک مسجد کا سنگِ بنیاد رکھنے کے لئے آرہے ہیں لیکن دراصل آپ کی آمد کا مقصد ایک پیغام کی ترویج ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ محبت کا امن کو سلامتی کا پیغام عام کیا جائے اور نفرت کو ختم کیا جائے۔

☆ آئرلینڈ کے ایک ٹی وی چینل نے RTE-TV نے سنگِ بنیاد کی تقریب کے بعد رات نو بجے کی خبروں میں یہ خبر نشر کی۔ آج شام کاؤنٹی گالوے کی پہلی مسلم مسجد کا سنگِ بنیاد احمدیہ مسلم کمیونٹی کے سربراہ نے رکھا۔

حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس نے یہ تقریب BallyBrit میں منعقد کی۔ انہوں نے کہا کہ وہ امید رکھتے ہیں کہ مسجد کے بننے سے بین المذاہب گفتگو

میں اور ایک دوسرے کو سمجھنے میں مدد ملے گی اور اس مسجد کی تعمیر سے معاشرے میں امن اور بھائی چارے کی راہ ہموار ہوگی۔

☆ آئرلینڈ کی سب سے زیادہ کثیر الاشاعت اور نیشنل اخبار The Irish Times نے اپنی 18 ستمبر 2010 کی اشاعت میں سنگِ بنیاد کی تقریب کی خبر شائع کرتے ہوئے درج ذیل عنوان کے تحت لکھا:

"گالوے مسجد کا سنگِ بنیاد رکھا گیا"

اخبار نے لکھا کہ 'مسجد مریم' کے دروازے تمام مذاہب کے عام عبادت گزاروں کے لئے کھلے رہیں گے۔ اس بات کا اظہار کل رات آئرش احمدیہ مسلم جماعت نے کیا۔ اس تقریب سے کچھ گھنٹے قبل خلیفۃ المسیح نے خطبہ جمعہ میں ارشاد فرمایا جو کہ گالوے سے تمام دنیا کے بسنے والے احمدیوں کے لئے براہ راست نشر کیا گیا۔ احمدیہ مسلم جنہیں پاکستان میں ظلم و ستم کا نشانہ بنایا جا رہا ہے۔ تین دہائیوں سے گالوے میں آباد ہیں اور کمیونٹی کے چوتھے سربراہ نے جماعت احمدیہ کی صد سالہ تقریبات کے دوران مغربی دارالحکومت گالوے 1989ء میں دورہ کیا تھا یہی وجہ ہے کہ جماعت احمدیہ اپنی پہلی مسجد گالوے شہر میں بنا رہی ہے۔ کیونکہ گالوے احمدیہ کمیونٹی کے لئے ایک خاص اہمیت رکھتا ہے۔

احمدیہ کمیونٹی کے سینکڑوں احباب نے سنگِ بنیاد کی تقریب میں شرکت کی جس کے بعد دعا کی گئی اور ایک Civic Reception کا اہتمام کیا گیا۔

17 ستمبر 2010 بروز جمعہ

'مسجد مریم کے سنگِ بنیاد کی تقریب کے موقعہ پر ہوٹل Clayton میں ایک تقریب کا انعقاد'

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ہوٹل Clayton میں تقریب میں شرکت کے لئے تشریف لے گئے۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی آمد سے قبل قریباً سبھی مہمان آچکے تھے۔ اس تقریب میں شرکت کرنے والے مہمانوں میں:

☆ Mr, Eamon O Cuiv (ممبر پارلیمنٹ) Minister for social Protection.

☆ میئر گالوے سٹی Michael J.Crowe

☆ Mr.Michael D.Higgins (ممبر پارلیمنٹ) موصوف لیبر پارٹی کے President بھی ہیں۔

☆ Mr. Frank Feighan (ممبر پارلیمنٹ)

☆ Dr. Martin Drennan (بشپ گالوے)

☆ Mr. Padraic McCormack (ممبر پارلیمنٹ)

☆ Mr, Jon O Mahony (اسسٹنٹ کمشنر Garda Siochana)

☆ Jimmy McClearn (میئر گالوے کاؤنٹی)

☆ Naill Brolchan (Senator)۔

اس کے علاوہ چھ کونسلرز، نیشنل یونیورسٹی آئرلینڈ کے وائس پریذیڈنٹ، پروفیسرز، اساتذہ، ڈاکٹرز، رائٹرز، انجینئرز، اکاؤنٹنٹس اور زندگی کے مختلف شعبوں سے تعلق رکھنے والے 130 کے قریب مہمانوں نے شرکت کی۔

صدر مملکت آئرلینڈ Marry Mc Aleese کا پیغام

"مجھے جماعت احمدیہ کے سپریم روحانی پیشوا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس مرزا مسرور احمد صاحب کو آئرلینڈ کے visit پر دلی جذبات کا اظہار کرتے ہوئے خوشی محسوس ہورہی ہے۔ احمدیہ کمیونٹی آئرلینڈ کے لئے خلیفۃ المسیح کا یہ بہت اہم وزٹ ہے۔ سب سے اہم بات گالوے میں مسجد مریم کی سنگِ بنیاد کی تقریب ہے اور مَیں اس سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اس پروجیکٹ میں شامل سب افراد نے اپنی نیک تمنائیں بھجوا رہی ہوں کہ گالوے میں پہلی مسجد کی تعمیر ہو۔ جماعت احمدیہ کا MOTTO "محبت سب کے لئے نفرت کسی سے نہیں"۔ بہت طاقتور پیغام ہے مجھے امید ہے کہ نئی مسجد اور سنٹر کی تعمیر آئرلینڈ میں جو ملٹی کلچرل ہے مذہبی رواداری اور تعلیم کے فروغ کے لئے مدد و معاون ہوگی۔ مَیں اس وزٹ کے کامیاب ہونے کے لئے نیک تمنائیں رکھتی ہوں۔"

سنگِ بنیاد کی تقریب کے سلسلہ میں ہوٹل میں منعقد ہونے والی Civic Reception کو آئرلینڈ کے نیشنل اور مقامی اخبارات نے کوریج دی۔ ☆ ملک کے نیشنل اخبار The Irish Times نے اپنی 18 ستمبر ۲۰۱۰ء کی اشاعت میں لکھا:

"احمدیہ مسلم جماعت کے عالمی سربراہ حضرت مرزا مسرور احمد صاحب نے گالوے کی پہلی مسجد کا سنگِ بنیاد رکھا۔ Bally Brit میں بننے والی 'مسجد مریم' کے دروازے تمام مذاہب کے عبادت گزاروں کے لئے کھلے رہیں گے۔ اس بات کا اظہار کل رات آئرش احمدیہ مسلم جماعت نے کیا۔ احمدیہ کمیونٹی کے

سینکڑوں احباب نے سنگِ بنیاد کی تقریب میں شرکت کی جس کے بعد دعا کی گئی۔اور ایک Civic Reception کا اہتمام کیا گیا۔

کل رات Clayton ہوٹل میں ہونے والی تقریب میں اعلیٰ حکام، افسران اور سیاستدانوں کے علاوہ بشپ آف گالوے ڈاکٹر مارٹن Drennan نے شرکت کی۔

آئرلینڈ میں مسلمان تیسرے بڑے مذہب کی صورت میں موجود ہے۔اور گالوے میں تقریباً تین ہزار مسلمان ہیں۔احمدی اگرچہ اقلیت میں ہیں لیکن باقی مسلمانوں کے ساتھ اچھے تعلقات ہیں۔

اخبار نے لکھا کہ احمدیہ مسلم جماعت کی بنیاد 1889ء میں حضرت مرزا غلام احمدؑ نے رکھی اور یہ اندازہ کیا جاتا ہے کہ پوری دنیا میں احمدیوں کی تعداد دسو ملین ہوسکتی ہے۔جن میں اکثریت افریقہ کے ممالک میں، پاکستان اور انڈونیشیا میں ہے۔برطانیہ میں ان کی تعداد تیس ہزار ہے جب کہ شمالی امریکہ میں پندرہ ہزار ہے۔

یہ کمیونٹی مذہب اور ریاست کی علیحدگی پر یقین رکھتی ہے اور یہ اعلان کرتی ہے کہ یہ زمانہ جہاد بالسیف کا نہیں بلکہ جہاد بالقلم کا ہے۔

1974ء میں پاکستان کی پارلیمنٹ نے احمدیوں کو تنہا کرنے کے لئے قانون میں تبدیلی کی اور دس سال بعد پاکستان کے سربراہ جنرل ضیاء الحق نے احمدیوں کو خود کو مسلمان کہلانے پر پابندی لگا دی۔جس کے نتیجہ میں کمیونٹی کو اپنا مرکز لندن میں منتقل کرنا پڑا۔پاکستان میں اس وقت سے مسلسل احمدیوں پر حملے کئے جاتے ہیں۔اور 93 لوگوں کو اس سال مئی میں دو مساجد پر حملہ کے دوران ہلاک کیا گیا۔

اس مہینہ کے شروع میں ایک احمدی مسجد پر گرنیڈ سے حملہ کیا گیا۔جس کے نتیجہ میں ایک احمدی ہلاک ہوا۔گزشتہ ماہ ایک پاکستانی احمدی جو امریکن شہریت کے حامل تھے اور اپنی کمیونٹی کے عہدیدار تھے پاکستان کے شہر سانگھڑ میں گولی مار کر شہید کیا گیا''۔

اخبار Galway Advertiser نے اپنی 23 ستمبر 2010ء کی اشاعت میں اس تقریب کو کوریج دیتے ہوئے لکھا:

''اہالیان گالوے کے لئے خلیفۃ المسیح کا پیغام کہ نئی احمدیہ مسجد امن وسلامتی کی علامت بن جانی چاہیئے''احمدیہ مسلم جماعت کی نئی مسجد جو کہ Bally brit میں تعمیر ہورہی ہے۔شہر والوں کے لئے امن وسلامتی کی علامت اور گالوے کے رہنے والوں کے درمیان بھائی چارے کی فضا قائم کرنے والی جگہ ہونی چاہیئے۔ان خیالات کا اظہار جماعت احمدیہ عالمگیر کے خلیفہ حضرت مرزا مسرور احمد صاحب نے کیا جو یہاں گالوے میں تشریف لائے ہوئے ہیں۔اسی شام آپ نے clayton ہوٹل میں ایک استقبالیہ میں جو شہریوں کے اعزاز میں منعقد کیا گیا تھا خطاب فرمایا۔اس استقبالیہ میں سیاستدانوں، مذہبی رہنماؤں، جماعت احمدیہ کے اراکین اور ان کے بعض جاننے والوں نے جو گزشتہ چند سالوں کے دوران ان کے دوست بن چکے ہیں شمولیت کی۔اپنے خطاب میں حضرت خلیفۃ المسیح نے مذہب کی آڑ میں کئے جانیوالے تشدد کی پرزور مذمت کی اور اس پرزور دیا کہ مختلف مذاہب کے لوگوں کو آپس میں بیٹھ کر افہام وتفہیم کی راہ ہموار کرنی چاہیئے آپ نے فرمایا کہ کوئی بھی بدی خواہ بظاہر کتنی ہی حقیر کیوں نہ نظر آرہی ہو جب دوسرے کے جذبات کو مجروح کرتی ہے تو پھر وہ انتہائی اہمیت اختیار کر جاتی ہے۔

Bally brit میں تعمیر ہونے والی یہ مسجد 'مسجد مریم' کہلائے گی مقدس مریم کی یادگار ہوگی۔اور خلیفۃ المسیح نے فرمایا کہ انہیں بہت امید ہے کہ انشاء اللہ یہ مسجد امن اور محبت کی علامت بن جائے گی۔اور گالوے کے مختلف طبقات کے درمیان ہم آہنگی پیدا کرنے کا ذریعہ ثابت ہوگی۔گالوے کے رہنے والے اسلام کے اصل پیغام کو پائیں گے وہ یہ دیکھیں گے کہ یہی وہ مذہب ہے جو صحیح معنوں میں انسانی اقدار کو قائم کرتا ہے اور جماعت احمدیہ کے افراد ان انسانی اقدار کے صحیح نمونے ہیں''۔

اخبار نے مزید بھی لکھا کہ خلیفۃ المسیح نے حال ہی میں نیویارک میں گراؤنڈ زیرو کے مقام پر ایک مسجد کی مجوزہ تعمیر پر بھی اپنے خیالات کا اظہار کیا جہاں پہلے کسی دو عظیم الشان فلک بوس عمارتیں کھڑی تھیں۔

آپ نے فرمایا کہ معصوم لوگوں کی جانیں لینا اسلام کی تعلیمات کے کلیتہً برخلاف ہے۔اور ستمبر گیارہ کا واقعہ ایک بھیانک ظلم تھا۔اگر گراؤنڈ زیرو پر مسجد تعمیر کرنی ہے تو پھر صرف ایک مسجد ہی کیوں؟ اس کے ہمراہ وہاں پھر ایک چرچ اور ایک یہودی معبد اور دوسری مذہبی عبادت گاہیں تعمیر ہونی چاہئیں۔تمام مذاہب کے درمیان ایک اعتماد اور رواداری کی فضا قائم ہو۔آپ نے فرمایا کہ احمدیہ تعلیمات کا خلاصہ ان الفاظ میں بیان فرمایا:'محبت سب کے لئے نفرت کسی

سے نہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح نے اس بات پر بھی زور دیا کہ ریاست اور مذہب کے ارادے اپنی اپنی جگہ الگ الگ اور آزادانہ ہونے چاہئیں اور فرمایا کہ آپس کے تنازعات اور اختلافات کو دور کرنے کے لئے تشدد کا راستہ نہیں اپنانا چاہئے۔ آپ نے فرمایا کہ موجودہ زمانہ کے حالات ایک قتال پر مبنی جہاد کے متقاضی نہیں ہیں لہٰذا آپ نے مسلمانوں کو قلم کے جہاد کی طرف دعوت دی جس میں عقل اور دلائل کے استعمال پر زور دیا۔

آپ نے Richard Dawkin وغیرہ جیسے بعض نکتہ چینیوں کے اعتراضات کا بھی جواب دیا جس میں مذہب کو فساد کی جڑ قرار دیا گیا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ مذہب کے مخالفین کہتے ہیں کہ مذہب دنیا میں اختلافات اور جنگوں کو جنم دیتا ہے لیکن اگر آپ ان وجوہات پر غور کریں کہ جنگیں کیوں شروع ہوتی ہیں تو آپ کو معلوم ہوگا کہ جنگوں کی ابتدا سیاسی مقاصد کی بنا پر اور سرحدوں کی توسیع کی حرص کی وجہ سے ہوتی ہیں۔ اور یہ دراصل نتیجہ ہوتے ہیں ہمسایہ ممالک کے تمام وسائل پر قبضہ کرنے کی خواہش کا یا پھر قومی یا قبائلی تنازعات کی وجہ سے ہوتی ہیں۔

علاوہ اس کے آپ نے مسلمانوں کو اسلام کے متعلق منفی اثرات دور کرنے کے لئے غیر معمولی کوششوں کی طرف توجہ دلائی۔ آپ نے مغربی ممالک کے لوگوں کو بھی توجہ دلائی کہ وہ تمام مسلمانوں کو ایک پلڑے میں تولنے کی کوشش نہ کریں۔ خلیفۃ المسیح نے فرمایا کہ میری درخواست یہ ہے کہ آپ کسی بھی مسئلہ پر اپنی کوئی رائے قائم کرنے سے پہلے اس کو تمام زاویوں سے ضرور جانچ لیا کریں آپ نے فرمایا کہ وہ لوگ جو حقیقت کے متلاشی ہیں وہ بہرحال سچائی کو اور اصل حقیقت کو تحقیق کے بعد ہی حاصل کر سکیں گے اور اس پر بہرحال وقت اور کوشش ضرور خرچ ہوگی۔ اس اخبار نے اپنی اشاعت میں دو تصاویر بھی شائع کیں۔

18 ستمبر 2010 بروز ہفتہ:

کائل مور (Kylemore) کے محل اور Victorian Walled Gardens کا وزٹ، یہ علاقہ سرسبز وشاداب پہاڑوں اور خوبصورت جھیلوں پر مشتمل ہے اور گالوے شہر سے مغرب کی جانب 92 میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔

انہی پہاڑوں کے دامن میں واقع ایک خوبصورت محل ہے کائل مور کا یہ محل 1867 میں مچل ہنری اور اس کی بیوی مارگریٹ ہنری نے تیار کروایا تھا۔ ان دونوں میاں بیوی نے 18 ہزار پونڈ کی معمولی رقم خرچ کر کے تقریباً 13 ہزار ایکڑ کا وسیع عریض رقبہ خریدا اور ایک پہاڑ کے دامن میں یہ محل تعمیر کروایا۔ محل کے پیچھے پہاڑ اور سامنے کی طرف ایک بہت خوبصورت جھیل ہے۔

قریباً سوا گھنٹے کے سفر کے بعد ساڑھے بارہ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی کائل مور تشریف آوری ہوئی۔ تمام گاڑیاں محل سے کچھ فاصلہ پر پارکنگ ایریا میں پارک ہوتی ہیں جب کہ انتہائی خصوصی اہمیت کے حامل شخص کو محل کے صدر دروازے کے سامنے تک گاڑی لے جانے کی اجازت دی جاتی ہے۔

حضور انور کو یہاں ایک خاص اعزاز دیا گیا اور حضور انور کی گاڑی محل کے عین دروازے کے سامنے جا کر رکی جہاں محل کی انتظامیہ نے حضور انور کو خوش آمدید کہا۔ اس علاقہ میں روزانہ ہزاروں کی تعداد میں ٹورسٹ آتے ہیں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا مبارک وجود ان سبھی کے لئے کشش کا موجب بنا ہوا تھا۔ ہر کوئی حضور انور کی تصاویر کھینچ رہا تھا۔ محل کی تعمیر کے ساتھ ہی اسی زمانہ میں ایک بہت خوبصورت باغ کی بھی ایک طرف بلند وبالا پہاڑ اور دوسری طرف کچھ فاصلے پر خوبصورت جھیل ہے۔

اس باغ کو Victorian Walled Gardens کا نام دیا گیا۔ اس باغ کے ایک حصہ میں زراعت اور باغبانی کے لئے استعمال ہونے والے پرانے آلات بھی رکھے گئے ہیں۔ حضور انور نے یہ آلات دیکھنے پر گائیڈ کو بتایا کہ اس جیسے آلات تو پاکستان میں بھی استعمال ہوتے ہیں۔ اس باغ میں ایک ایسا پرانا گھر بھی محفوظ کیا گیا ہے جہاں باغ کے مالی رہائش رکھتے تھے۔

اس زمانہ کے لحاظ سے کافی خستہ حال گھر تھا۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اس گھر کا وزٹ کیا اور فرمایا کہ ایسے گھر تو پاکستان میں بھی اور افریقہ میں تو بہت ہیں۔ افریقہ میں تو مَیں خود بھی اس طرح کے گھر میں رہا ہوں۔ اس باغ کے وزٹ کے دوران حضور انور نے مختلف خوبصورت مناظر کی تصاویر بھی بنائیں۔

اس وزٹ کے آخر پر ٹورسٹ گائیڈ نے حضور انور کو یہاں کی انتظامیہ کی طرف سے سوینئر پیش کیا۔ بعد ازاں چار بجے یہاں سے گالوے کے لئے روانگی ہوئی اور سوا گھنٹے کے سفر کے بعد سوا پانچ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے رہائشی حصہ میں تشریف لے گئے۔

آج پروگرام کے مطابق انفرادی احباب کی ملاقاتیں اور اس کے بعد نیشنل عاملہ لجنہ اماء اللہ آئر لینڈ اور نیشنل مجلس عاملہ آئر لینڈ کی حضور انور ایدہ اللہ

تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ میٹنگز تھیں۔

19 ستمبر 2010 بروز اتوار:

The Cliffs of Moher کی سیر آئرلینڈ کی مقامی جماعت نے آج آئرلینڈ کے ایک خوبصورت علاقہ اور سیاحت کے لئے مقبول ترین جگہ The Cliffs of Moher کی سیر کا پروگرام ترتیب دیا ہوا تھا۔

یہ سارا علاقہ سرسبز ہے اور ایک پہاڑی سلسلہ پر مشتمل ہے اور اپنے اندر بہت سے حسین مناظر لئے ہوئے۔ The Cliffs of Moher آئرلینڈ کے سب سے زیادہ خوبصورت مقامات میں شامل ہوتا ہے

یہ جگہ سیاحوں کی توجہ کا مرکز ہے۔ یہاں بحراوقیانوس کی لہریں کھڑی چٹانوں سے ٹکراتی ہیں اور ان عمودی چٹانوں میں سے بعض کی اونچائی تقریباً 214 میٹر ہے اور قریباً آٹھ کلومیٹر تک مغرب کی طرف یہ نظارے دیکھے جاسکتے ہیں۔ اس علاقہ سے گزرنے والے دریا کی شاخیں 300 ملین سال پرانی بتائی جاتی ہیں جس کے نشانات اب بھی پائے جاتے ہیں ہر سال ان پہاڑوں اور نظاروں کو دیکھنے کیلئے دنیا سے ایک لاکھ سیاح آتے ہیں۔

جولائی 2009 میں The Cliffs of Moher کا نام New Seven Wonders of Nature کی فائنل لسٹ میں 28 نمبر پر آیا۔ اور اس طرح اس مقبولیت اور بھی بڑھ گئی۔ سمندر کے پرندوں کی سب سے بڑی کالونی اسی جگہ پائی جاتی ہے۔ اور یہاں اس علاقہ میں 20 مختلف اقسام کے 30 ہزار پرندوں کا بسیرا ہے اس پورے علاقہ میں ایک خاص حفاظتی انتظام بھی کیا گیا ہے اور اس انتظام کو مزید بہتر بنایا جا رہا ہے۔ یہ سارا علاقہ ہی بہت خوبصورت اور مختلف وادیوں کی شکل میں ہے۔

بعض جگہ خوبصورت جھیلوں نے یہاں کے قدرتی حسن کو دوبالا کر دیا ہے۔ سفر کے دوران سمندر میں Aran Island کے تین جزائر Inis Mor,Inis Meain اور Inis Oirr سرسبز وشاداب پہاڑوں کو اٹھائے ہوئے ہیں۔ اوران جزائر میں جگہ جگہ آبادیاں نظر آتی ہیں۔

یہ سارا سفر ہی بہت خوبصورت اور دل لبھانے والے مناظر پر مشتمل ہے۔ یہاں سیاحوں کے لئے خاص نمائش کا اہتمام کیا گیا ہے۔ حضور انور کو ایک خصوصی انتظام کے تحت یہ تصویری نمائش دکھائی گئی جہاں اس علاقہ سے متعلق تاریخ کے حوالے سے بہت ہی دلچسپ معلومات دی گئی ہیں۔ تصویری نمائش کے علاوہ 3D سکرین پر بھی ان پہاڑی چٹانوں سے سمندر کی ٹکرانے والی لہروں کے حوالہ سے اور سمندری مخلوق کے تعلق میں معلومات پر مشتمل مختلف مناظر دکھائے جاتے ہیں۔

حضور انور نے یہ مناظر دیکھے اس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اس علاقہ کا وزٹ کیا اور مختلف مقامات سے سمندری لہروں کی ان عمودی چٹانوں کے ساتھ ٹکرانے کے مناظر کی تصاویر بھی بنائیں۔ یہاں پر ایک ٹاور بنایا گیا ہے جس کا نام O' Briens Tower ہے۔ اس پر چڑھ کر زیادہ وسیع علاقہ کا نظارہ کیا جاسکتا ہے۔

تقریب آمین

نمازوں کی ادائیگی کے بعد تقریب آمین ہوئی۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے درج ذیل چھ بچوں اور ایک بچی سے قرآن کریم کا کچھ حصہ اور آخر پر دعا کروائی عزیزم دانیال علی قیم، خاقان ابراہیم، مرتضیٰ احمد، صباح الدین، ارسلان احمد، اور عزیزہ نبیحہ ملک کو اس تقریب میں شمولیت کی سعادت عطا ہوئی۔

بعد ازاں پروگرام کے مطابق حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ مشن ہاؤس گالوے کے وزٹ کے لئے تشریف لے گئے۔

احمدیہ مشن ہاؤس گالوے

یہ مشن ہاؤس جنوری 1989 میں خریدا گیا تھا۔ 31 مارچ جنوری 1989 بروز جمعۃ المبارک حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے جمعہ کے موقع پر اس مشن ہاؤس کا باقاعدہ افتتاح فرمایا اور حضور انور نے اسی مشن ہاؤس میں قیام فرمایا۔

شام چھ بجے حضور انور کی مشن ہاؤس میں آمد ہوئی۔ مشن ہاؤس کے ارگرد کے علاقہ میں آباد ہمسائے حضور انور کی آمد سے قبل ہی حضور انور کے انتظار میں مشن ہاؤس میں موجود تھے اور ان میں اکثر وہ تھے جو 1989 میں یعنی آج سے 21 سال قبل حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کے ساتھ مل چکے تھے اور حضور کے ساتھ ایک جماعتی پروگرام میں شریک ہو چکے تھے ان سبھی نے حضور انور کا مشن ہاؤس آمد پر خوش آمدید کہا ان لوگوں نے بتایا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع یہاں آئے تھے تو ہم ان سے ملے تھے۔ ایک فیملی نے حضور انور کے ساتھ اپنی تصویر بھی دکھائی۔ ان لوگوں نے حضور کو 'مسجد مریم' کی سنگِ بنیاد پر مبارکباد دی اور حضور انور کے خطاب کے بارہ میں بتایا کہ ہم اس سے بہت متاثر ہوئے ہیں۔

ایک سوال کے جواب میں حضور انور نے فرمایا کہ جہاں تک میں نے

گالوے شہر دیکھا ہے بڑا صاف ستھرا شہر ہے۔ایک سوال کے جواب میں حضور نے فرمایا کہ میں پاکستان سے ہوں 2003 سے لندن میں ہوں۔ یہاں کے مبلغ سلسلہ مکرم ابراہیم نونن صاحب نے بتایا کہ ہمارے ہمسائے بہت اچھے مہربان ہیں اس پر حضور نے فرمایا کہ یہی اسلامی تعلیم ہے۔

اسلام میں ہمسایوں کے بہت حقوق دیئے گئے ہیں آنحضرت ﷺ نے فرمایا خدا تعالیٰ نے ہمسایوں کے اتنے حقوق دیئے ہیں کہ مجھے خیال آیا کہ اب شاید حکم آجائے کہ ہمسائے وراثت میں بھی حقدار ہیں تو یہ حقوق ہیں جو اسلام نے ہمسایوں کو دیئے ہیں۔ بعد میں ایک سائیکاٹرسٹ Patric نے حضور انور کو کہا کہ ہمسایوں کے بارہ میں یہ تعلیم بڑی عجیب ہے۔ایک سوال کے جواب میں حضور نے فرمایا کہ میں گالوے میں اپنے قیام کو Enjoy کیا ہے اور اب آپ کے ساتھ یہاں بیٹھ کر Enjoy کر رہا ہوں۔

20 ستمبر 2010 بروز سوموار:

لندن واپسی

صبح چھ حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے تشریف لا کر نماز فجر پڑھائی۔نماز کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ اپنے رہائشی حصہ تشریف لے گئے۔

آج آئرلینڈ سے لندن کے لئے روانگی کا دن تھا۔صبح سے ہی احباب جماعت مرد و خواتین، بچے بوڑھے ہوٹل کے بیرونی احاطہ میں جمع ہونے شروع ہو گئے تھے۔سوا دس بجے حضور انور ہوٹل سے باہر تشریف لائے اور اس موقع پر تمام احباب کو شرف مصافحہ سے نوازا۔خواتین نے شرف زیارت حاصل کیا۔

چھوٹے بچے حضور انور کے قریب آتے، حضور انور انہیں پیار کرتے۔

روانگی سے قبل دس منٹ تک حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز احباب جماعت کے درمیان رونق افروز رہے۔ ہر ایک ان مبارک لحات سے فیض پا رہا تھا۔اور ہر چھوٹا بڑا برکتوں سے اپنے دامن بھر رہا تھا۔اس جدائی کی گھڑی میں مرد و خواتین اور بچوں، بچیوں کا اپنے پیارے آقا سے عشق و محبت کا اظہار آنسوؤں سے ہو رہا تھا۔جوان کی آنکھوں سے جاری تھے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دعا کروائی اور سب کو السلام علیکم کہا اور دس بج کر ۲۵ منٹ پر قافلہ ہوٹل سے انٹرنیشنل ائرپورٹ ڈبلن کے لئے روانہ ہوا۔ گالوے شہر سے ڈبلن ائرپورٹ تک ۱۲۰ میل کی مسافت طے کرنے کے بعد بارہ بج کر ۲۰ منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی ائرپورٹ پر تشریف آوری ہوئی۔ائرپورٹ انتظامیہ کی طرف سے ایک خصوصی پروٹوکول کے انتظام کے تحت حضور انور کی گاڑی VIP لاؤنج کے سامنے عین مین گیٹ تک لائی گئی۔

ائرپورٹ انتظامیہ نے مقامی جماعت کو VIP لاؤنج میں ہی دوپہر کے کھانے کا انتظام کرنے اور نمازیں ادا کرنے کی سہولت بھی مہیا کی تھی۔ چنانچہ دوپہر کے کھانے کا انتظام بھی یہیں کیا گیا۔

آئرلینڈ کی پرواز Air Lingus تین بجے دوپہر ڈبلن سے لندن (برطانیہ) کے لئے روانہ ہوئی۔ اور ایک گھنٹہ کے سفر کے بعد چار بجے ہیتھرو ائرپورٹ لندن پہنچی۔ جہاز کے دروازے پر ائرپورٹ سٹاف کے ایک ممبر نے حضور انور کو receive کیا اور ائرپورٹ سے باہر تک چھوڑنے ساتھ آیا۔

ائرپورٹ پر مکرم منصور احمد شاہ صاحب نائب امیر جماعت احمدیہ یو کے اور دیگر مرکزی اور جماعتی عہدیداران نے حضور انور کا استقبال کیا۔

ائرپورٹ سے روانہ ہوئے اور حضور انور کی مسجد لندن میں تشریف آوری ہوئی۔ جہاں احباب جماعت کی ایک بڑی تعداد نے اپنے پیارے آقا کو خوش آمدید کہا۔ (الفضل انٹرنیشنل ۱۱-۵ نومبر ۲۰۱۰ء)

نماز میں سجدہ کرنے کے طبّی فوائد

دوران نماز سجدہ کرنے سے جہاں کئی ایک روحانی فوائد حاصل ہوتے ہیں۔ جو درج ذیل ہیں:

ریڑھ کی ہڈی میں حرام مغز ایسی تار ہے جس کے ذریعے پورے جسم کو زندگی ملتی ہے۔سجدہ کرنے سے خون کا بہاؤ جسم کے اوپر والے حصہ کی طرف ہوتا ہے جس سے آنکھیں، دانت، اور پورا چہرہ سیراب ہوتا رہتا ہے۔اور چہرے کی جھریاں دور ہوتی ہیں۔ یاداشت صحیح کام کرتی ہے۔فہم و فراست میں اضافہ ہوتا ہے۔

انسان کے اندر تدبر کی عادت پیدا ہوجاتی ہے۔ بڑھاپا دیر تک نہیں آتا۔صحیح طریقہ سے سجدہ کرنے سے بندنزلہ،ثقل سماعت اور سر درد جیسی تکلیفوں سے چھٹکارا مل جاتا ہے۔

کچھ آئرلینڈ کے بارہ میں

ملک آئرلینڈ براعظم یورپ کے شمال مغرب میں بحیرہ اوقیانوس کے پانیوں میں واقع ایک جزیرہ ہے۔ 70,273 مربع کلومیٹر کے رقبہ پر پھیلا ہوا یہ ملک چار صوبوں اور "20" Counties پر مشتمل ہے اور 45 لاکھ نفوس کو اپنے اندر سموئے ہوئے ہے۔ یہاں کی اکثریت تقریباً 95 فیصد لوگ رومن کیتھولک مذہب سے تعلق رکھتے ہیں اور باقی پانچ فیصد کا تعلق دوسرے مختلف مذاہب اور قوموں سے ہے۔ انگریزوں نے بارہویں صدی عیسوی میں آئرلینڈ پر قبضہ جمایا ایک طویل جدوجہد کے بعد 1921 میں آئرلینڈ انگریزوں سے آزاد ہوا مگر جزیرے کا 1 / 6 حصہ پھر بھی برطانیہ کے زیرِ اثر رہا جسے شمالی آئرلینڈ کہا جاتا ہے۔ اور اس حصہ کا دارالحکومت بلفاسٹ ہے۔ ملک آئرلینڈ بلند بالا سرسبز پہاڑوں دل موہ لینے والی آبشاروں، جھیلوں، اور دنیا کے خوبصورت ترین ساحلوں کی وجہ سے سیاحت کے لئے مشہور ہے۔

یہاں بسنے والے دریاؤں میں سے دریائے Shannon سب سے لمبا دریا ہے جس کی لمبائی 370 کلومیٹر ہے جو شمال مغرب سے نکلتا ہے اور جنوب مغرب کی طرف بہتا ہوا بحیرہ اوقیانوس میں مل جاتا ہے جبکہ دوسرا دریا دریائے Wiffey Wicklow کے پہاڑوں سے راستہ بناتا ہوا شمال مغرب سے 121 کلومیٹر فاصلہ طے کرتے ہوئے ڈبلن شہر کے وسط سے گزرتا ہوا بحیرہ آئرش میں جا گرتا ہے۔

آئرلینڈ میں احمدیت کی مختصر تاریخ

آئرلینڈ میں باقاعدہ مشن کا قیام سے پہلے بعض پاکستانی احمدی وہاں جا کر آباد ہوئے۔ مشن ہاؤس کے قیام کا جائزہ لینے کے لئے پہلا وفد اگست 1983ء کو آئرلینڈ بھجوایا گیا۔ اِس وفد نے ڈبلن اور گالوے دوشہروں کا دورہ کیا اور مشن کے قیام کا جائزہ لیا۔ یہاں مشن کے قیام کے لئے ابتدائی کوشش جاری رہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کی ہدایت پر مُبلغ سلسلہ مکرم رشید احمد ارشد صاحب پہلے باقاعدہ مبلغ کے طور پر 5 اگست 1988ء کو لندن سے آئرلینڈ پہنچے اور ابتدا میں مکرم محمد حنیف صاحب صدر جماعت آئرلینڈ کے ہاں قیام کر کے نمازِ جمعہ اور دیگر نمازوں کا اہتمام کیا۔

منتخب احادیث نبوی ﷺ اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے اقتباسات کا آئرش زبان میں ترجمہ کروایا اور مرکزی ہدایت کے تحت مشن ہاؤس کے لئے مکان کی تلاش شروع کی چنانچہ گالوے میں ایک عمارت 32 ہزار پونڈ میں خریدی گئی اور 26 جنوری 1989 کو مبلغ سلسلہ نئے مشن ہاؤس میں منتقل ہو گئے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے 29 تا 31 مارچ 1989 کو آئرلینڈ کا دورہ فرمایا۔ 31 مارچ 1989 کو حضور انور نے نمازِ جمعہ مشن ہاؤس میں پڑھائی اور مشن کے باقاعدہ افتتاح کا اعلان فرمایا اس جمعہ کے موقع پر کل 29 افرادِ جماعت نے شرکت کی۔ جس میں آئرلینڈ کی جماعت کے افراد کی تعداد 13 تھی۔ اسی روز شام کو ہوٹل میں ایک تقریبِ عشائیہ کا اہتمام کیا گیا جس میں گالوے میئر کے علاوہ 48 معززین شہر نے شرکت کی۔

بعض اخبارات نے حضورِ انور کے انٹرویو بعد میں شائع کروائے۔

آئرلینڈ میں جب جماعت کے مشن ہاؤس کا باقاعدہ قیام عمل میں آیا اس وقت مقامی طور پر افرادِ جماعت کی مجموعی تعداد صرف 16 تھی اور اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے آئرلینڈ جماعت کی مجموعی تجنید دوسو ساٹھ تک پہنچ چکی ہے اور ملک کے پانچ شہروں Dublin,Galway,Cork,Limerick,Athlone میں احبابِ جماعت مقیم ہیں اور یہاں کی جماعت بڑی مستحکم منظم اور فعال ہے اور مالی قربانی میں پیش پیش ہے۔ آئرلینڈ میں اگرچہ جماعت کا باقاعدہ آغاز 1989 میں مشن ہاوس جماعتی سینٹر کا قیام 1989 میں ہوا ہے۔ لیکن اس سے قبل 1926 میں ایک پہلی آئرش خاتون کو احمدیت قبول کرنے کی سعادت نصیب ہوئی۔ موصوفہ حضرت مولانا عبدالرحیم صاحب کی تبلیغ سے احمدی ہوئیں اور 12 سال کی عمر میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی بیعت کی اور کچھ عرصہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے گھر میں بھی ٹھہریں۔ حضور نے اُن کا نام حنیفہ بیگم رکھا۔ آپ رشتہ میں حضرت سیدہ اُمِ طاہر کی بھابھی تھیں۔ آئرش قوم سے احمدی ہونے والوں میں ایک مکرم ابراہیم نونن صاحب ہیں جو اس وقت آئرلینڈ میں مبلغ سلسلہ کام کر رہے ہیں۔ آپ نے 1991 میں بیعت کی اس وقت بھی آئرش نوجوان رابطہ میں ہیں اور زیرِ تبلیغ ہیں۔ حضورِ انور کے مبارک قدم اس سرزمین پر پڑے ہیں۔ اب انشاء اللہ اس سرزمین پر بھی برکتوں اور کامیابیوں کے دروازے کھلیں گے اور احمدیت فتوحات کے ایک نئے دور میں داخل ہوگئی اور دوسری اقوام کی طرح آئرش قوم بھی حضرت اقدس مسیح موعودؑ کے نور سے منور ہوگی۔

(انشاء اللہ) (حوالہ الفضل انٹرنیشنل 7-1 اکتوبر ۲۰۱۰ء صفحہ ۱۱)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ

نیشنل عاملہ لجنہ اماء اللہ آئرلینڈ کی میٹنگ

مورخہ 18 ستمبر 2010ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ نیشنل عاملہ لجنہ اماء اللہ آئرلینڈ کے ساتھ شام سوا چھ بجے میٹنگ ہوئی۔

حضرت بیگم صاحبہ مدظلہا بھی اس میٹنگ میں شامل ہوئیں۔حضور انور نے دعا کروائی۔حضور انور نے صدر لجنہ اور جنرل سیکرٹری صاحبہ سے مجالس کی تعداد اور تجنید اور با قاعدہ ماہانہ رپورٹس بھجوانے کی بابت دریافت فرمایا۔

حضور انور کی خدمت میں رپورٹ پیش کی گئی کہ آئرلینڈ میں اس وقت لجنہ کی تین مجالس ہیں اور کل تجنید 69 ہے اور ان تینوں مجالس کی ماہانہ رپورٹس آتی ہیں اور ہر ماہ ایک مجموعی رپورٹ تیار کر کے لندن بھجوائی جاتی ہے۔

صدر صاحبہ نے بتایا کہ تمام جلسے اور اجتماع اور لجنہ کے نیشنل پروگرام ڈبلن (Dublin) میں ہوتے ہیں۔لجنہ کی تجنید بھی سب سے زیادہ ڈبلن میں ہے۔اس پر حضور انور نے فرمایا پھر لجنہ کا مرکز ڈبلن ہے۔

حضور انور نے ہدایت فرمائی کہ مجالس کا آپس میں مقابلہ کروایا کریں۔نیشنل مجلس عاملہ مقابلہ کا فیصلہ کرے گی اور لجنہ کا جہاں مرکز ہے وہاں کی مجلس کی مقامی صدر اس فیصلہ کرنے میں شامل نہیں ہوگی۔

مرکز ڈبلن (Dublin) کی مجلس کی مقامی صدر، نائب نیشنل صدر بھی ہیں اور نیشنل مجلس عاملہ میں سیکرٹری تعلیم بھی ہیں۔حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ہدایت فرمائی کہ نائبہ کی کیا ضرورت ہے؟ انہیں مقامی صدر ہی رہنے دیں اور نیشنل سیکرٹری تعلیم اس کے لئے بھی کسی اور کو موقع دیں تا کہ یہ مقامی صدر کی حیثیت سے اچھے طریقے سے کام کرسکیں۔

سیکرٹری ضیافت صاحبہ نے اپنی رپورٹ پیش کرتے ہوئے کہ وہ لجنہ کے تمام فنکشنز پر کھانے کا انتظام کرتی ہیں۔

سیکرٹری تبلیغ صاحبہ کو ہدایت دیتے ہوئے حضور انور نے فرمایا کہ تبلیغ کے لئے نئے نئے راستے تلاش کرنے چاہیں۔چھوٹے چھوٹے دیہات اور Towns میں جائیں اور اپنے نئے رابطے بنائیں۔

حضور انور نے سیکرٹری تبلیغ کو مخاطب ہوتے ہوئے فرمایا کہ آپ چونکہ خود ٹیچنگ لائن میں ہیں تو لوکل سکولز اور یونیورسٹیوں میں سیمینارز کا اہتمام کروائیں اور یونیورسٹی کے طلبہ کو بھی شامل کریں۔اور اسی طرح انٹرفیتھ (Interfaith) میٹنگز کا بھی انتظام کروائیں۔

حضور انور نے فرمایا کہ اگر لجنہ کی ہر ممبر ایک ایک contact بنائے تو اس طرح آپ کے 69 رابطے ہو جائیں گے۔حضور نے یہ بھی ہدایت فرمائی کہ "Local Nursing Homes" میں با قاعدگی سے وزٹ کیا کریں۔وہاں جا کر بوڑھی عورتوں کو ملیں، ان کو وقت دیں۔اس طرح وہ بھی خوش ہو جائیں گے اور وہ لجنہ جن کو زبان کا مسئلہ ہے وہ اپنی زبان بھی بہتر بنا سکتی ہیں جو آگے چل کر تبلیغ میں اور اس کے علاوہ دیگر شعبوں میں بھی مدد دے سکتی ہیں۔

سیکرٹری خدمت خلق کو ہدایت دیتے ہوئے حضور انور نے فرمایا کہ خون کا عطیہ دینے کے لئے خدام کے ساتھ مل کر پروگرام بنائیں اور اولڈ ہوم Old Homes اور نرسنگ ہومز (Nursing homes) جا کر بوڑھی عورتوں کے ساتھ وقت گزارنے کی کوشش کیا کریں۔سیکرٹری تجنید نے رپورٹ پیش کرتے ہوئے بتایا کہ لجنہ کی کل تعداد 69 ہے اور ینگ لجنہ (YoungLajna) کے بارہ میں ذکر کیا تو اس پر حضور نے فرمایا کہ ینگ لجنہ کچھ نہیں ہے۔یہ کوئی اصطلاح نہیں ہے۔

سیکرٹری اشاعت نے اپنی رپورٹ پیش کرتے ہوئے لجنہ اماء اللہ آئرلینڈ کے پہلے رسالہ ''مریم'' کی اشاعت کے بارہ میں بتایا۔حضور نے رسالہ کا اختصار سے جائزہ لیا اور حضور انور کے دریافت فرمانے پر سیکرٹری اشاعت صاحبہ نے بتایا کہ حضور کا پیغام پہلے صفحہ پر شائع ہوا ہے۔

لجنہ آئرلینڈ کی نئی ویب سائٹ کے بارہ میں رپورٹ پیش ہونے پر حضور انور نے فرمایا کہ باقی لجنہ کی ویب سائٹ سے بھی اچھی چیزوں کو اپنی سائٹ پر شامل کر سکتی ہیں۔حضور نے ہدایت فرمائی کہ رسالہ میں کوئی بھی بات ہماری روایات کے خلاف نہیں ہونی چاہئے۔

سیکرٹری تربیت نے اپنی رپورٹ پیش کرتے ہوئے بتایا کہ اس سال عشرہ تربیت اور نیشنل تربیتی کلاس کا انتظام کیا گیا۔تربیتی ورکشاپ لگائی گئی۔

حضور انور نے فرمایا: تربیت سیمینار کو بار بار منعقد کریں ۔لڑکیوں کو بتائیں کہ وہ اپنے مقام کو سمجھیں اور احمدی ہوتے ہوئے اس بات کو ذہن میں رکھیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ہم سے کیا توقعات ہیں ۔حضور انور نے فرمایا کہ جب سات سال کی لڑکی ناصرات میں داخل ہوتی ہے تو اسے بروقت لباس کے آداب سکھائیں ۔اسے لمبی قمیض پہننے کی ترغیب دلائیں تا کہ اس میں پردے اور حیا کا احساس پیدا ہو اور بڑے ہو کر کوئی مشکل نہ ہو۔

حضور انور نے سیکرٹری تربیت کو ہدایت فرمائی کہ 14 سے 25 سال کی بچیوں کے پردے کا معیار پتہ کیا جائے اور ان کی ماؤں سے باقاعدگی سے پوچھا جائے کہ ان کے بچے نماز یا قرآن پڑھ رہے ہیں یا نہیں۔

حضور انور نے فرمایا: اجلاسات میں لڑکیوں سے ڈسکشن کی جائے۔ان کے ذہنوں میں آنے والے سوالات کے مناسب جوابات دیئے جائیں ۔ان کو بتایا جائے کہ اگر ہم احمدی ہیں تو ہمیں شریعت کی باریکیوں کا پابند ہونا پڑے گا اور ہمارا نظام جماعت سے مضبوط تعلق ہونا بہت ضروری ہے۔

ایک سوال کے جواب میں حضور انور نے فرمایا جہاں لڑکے اور لڑکیاں اکٹھے تعلیم حاصل کرتے ہیں وہاں تعلیم کے حصول میں تو کوئی حرج نہیں بشرطیکہ لڑکے لڑکیوں سے دوستی نہ کریں اور ایک دوسرے سے صرف ضرورت کے تحت ہی بات کریں sms,FB,Chat اور فون کالز (Phone calls) سے اجتناب کریں ماں باپ کو ہدایت کریں کہ وہ بچوں پر نظر رکھیں ہر وقت کمپیوٹر اور موبائل فون کا ہاتھ میں رکھنا مناسب نہیں ۔جو مائیں کمپیوٹر نہیں جانتیں وہ سیکھ لیں تا کہ بچوں پر نظر رہے۔

پردہ کے بارا میں ایک سوال کے جواب میں حضور انور نے فرمایا کہ ماتھا اور نیچے ٹھوڑی تک چہرہ ڈھانپا ہونا چاہیے ۔کوٹ ڈھیلا ڈھالا ہو اور گھٹنوں تک کم از کم ہونا چاہیے ۔بازو کلائی تک ڈھکے ہونے چاہئیں جیسا کہ نماز کے لئے حکم ہے ۔سر ڈھانپ کر اگر تنگ جینز اور چھوٹی قمیض پہن لی جائے تو وہ کوئی پردہ نہیں ۔جینز پہننا منع نہیں بشرطیکہ قمیص اتنی لمبی ہو کہ تنگ ڈھانپا ہوا ہو۔

لڑکیوں کی swimming کے بارہ میں ایک سوال کے جواب میں حضور نے فرمایا کہ صرف مخصوص اوقات میں جب صرف عورتوں کا ٹائم ہو تو ایسے سوئمنگ لباس (Swimming Suits) میں جو پورا جسم cover کرتا ہو تو سوئمنگ کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں۔

سیکرٹری تربیت کے ایک سوال پر حضور انور نے فرمایا کہ اگر کوئی لڑکا یا لڑکی غلط راستے پر چل رہے ہیں تو اس کے ماں باپ کو اس سے آگاہ کیا جائے تا کہ وہ اپنے بچے کی اصلاح کر سکیں۔

حضور انور نے فرمایا کہ جب بچے 13, 14 سال کی عمر کو پہنچیں تو وہ تبدیلی کے اس دور میں ہوتے ہیں جس میں انہیں والدین سے زیادہ دوست کی ضرورت ہوتی ہے جس سے وہ ہر بات کھل کر کر سکیں۔تو آپ اپنے بچوں سے دوستی کا رشتہ مضبوط رکھیں ،خاص طور پر باپ اپنے بیٹوں سے تا کہ وہ آپ سے کوئی بات بھی کرنے سے جھجک محسوس نہ کریں اور والدین اور بچوں میں ایسا رشتہ ہونا چاہیے کہ وہ کوئی بات اپنے والدین سے نہ چھپائیں۔

حلال وحرام کھانے کے تعلق میں ایک سوال کے جواب میں حضور انور نے فرمایا کہ حلال جانوروں کا وہ تمام گوشت حلال ہے جس کے اندر سے ذبح کرنے بعد خون Drain کر دیا جائے اور ذبح کرتے وقت غیر اللہ کا نام نہ لیا گیا ہو۔وہ آپ بسم اللہ پڑھ کر کھا سکتی ہیں ۔KFC اور Mcdonald وغیرہ کے کھانے میں کوئی مضائقہ نہیں مگر یہ ضرور چیک کر لینا چاہیے کہ کہیں وہ ایک ہی آئل میں پہلے Pork اور پھر چکن وغیرہ نہ فرائی کر رہے ہوں۔

Gelatin کے بارہ میں حضور انور نے ارشاد فرمایا کہ اگر اس کے اجزاء میں Pork نہ شامل ہو تو کھانے میں کوئی مضائقہ نہیں۔

مردوں سے ہاتھ ملانے کے سوال کے جواب میں حضور انور نے فرمایا کہ مردوں سے غیر ضروری باتیں اور بے جا بے تکلفی سے بھی مردوں کو موقع ملتا ہے کہ وہ ہاتھ ملائیں۔احمدی عورتوں کو اپنے مقام کو پہچاننا چاہیے اور اگلے کو ایسا موقع نہیں دینا چاہیے کہ ہمارے مذہب میں عورت مرد سے سلام نہیں کرتی۔

سیکرٹری ناصرات نے اپنی رپورٹ پیش کرتے ہوئے حضور انور کی خدمت میں ناصرات کا گذشتہ سال کا اور آئندہ دو سالوں کا سلیبس پیش کیا۔

حضور انور نے اس سلیبس کو دیکھ کر خوشی کا اظہار فرمایا اور اپنے دستخط فرمائے۔

سیکرٹری ناصرات نے بتایا کہ اردو خوش خطی سلسلہ کا آکسفورڈ کا سیٹ بھی سلیبس میں شامل کر رہے ہیں تا کہ ناصرات کو اردو لکھنا پڑھنا بھی آئے۔حضور انور نے فرمایا کہ ہاں یہ اچھا ہے بچوں کی کلاس میں بھی سب نے اردو کی کاپیاں بنائی ہوئی ہیں جس سے ان کی اردو کافی اچھی ہو رہی ہے۔

سیکرٹری تعلیم نے اپنی رپورٹ پیش کرتے ہوئے کہ دوران سال عشرہ

تعلیم نیشنل تعلیم کلاس اور نیشنل اجتماع کا انعقاد ہوا۔حضور انور کے دریافت فرمانے پر سیکرٹری تعلیم نے بتایا گیا کہ لجنہ سے پیپر لیا گیا جس کا نتیجہ کافی اچھا تھا۔ لجنہ کا سلیبس پیش ہونے پر حضور انور کے دریافت فرمانے پر سیکرٹری تعلیم نے بتایا کہ سلیبس میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی کتب توضیح مرام،ازالہ اوہام اور رسالہ الوصیت شامل کئے ہیں۔

سیکرٹری تعلیم کے بتانے پر کہ اس سال ہم نے لجنہ کے الگ سے جلسہ جات منعقد کرنے شروع کئے ہیں۔حضور انور نے فرمایا آپ کے جلسہ جات جماعتی جلسوں سے Clash تو نہیں کرتے ؟اس پر حضور انور کی خدمت میں عرض کیا گیا کہ ہم لجنہ کے جلسے جماعتی جلسوں سے ایک ہفتہ قبل یا ایک ہفتہ بعد میں رکھتے ہیں تاکہ دونوں جلسوں میں شامل ہوسکیں۔

حضور انور کے دریافت فرمانے پر بتایا گیا کہ ہماری سب لجنہ بہت اچھی ہیں اور سب بہت تعاون کرتی ہیں۔

سیکرٹری مال نے اپنی رپورٹ پیش کرتے ہوئے بتایا کہ ہمارا بجٹ دو ہزار پانچ صد چوراسی یورو ہے اور امسال اجتماع پر 621 یورو خرچ ہوئے۔حضور انور کے دریافت کرنے پر بتایا گیا کہ اجتماع پر لجنہ کی حاضری 36 اور ناصرات کی 12 تھی۔حضور انور کے دریافت فرمانے پر بتایا کہ ہم اپنے نیشنل فنکشن کرایہ پر ہال لے کر کرتے ہیں لیکن اپنے ہفتہ وار اجلاسات مشن ہاؤس میں کرتے ہیں۔

آخر پر صدر لجنہ آئرلینڈ نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اور حضرت بیگم صاحبہ مدظلہا کی خدمت میں لجنہ اماء اللہ آئرلینڈ کی طرف سے ایک تحفہ پیش کیا۔حضور انور نے فرمایا کہ اگر یہ تحفہ لجنہ کے بجٹ سے لیا گیا ہے تو میں نہیں لوں گا۔اس پر عاملہ کی ممبرات نے عرض کیا کہ یہ بجٹ سے نہیں ہے بلکہ ہماری طرف سے ہے۔اس پر حضور انور نے فرمایا: ٹھیک ہے۔

لجنہ اماء اللہ کی حضور انور کے ساتھ میٹنگ تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ جاری رہی اور سات بج کر 45 منٹ پر ختم ہوئی۔میٹنگ کے آخر پر نیشنل مجلس عاملہ آئرلینڈ نے حضور انور اور حضرت بیگم صاحبہ مدظلہا کے ساتھ تصویر بنانے کی سعادت حاصل کی۔بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کچھ دیر کے لئے دفتر تشریف لے آئے اور ڈاک ملاحظہ فرمائی۔

(الفضل انٹرنیشنل 22 اکتوبر 2010ء)

سویڈن میں ہر سال عورتوں پر تشدد کے بارہ میں ہزار واقعات

مغرب کے ترقی یافتہ ممالک تیسری دنیا کے غریب اور پسماندہ ممالک اور بالخصوص مسلمان ممالک پر اکثر ہی اعتراض کرتے ہیں کہ وہاں عورتوں پر ظلم ہوتا ہے۔ظلم کہیں پر بھی ہو وہ ظلم ہی ہے اور قابل مذمت ہے۔خود ان ممالک میں بھی عورتوں پر تشدد کے واقعات کچھ کم نہیں ہیں۔چنانچہ سویڈن کے اخبار ''یوتے بوری پوستن'' (Goteborgs Posten) کی بارہ جنوری کی اشاعت میں سویڈن میں عورتوں پر تشدد کے واقعات کے اعداد وشمار شائع ہوئے ہیں جن سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ بظاہر ترقی یافتہ اور تہذیب وتمدن کے دعویدار، مالی لحاظ سے خوشحال ممالک کی حالت کیسی دردناک اور فکر انگیز ہے۔اخبار لکھتا ہے:

سویڈن میں تقریباً بارہ ہزار خواتین اپنے قریبی تعلق رکھنے والے یا واقف کار افراد کے ہاتھوں تشدد کا شکار ہوئیں اور یہ اعداد وشمار بڑھ رہے ہیں۔جس کا مطلب یہ ہے کہ تشدد کا شکار ہونے والی عورتیں اب پولیس کو اطلاع کرنے میں ہچکچاتی ہیں۔اعداد وشمار میں یہ نہیں بتلایا گیا کہ تشدد کرنے والا کون ہے لیکن تشدد گھر کی چار دیواری میں اور عورت کا کوئی واقف کار ہی کرتا ہے۔

1996ء میں 12210 اور 1997ء کے پہلے نو ماہ میں یہ تعداد 8888 تھی اور انسداد جرائم کے محکمہ کے مطابق یہ تعداد 12000 تک پہنچ جائے گی۔ ان اعداد وشمار میں وہ خواتین شامل نہیں ہیں جو تشدد کے ذریعہ موت کے گھاٹ اتار دی جاتی ہیں کیونکہ وہ مقدمات قتل کے زمرے میں آتے ہیں۔موت کے منہ میں دھکیلی جانے والی ان عورتوں کے اعداد وشمار درج ذیل ہیں:

1991-1994ء ہر سال 16 سے 24 خواتین اپنے ساتھی کے ہاتھوں موت کا شکار ہوئیں۔اور یہ تناسب اسی طرح برقرار ہے۔

1981ء سے قبل خواتین پر تشدد کے واقعات کی بہت کم رپورٹ سامنے آئی لیکن اس کے بعد ہر سال اضافہ ہوتا گیا کیونکہ اس کے بعد زیادہ خواتین ان واقعات کو حکام کے نوٹس میں لانے لگیں۔

(مطبوعہ:انور رشید۔الفضل انٹرنیشنل ۶ مارچ ۱۹۹۸ءتا ۲۱ مارچ ۱۹۹۸ء)

خوبصورت یادیں

پیارے حضورِ انور اور حضرت آپا جان مدظلہا کے ساتھ

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز، ہمراہ آپا جان، جماعت احمدیہ آئرلینڈ تشریف لائے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ حضور انور کا یہ سفر احباب جماعت کے لئے اور جماعت آئرلینڈ کے لئے خصوصیت سے بہت سی برکتوں کا موجب ہوا۔ بہت سے افراد نے اپنے محبوب امام کی زیارت اور ملاقات کے ذریعہ اپنی آنکھیں ٹھنڈی کیں، آپ کے زندگی بخش خطاب اور مجالس میں فرمودہ ارشادات سے علمی و روحانی طور پر فیضیاب ہوئے۔ ہر مرد وزن اور بچوں نے شرف ملاقات حاصل کرکے اور آپ کی مبارک صحبت میں چند گھنٹے گزار کر آپ کی خصوصی توجہ اور دعاؤں سے اپنے دلوں کو شاداب کیا۔ اس نہایت مبارک سفر کے دوران لجنہ اماء اللہ آئرلینڈ کی خوشی کے جذبات سے بھرپور تاثرات، رسالہ مریم میں شائع کئے جا رہے ہیں۔

حضور انور کے دورۂ آئرلینڈ کی

چند خوبصورت یادیں

طیّبہ مشہود۔ ڈبلن

14 ستمبر 2010ء کا دن ہم آئرلینڈ کے احمدیوں کے لئے ایک ایسے تاریخ ساز دن کے طور پر یاد رکھا جائے گا جس دن امام آخرالزماں کا وہ خلیفہ جس کے متعلق خود اللہ تعالیٰ نے فرمایا اِنِّی مَعَکَ یَامَسْرُوْرُ ہمارا مہمان بن کر آیا۔

خاکسار کو اپنی سعادت اور قسمت پر ناز ہے اور یہ عاجزہ اپنے رحیم وکریم کی بے حد شکر گزار ہے کہ اس نے ایک اولوالعزم خلیفۃ المسیح کا قرب عطا فرمایا۔

17 ستمبر 2010ء کا دن جماعت احمدیہ آئرلینڈ کے احمدیوں کے لئے ایک یادگار اور ناقابل فراموش دن تھا۔ گالوے شہر کے ایک پرسکون علاقہ Ballybrit میں ہماری پہلی تاریخی مسجد کے سنگِ بنیاد کی تیاریاں مکمل ہو چکی تھیں۔ تمام افراد جماعت آئرلینڈ حضور انور کی آمد کا انتظار کر رہے تھے۔ جمعۃ المبارک کے دن شام 4 بجے کے قریب خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے قافلہ کے ہمراہ مسجد کی جگہ پر تشریف لائے۔

آخر وہ گھڑی آن پہنچی جس کے خواب ہم کئی برسوں سے دیکھ رہے تھے۔ مختصر سی تاریخی تقریب ہوئی۔ حضور انور نے اپنے دستِ مبارک سے سنگ بنیاد رکھا اور پھر آپا جان نے اپنے پیارے ہاتھوں سے اگلی اینٹ رکھی۔ اس طرح سنگ بنیاد کا سلسلہ شروع ہوا اور خاکسار کو بھی اس تاریخی موقعہ پر سنگ بنیاد رکھنے کی سعادت حاصل ہوئی۔

حضور انور کے چھ روزہ دورۂ آئرلینڈ میں خاکسار کو بحیثیت صدر لجنہ تقریباً ہر روز خلیفۂ وقت اور آپا جان کا قرب حاصل ہوا۔ آپا جان کی صحبت اور قربت میں اتنا وقت گزرا کہ اپنی خوش قسمتی پر ناز ہوتا ہے۔ آپا جان کے بارے عاجزہ نے یہ بات نوٹ کی کہ آپ کا اندازِ تکلّم کبھی نہایت نرم مدبرانہ کبھی شفیق ناصحانہ طریق اور کبھی پروقار سنجیدگی، آپکی گفتگو سے آپکے سچے جذبوں کی عکاسی ہوتی ہے۔ جیسا محسوس کرتی ہیں ویسا ہی کہتی ہیں۔ تصنّع یا بناوٹ کا ان کی شخصیت سے دور کا بھی واسطہ نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ دل چاہتا تھا کہ گھنٹوں ان کے پہلو میں بیٹھے ان کی خوبصورت باتوں کا لطف اٹھاتے رہیں۔ ان کی قربت میں بے پناہ اپنائیت اور بے لوث جذبوں کا احساس ملتا ہے۔ آخری ایک دو دن میں ہم اتنے بے تکلف ہو گئے تھے کہ آپا جان اور حضور انور کے روزانہ کے معمولات، صبح وشام کی مصروفیات اور پسند ناپسند کے بارے بلاجھجک پوچھتے رہتے تھے۔ ایک بات خاکسار نے نمایاں طور پر محسوس کی کہ خدا تعالیٰ نے آپا جان کو غیر معمولی فراست سے نوازا ہوا ہے۔ آپ سے کوئی بات چھپانی بے حد مشکل ہے۔

خاکسار کو حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ اور آپا جان کے ساتھ سیر پر Cliffs of Moher جانے کا موقع ملا۔ وہاں ریسٹورنٹ میں Lunch کے لئے رکے۔ حضور انور اور آپا جان کے لئے پرائیویٹ ایریا (Private Area) مختص کیا گیا تھا۔ وہاں سے دو مرتبہ حضور انور بنفس نفیس اٹھ کر ہمیں دیکھنے کے لئے آئے کہ آیا ہم ٹھیک طرح سے کھانا کھا رہے ہیں یا نہیں۔ اور آخر پر خاکسار کی خوشی کی انتہا نہ رہی جب حضور انور نیشنل صدر صاحب کو ہماری (تین لجنہ ممبرز) طرف اشارہ کرکے کچھ پوچھ رہے تھے اور پھر نیشنل صدر صاحب نے

مجھے بلایا اور حضور انور نے خود خاکسار سے پوچھا کہ آپ نے اور دوسری دو لجنہ ممبرز نے کھانا ٹھیک طرح سے کھایا؟ کیا کھانا آپ کی پسند کا تھا۔

اور ریسٹورنٹ سے باہر نکلتے وقت آپا جان نے بھی اسی طرح کے سوالات پوچھے تو عاجز کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے اور خیال آیا کہ اتنی شفقت گویا کہ حقیقی ماں باپ ہوں۔لگ رہا تھا ہم مہمان ہیں اور وہ میزبان۔

اسی طرح وہاں ایک چھوٹی سی گفٹ شاپ پر آپا جان نے اپنے Grandchildren کے لئے کچھ تحائف خریدے۔اور حضور انور اور آپا جان کا ان تحائف پر مشورہ کرنے کا انداز ایک عام انسان کا سا تھا۔یقین نہیں ہو رہا تھا کہ ایک عظیم ہستی، امام آخرالزماں کا خلیفہ جماعت احمدیہ کا لیڈر اپنی گھریلو زندگی میں بالکل سادہ لوح، نرم اور کسی طرح بھی ہم سے مختلف نہ تھے۔

اے اہل آئرلینڈ! تمہیں مبارک ہو کتنے خوش قسمت اور خوش بخت ہیں آپ لوگ کہ آپ کی سرزمین کو خدا تعالیٰ کے برگزیدہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس حضرت مرزا مسرور احمد ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے مبارک قدموں نے برکت سے نواز دیا۔چھوٹی جماعت ہونے کی وجہ سے جماعت کے ہر فرد کو حضور انور اور آپا جان کی قربت کا زیادہ سے زیادہ موقع ملا اور روز بروز ان بابرکت وجودوں کی مفید باتوں اور قیمتی نصائح سے مستفید ہوتے رہے۔

ان کی مصاحبت میں گزرنے والے لمحات بڑے ہی پر لطف تھے۔کتنی رونقیں تھیں یہاں جب ایک وجودِ پرنور کچھ عرصہ قبل یہاں تشریف لایا۔اس وجود پرنور نے دنیا کے اس آخری کنارے کی فضا کو معطر بھی کیا اور منوّر بھی۔

حضور انور کا آئرلینڈ میں تشریف لانا ایک خواب تھا جو جماعت کے ہر فرد نے اپنی آنکھوں سے پورا ہوتا ہوا دیکھا۔اور اب وہ گزرے ہوئے لمحات ایک حسین خواب کی طرح محسوس ہو رہے ہیں۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ جلد ہمیں مسجد مریم کی تعمیر مکمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور مسجد کے افتتاح کے لئے حضور پرنور ایک دفعہ پھر یہاں رونق افروز ہوں اور اللہ تعالیٰ ہمیں ان کے بابرکت وجود سے زیادہ سے زیادہ برکتیں سمیٹنے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین۔

یادگار لمحے

فرح دیبا۔جماعت ایسٹ

بروز منگل ۱۴ستمبر ۲۰۱۰ جماعت احمدیہ آئرلینڈ کے لئے عید کا دن تھا۔ڈبلن کے ہوٹل میں ہر طرف چہل پہل تھی۔تمام مرد وزن اور بچے سب کے چہرے خوشی سے چمک رہے تھے۔بچے اور خواتین اپنی اپنی جگہ لائنیں بنائے بے چینی سے مین گیٹ کی جانب دیکھ رہے تھے۔تمام لوگ اپنے پیارے آقا امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کے استقبال کے لئے جمع تھے اور بہت خوش تھے کہ آج آئرلینڈ کی سرزمین پیارے آقا کی قدم بوسی کر رہی تھی۔اور ہم پیارے آقا کے بابرکت وجود سے مستفید ہو رہے تھے۔

جب حضور انور کی گاڑی عین ہمارے سامنے آ کر رکی اور حضور پُرنور کے چہرہ مبارک نظر آیا تو ایک لمحے کے لئے مجھے لگا کہ میرے دل کی دھڑکن رک گئی ہو ایسی روشنی اور ایسا رعب جو ساری زندگی کہیں نہ دیکھا ہو۔

پیارے حضور کی اقتداء میں مغرب وعشاء کی نمازیں پڑھتے ہوئے بھی دل کی عجیب حالت تھی خوشی کے ساتھ ساتھ رقت طاری تھی اور جب حضور انور اچانک لجنہ مشن ہاؤس تشریف لائے تو تمام خواتین میں کھلبلی مچ گئی۔ہمارا چھوٹا سا مشن ہاؤس پیارے حضور کے بابرکت وجود سے منور ہو گیا۔

جمعرات ۱۶ستمبر کو تمام جماعت کی حضور انور کے ساتھ فیملی ملاقات تھی۔گالوے شہر میں ساری جماعت جمع تھی۔ہم اپنی باری کے انتظار میں بیٹھے تھے اور گھبراہٹ کی وجہ سے سوائے درود شریف کے کچھ بھی نہ سوجھ رہا تھا۔باری آنے پر جب میں اپنے بچوں کے ساتھ اندر داخل ہوئی تو ایسا لگا جیسے ساری گھبراہٹ باہر رہ گئی ہو۔اندر تو صرف اِک روشنی تھی اور پیارے آقا کا دستِ شفقت تھا وہاں نہ کوئی خوف، حضور ایسے پیارے انداز میں ہمارے متعلق پوچھتے گئے اور ہم بتاتے گئے۔پتا بھی نہ چلا اور ملاقات کا وقت ختم ہو گیا۔جب کمرے سے باہر آئے تو یک دم ایسا لگا جیسے میں کسی خواب سے جاگی ہوں۔

اِس کے بعد دوسرے ہال میں آپا جان تشریف فرما تھیں۔آپا جان کے ساتھ یہ میری پہلی ملاقات تھی۔مگر جس محبت سے انہوں نے گلے لگایا، خیریت دریافت کی اور چھوٹے چھوٹے سوالوں کے جوابات دیئے ایسا لگتا تھا جیسے میں کب سے اِن سے واقف ہوں۔

۱۷ستمبر بعد نمازِ جمعہ حضور پُر نور نے مسجد مریم کا سنگِ بنیاد رکھا۔ یہ وہ منظر تھا جو اکثر ایم۔ٹی۔اے کی ریکاڈنگ میں ہی دیکھا تھا مگر آج ہم خود اِس بابرکت تقریب کا حصہ تھے۔ دل خُدا کی حمد سے سرشار تھے۔ خُدا کرے کہ یہ مسجد ہمارے لئے اور ہماری نسلوں کیلئے حقیقتاً دارلامان ہو۔ آمین

ایک اور برکت جو میرے اور میری دوسری بہنوں کے بچوں کے حصے میں آئی وہ حضورانور کا بچوں کی آمین کی منظوری مرحمت فرمانا تھا۔ خُدا کرے کہ خلیفہء وقت کی یہ بابرکت قُربت اِن بچوں کی آئندہ زندگی پر اثر ڈالنے والی ہو۔ (آمین)

۱۹ستمبر بروز اتوار حضورانور کی امامت میں مغرب عشاء کی نمازیں ادا کرتے ہوئے جہاں خُدا کا شکر ادا کر رہی تھی وہاں طبیعت پر اِک اُداسی بھی تھی کہ نجانے کب یہ بابرکت وجود نظر آئیں گے اور کب خلیفہء وقت کے پیچھے نماز پڑھنی نصیب ہوگی مگر اُس خُدا کی رحمت پر یقین ہے جس نے ہمیں یہ دن دکھایا اور خلیفہء وقت ہمارے پاس آئے اور ہم نے اس پاک وجود سے بے شمار شفقت اور برکت پائی۔ خُدا تعالیٰ ہمیں اس قابل کرے کہ ہم بار بار یہ برکت حاصل کرنے والے ہوں۔ آمین

وہ شخص نور تھا یا نورِ مجسم تھا....

ندرت افشاں۔ جماعت ساؤتھ ویسٹ

جب سے ہم نے پیارے آقا کی آئرلینڈ تشریف لانے کے بارے میں سنا تھا تب سے عجیب سی خوشی اور گھبراہٹ تھی کہ اللہ تعالیٰ ہر لحاظ سے حضور کا دورۂ آئرلینڈ کامیاب کرے۔ اور حضورانور ہماری جماعت سے خوش ہوں۔ اللہ کے فضل سے اس دورۂ کو ہر لحاظ سے کامیاب بنانے میں ہر فردِ جماعت آئرلینڈ نے خاص کوشش کی۔ الحمدللہ۔

اس کیفیت کو میں قلمبند نہیں کرسکتی جب میں نے پیارے حضور کو Galway میں خوش آمدکی تقریب میں گاڑی سے اُترتے ہوئے دیکھا۔ دن کی روشنی میں بھی ہر طرف نور ہی نور پھیل گیا۔ دیکھنے کی خواہش رکھتے ہوئے بھی حضورِانور پر نظریں ٹھہرتی نہیں تھیں۔ بار بار آنکھیں اُٹھتیں اور ادب سے جھک جاتیں۔ لیکن جب بھی دیکھا تو سکون اور اطمینان اندر تک اُتر جاتا۔

پیارے حضور کی امامت میں نمازیں پڑھنے کی بھی توفیق ملی۔ جن کی اپنی ہی ایک لذت تھی۔ فیملی ملاقات بھی اللہ تعالیٰ کے خاص فضل سے بہت اچھی رہی۔ اللہ تعالیٰ نے حضور سے ملاقات کی مجھے پہلے بھی توفیق دی تھی۔ لیکن اس بار کی ملاقات میں ساری زندگی نہیں بھول سکتی۔ ہم کمرے میں داخل ہوئے تو حضور پر نظر پڑتے ہی خیال آیا:

وہ شخص نور تھا یا نورِ مجسم تھا
میں نہیں جانتی کیا تھا بس اِک احساس تھا

میں نے حضور کی خدمت میں اپنی ایک خواب عرض کی اور اس کے پورا ہونے کی خواہش کا اظہار کیا۔ حضور نے بڑے ہی پیار سے اُسکو قبول فرمایا۔ خواب کی تعبیر میں حضور نے اپنا شفقت بھرا ہاتھ میرے سر پر رکھا تو دل سے یہ دُعا نکلی کہ اب یہ مبارک ہاتھ میرے سر پر سے کبھی نہ اُٹھیں۔ اللہ تعالیٰ نے میری ذات پر جتنے بھی انعامات کئے ہیں اُن میں سے یہ ایک بہترین انعام تھا۔ ملاقات کا وقت ختم ہونے پر حضور کا ہاتھ bell کی طرف جاتا دیکھ کر میرے شوہر نے بے ساختگی سے حضور سے فرمایا حضور پلیز ابھی bell نہ کریں کیونکہ ابھی تو تِشنگی باقی ہے۔ حضور مسکرائے کر فرمانے لگے کہ اچھا بتاؤ کیا بات ہے۔ اسطرح سے ہمیں اللہ کے فضل سے حضور کے اتنا قریب رہنے کا موقع میسر آگیا۔

ایک اعزاز کی بات جو ہماری جماعت کے حصہ میں آئی وہ حضورانور کا خطبہ جمعہ جو کہ براہ راست پوری دنیا میں سنا اور دیکھا گیا۔ اور یہ آئرلینڈ کی تاریخ کا بہت ہی اہم باب ہے۔ پھر مسجد مریم کی سنگِ بنیاد کی تقریب تھی۔ پیارے حضور آپا جان کی سنگت میں چہرہ مبارک پر تبسم اور ایک تسکین کا احساس لئے جلوہ افروز ہوئے۔ اور تقریب کا آغاز فرمایا۔ خدام اور لجنہ نے اللہ تعالیٰ کی حمد اور حضور کے اعزاز میں نغمات پڑھے۔

ایک اور اعزاز جو اللہ تعالیٰ نے مجھے بخشا وہ آپا جان کی محبت اور شفقت تھی۔ میں کبھی سوچ بھی نہیں سکتی تھی کہ آپا جان اسطرح اس ناچیز کا ذکر فرمائیں گی۔ آپا جان ملاقات کے لئے تشریف لانے کی غرض سے سیڑھیوں کے پاس کسی کا انتظار کر رہی تھیں۔ میں اُنہیں دیکھتے ہی سلام کرنے کی غرض سے آگے بڑھی اور انہوں نے شفقت سے گلے لگا لیا۔ نام بتانے پر فرمانے لگیں اچھا تو آپ ندرت افشاں ہیں۔ جو مجھے اکثر دُعا کے لئے فون کرتی ہیں۔ انہوں نے بتایا کہ وہ ڈبلن میں پہنچ کر میرے بارے میں پوچھ رہی تھیں۔ یہ سن کر میری

خوشی کی انتہا نہ رہی اور میں نے خدا کا بہت شکر ادا کیا۔اس کے بعد آپا جان نے میری بیٹی کے بارے میں پوچھا اور میں نے ان کی خدمت میں دُعا کی درخواست کے ساتھ اجازت چاہی۔یہ دن ہماری آئرلینڈ کی زندگی کے سب سے حسین دن تھے۔میں اللہ تعالیٰ سے خاص دُعا کرتی ہوں کہ یہ دن ہماری زندگی میں بار بار آئیں۔اور ہمارے حضور کو ہمیشہ ہمارے سروں پر سلامت رکھے۔ہمیں ہمیشہ آپ کی کامل اطاعت کی توفیق دے۔اور حضور جلد مسجد مریم کے مکمل ہونے پراسکے افتتاح کے لئے تشریف لائیں۔آمین۔

دِن گِنا کرتے تھے اِس دِن کے لئے

ناجیہ نصرت ملک۔Athlone

میرا بچپن پاکستان کے شہر کوئٹہ میں گزرا ہے۔ابّو کی سرکاری نوکری تھی اور وہ بلوچستان کے اردگرد یا زیادہ تر کوئٹہ ہی تعیّنات رہے،جس کی وجہ سے ہم بہن بھائیوں نے ابتدائی تعلیم وہیں حاصل کی ہے۔سرد موسم ہونے کے باعث پنجاب کے برعکس،وہاں سالانہ چھٹیاں موسمِ سرما کے مہینوں دسمبر،جنوری اور فروری میں ہوتی تھیں۔اور ہمارے مزے،کہ انہی دِنوں ہم چھٹیاں منانے کے لئے لاہور اور ربوہ کا رُخ کرتے تھے۔ربوہ میں انہی دنوں بیرونِ ممالک سے بھی رشتہ دار اکٹھے ہوئے ہوتے تھے۔اور ہمیشہ جلسہ سالانہ کا ذکر ہوتا تھا کہ ''جب'' جلسہ سالانہ ہوتا تو یہ ہوتا تھا وہ ہوتا تھا،طرح طرح کے واقعات بتائے جاتے تھے۔اُس وقت ہم اپنے بڑوں سے یہ ہی سوال کرتے تھے کہ اب جلسہ کیوں نہیں ہوتا؟ اور اُن کا جواب یہ ہی ہوتا تھا کہ بیٹا! دعا کرو کہ اللہ میاں دوبارہ وہ دن جلد لے کے آئے۔

میں سمجھتی ہوں کہ ہماری عمر کی generation کی سب سے بڑی محرومی یہ ہی رہی ہے کہ ہم نے ربوہ کے جلسے نہیں دیکھے،اور وہ ماحول نہیں دیکھا جس کو سُن کے ہی اتنا مزا آتا تھا اور خلیفہ وقت کی صحبت اس طرح میسر نہ آسکی جیسے ہمارے بڑوں کو میسر تھی۔اس محرومی نے خلیفہ وقت سے محبت اور خلافت سے وابستگی میں اضافہ تو کیا مگر یہ خلش بہتوں کی طرح مجھ میں بھی تھی کہ کاش مجھے بھی خلیفۃ المسیح کی صحبت سے فیض اُٹھانے کا موقع ملے۔ابو نے Retirement کے بعد ربوہ میں ہی مستقل رہائش کا فیصلہ کیا اور ہم ربوہ Shift ہو گئے اور اس محبت میں اور اضافہ ہوا جب ہر اجلاس،جلسہ،اور جماعتی پروگرام میں جلسہ کا ذکر حضور کے خطابات کا تذکرہ ہوتا تب بہتوں کی طرح ہم نے بھی خوب دعائیں کیں کہ اے اللہ اس ملک کے حکمرانوں کو ہدایت دے اور یہاں کے عوام کو عقل دے جنہوں نے اپنے ہاتھوں سے خلافت کی نعمت کو چھوڑ دیا ہے۔ربوہ کے لوگ ہمیشہ کی طرح آج بھی اسی انتظار میں ہیں کہ جلد ہی وہ نظارے دوبارہ نظر آئیں۔

اے کاش کہ جلدی لوٹ آئیں وہ دن وہ نظارے ربوہ میں

بہر حال 2006 میں یہ خواب تعمیل کو پہنچا جب ہم نے جلسہ کے لئے UK کا رختِ سفر باندھا۔پہلے دن جب حضور کو اتنے قریب سے مسجد فضل لندن میں دیکھا تو جذبات پر قابو نہیں تھا،آنکھوں سے آنسو رواں تھے اور دل خدا کی حمد سے سرشار کہ اللہ تعالیٰ نے کتنے پیار سے اس ازلی خواہش کو پورا کیا ہے۔پھر جلسہ پر ہم نے جلسے کے مزے لوٹے بہت مزا آیا اور دور سے ہی سہی ہم نے بھی کوئی موقعہ حضور کو دیکھنے کا ہاتھ سے نہ جانے دیا۔

جب لجنہ مارکی میں حضور تشریف لائے تو مجھے آج بھی یاد ہے کہ میں کس طرح جذبات سے مغلوب تھی اور پُرنم آنکھوں سے یہ دعا کر رہی تھی کہ اللہ میاں! میری طرح کتنے اور دید کے پیاسے ربوہ اور پاکستان میں جدائی کے عذاب سے گزر رہے ہیں،ان پر رحم کر اور جلد کوئی نصرت کے سامان فرما۔حضور سے ملاقات میری خلیفۃ المسیح سے پہلی ملاقات تھی اس دن وہ تین منٹ کیسے گزرے سمجھ نہ آئی دل میں پھر سے اس خواہش نے شدت سے جنم لیا کہ اے کاش کبھی حضور کی صحبت ایسے ہی میسر آئے کہ ہم صبح وشام اسی صحبت میں ہوں مگر بہت سے لوگوں میں نہیں بلکہ چند لوگوں میں۔اس خواہش کو بھی جب اللہ تعالیٰ نے بہت قریب سے سنا اور پورا کیا تو دل مزید شکر سے بھر گیا۔اپنے سمیع خدا پر بہت پیار آیا کہ اس ناچیز کو اللہ تعالیٰ ایسے نوازتا ہے کہ زبان شکر کی طاقت نہیں رکھتی۔

ہم جب سے آئرلینڈ آئے تھے،حضور کی آمد کا سن رہے تھے کہ حضور مسجد کے افتتاح پر آئیں گے۔مگر خوشی کی انتہا نہ رہی جب پتہ چلا کہ ہمارے پیارے آقا افتتاح سے پہلے ہی مسجد مریم کے سنگِ بنیاد کے لئے تشریف لا رہے ہیں۔دن تھے کہ گزر ہی نہیں رہے تھے آئرلینڈ جماعت کا ہر فرد اس دن کا بے چینی سے منتظر تھا..بچے،بچیاں،بوڑھے،جوان،مرد عورتیں غرض ہر کوئی مگن

تھا۔ بہت چھوٹی سی جماعت ہونے کے باعث ہر کسی کو کسی نہ کسی رنگ میں ڈیوٹی سپرد کی گئی تھی۔ جس میں ہر ایک بہت خوش تھا یوں لگتا تھا کہ عید کی آمد آمد ہے۔ مجھے ناصرات کی سیکرٹری ہونے کے باعث West اور East جماعت میں استقبال کی تیاری سپرد کی گئی تھی۔ ہر بچی خوب دل سے اس دن کی منتظر تھی۔

پھر پتہ چلا کہ 14 ستمبر 2010 کو حضور ڈبلن پہنچیں گے، مگر صرف مقامی لوگ ہی استقبا ل کے لئے آسکتے ہیں تو دل نے پھر سے کہا کہ کیا ہی اچھا ہوا گر کسی طرح مجھے حضور کے دونوں استقبال پر جانے کا موقعہ ملے، اور قربان جاؤں اپنے اللہ کے جس نے ہمیشہ کی طرح اس بار بھی میری دعا کو سنا اور نیشنل صدر صاحبہ کی طرف سے پیغام موصول ہوا کہ سیکرٹری ناصرات دونوں جگہوں پر بوقتِ استقبال موجود ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے یہ موقعہ دیا اور ہم نے بھی دعائیں پڑھتے پڑھتے ڈبلن کے لئے رختِ سفر باندھا۔

Clarion ہوٹل میں بچیاں سفید لباس میں ملبوس، جھنڈیاں پکڑے، استقبالیہ ترانے پڑھتی حضور کی آمد کی منتظر تھیں۔ ہماری نگاہیں بھی رستہ پر تھیں کہ بالآخر وہ مبارک گھڑی آئی، جب حضورِ انور کا قافلہ ہوٹل پہنچا اور گاڑی میں سے حضورِ انور باہر نکلے۔ اور اُن چند لوگوں میں مَیں بھی تھی جو حضور کو قریب سے دیکھ رہی تھی، آنکھیں تھیں کہ ا س وجودِ پُرنور سے ہٹ ہی نہیں رہیں تھیں اور دل سے دعائیں ہی دعائیں نکل رہی تھیں۔ 14 ستمبر کو واپس گھر آ کر ہم ایک بار پھر بے چینی سے اگلے دِن کی آمد کے مُنتظر تھے اور 15 ستمبر کو ہم Galway کے لئے روانہ ہوئے۔ آج بھی دو رویہ قطار میں بچے بچیاں جھنڈیاں پکڑ کر حضور کی آمد کے منتظر تھے حضورِ انور کا قافلہ Clayton ہوٹل کے اندر نظر آتے ہی بچیوں نے دعائیہ اشعار پڑھنے شروع کئے اور مرحبا مرحبا کی صداؤں میں ایک بار پھر حضورِ انور کا دیدار نصیب ہوا۔ اب حضورِ انور نے 4,5 دن یہیں قیام کرنا تھا سو ہم نے بھی بوریا بستر سمیٹا اور گالوے میں چند دن کے لئے ڈیرہ جمالیا۔ اور یہ چند دن بہت ہی مبارک اور بابرکت تھے۔ گالوے شہر کبھی اتنا خوبصورت نہیں لگا تھا جتنا اب لگ رہا تھا۔ اگر میں کہوں کہ وہ دن میری زندگی کے سب سے بہترین دن تھے تو بالکل غلط نہ ہوگا۔

ہم نے کوشش کر کے ہر نماز حضور کے پیچھے پڑھی خاص کر فجر کی نمازوں کا مزا تو بھلائے نہیں بھولتا، وہ لوگ بہت خوش قسمت ہیں جو خلیفۃ المسیح کے پیچھے روزانہ نمازیں پڑھتے ہیں اور یہ محض اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ ہم بھی چند دنوں کے لئے ہی سہی، ان خوش نصیبوں میں شامل ہو گئے۔ نمازِ جمعہ کے بعد شام کو حضورِ انور نے مسجد مریم کا سنگِ بنیاد رکھا۔ اور دل سے ہر لمحہ یہ ہی دعا نکلی کہ اللہ تعالیٰ عیسائیت کے اس گڑھ میں جلد از جلد مسیحِ محمدی کا پیغام اس مسجد کے ذریعے پہنچے اور اللہ تعالیٰ ہمیں جلد اس کو مکمل کرنے کی توفیق دے آمین۔

دو بار حضورِ انور سے ملاقات کا شرف بھی حاصل ہوا۔ ایک دفعہ فیملی ملاقات جس میں بچّوں اور ہم نے حضورِ انور سے دعائیں لیں اور ایک بار پھر وہ چند دن منٹ تیزی سے گزر گئے۔

دوسری بار نیشنل عاملہ کی Meeting میں اور اپنی قسمت پر اُس وقت رشک آیا جب مجھے حضور کے ساتھ بیٹھنے کی توفیق ملی۔ یہ ملاقات قریباً ڈیڑھ گھنٹے کی تھی۔ جس میں حضورِ انور نے نہایت پیار سے ہمیں قیمتی نصائح کیں۔ بچیوں کے متعلق حضور کی خاص ہدایت تھی کہ اُن کو بچپن سے ہی حیا کے زیور سے آراستہ کریں۔ میں نے حضور کو آئرلینڈ جماعت کی ناصرات کا پہلا سلیبس دکھایا، جس پر حضورِ انور نے بہت خوشی کا اظہار کیا اور ازراہِ شفقت اس پر دستخط فرمائے۔ اِس کے علاوہ اردو سیکھنے کے حوالے سے بھی ناصرات الاحمدیہ کی کوششوں کو بہت سراہا۔ بعدازاں ہم نے آپا جان سے ملاقات کی اور آپا جان سے ہماری ملاقات قریباً ڈیڑھ گھنٹے کی تھی۔

حضور کے اس بابرکت دورے میں آمین کی تقریب بھی تھی جس میں ہماری بیٹی نبیحہ ملک کی آمین ہوئی۔ جس نے چار سال آٹھ ماہ میں قرآن مجید کا پہلا دور مکمل کیا تھا اور اس کی آمین بھی میرے لئے بہت اعزاز کی بات تھی کیونکہ اس نے قرآن مجید کا دور اسی شوق میں مکمل کیا تھا کہ حضور سے آمین ہو۔

اور ہر دفعہ قرآن مجید پڑھنے سے پہلے اور بعد میں اس نے یہ ہی دعا کی تھی کہ اللہ میاں! میری آمین حضور سے ہو۔ اور جب حضور نے ازراہِ شفقت آمین کی منظوری دی تو اس وقت اس کی خوشی دیدنی تھی کہ اللہ میاں نے میری دعا قبول کی۔

الحمد للہ برکتوں سے بھرپور حضورِ انور کا دورہ 19 تاریخ کو اختتام کو پہنچا۔ حضور نے واپسی کا رختِ سفر باندھا ڈھیروں دعاؤں اور آنسوؤں کے ساتھ اس چھوٹی سی جماعت کے ہر فرد نے حضورِ انور کو اللہ حافظ کہا۔ جاتے ہوئے حضور نے جو دعا کروائی اس میں ہم نے حضورِ انور کی خیر و عافیت سے واپسی اور دوبارہ آنے کی بہت دل سے دعا کی۔ اور اُمید ہے اللہ تعالیٰ ہمیشہ کی

طرح اس دعا کو بھی بہت قریب سے سنے گا اور بہت جلد مسجد مریم کے افتتاح پر حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ ہمارے پاس ہونگے۔(انشاءاللہ)

”سر زمینِ آئرلینڈ میں وقت آخر آگیا ہمارا پیارا آقا مسرور آگیا“

خالدہ افتخار۔Athlone

14 ستمبر 2010ء وہ ایک ایسا روشن دن تھا جس کی صبح ایک نئی روشنی ایک نیا پیغام لے کر نمودار ہوئی تھی۔ اُس دن ہمارے پیارے خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز آئرلینڈ میں تشریف لائے۔حضرت مسیح موعودعلیہ السلام کے اُس الہام کو پورا کرنے کے لئے جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو وحی کے ذریعے دیا تھا ”کہ میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا“۔ گالوے کو اگر دیکھا جائے تو دنیا کا آخری کنارہ ہے۔

جہاں حضورِانور نے اپنے مبارک ہاتھوں سے مسجد کا سنگِ بنیاد رکھا ۔ہمارے لئے یہ خوشی کا احساس شاید کبھی کم نہ ہوگا کیونکہ ہم اس الہام کو پورا ہوتے دیکھ رہے ہیں اور شکر کرتے ہیں کہ ہم اُس جماعت سے وابستہ ہیں جو مسیحِ محمدی کی جماعت ہے۔

حضورِ انور کا ہمارے درمیان آنا یہ ایک خوبصورت احساس تھا، جو لفظوں میں بیان کرنا مشکل ہے۔ ہر طرف نور اور برکتوں کا سماں تھا ہر چہرے میں خوشی اور مسکراہٹ تھی کہ کوئی بیش بہا چیز مل گئی ہو، اس خوشی کی وجہ ہمارے پیارے آقا کی ہمارے پاس موجودگی تھی پیارے آقا کے آنے سے ہمارے ایمانوں میں اور جوش اللہ تعالیٰ نے بھر دیا ہے ہمارے جذبوں میں اور طاقت آ گئی ہے اور ایسا لگتا ہے کہ ہماری روح تک سرشار ہوگئی ہے۔اللہ تعالیٰ سے یہی دُعا ہے کہ جلد از جلد مسجد مریم کی تعمیر ہو۔تا کہ پیارے حضور پھر ہمارے پاس آئیں پھر اس مبارک وجود کو ہم دیکھ سکیں۔اور یہ بھی دُعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ میں ہمیں اتنی ہمت اور طاقت دے کہ ہم خدا کے گھر کو جلد از جلد تعمیر کر سکیں اور خدا کا پیغام ہر طرف پھیلا سکیں۔(آمین) اے خدا! مہدی کے غلاموں کو دے ہمت اور طاقت،
پھیلا سکیں خدا کا یہ پیغام ہر طرف
عیسائیت کے اس گڑھ میں کریں ہم بلند نام محمد ﷺ کا۔آمین

وہ سات دن... خوشیوں کے دن

شاہدہ خان۔Athlone

14 ستمبر 2010 کا دن آئرلینڈ کے احمدیوں کے لئے حقیقی عید اور خوشیوں والا مبارک دن تھا۔ جب خلیفۃ المسیح حضرت مرزا مسرور احمد ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آئرلینڈ کی سرزمین پر اپنے مبارک قدم رکھے۔

حضورِ انور 15 ستمبر 2010 کو گالولے شہر میں رونق افروز ہوئے اور ہم نے خلیفہ وقت کا دیدار کیا وہ خوشی لفظوں میں بیان نہیں ہوسکتی۔

ہمیں آئرلینڈ میں آئے ہوئے پانچ سال ہوگئے ہیں وہ سات دن تو ہماری زندگیوں میں خوبصورت پُرسکون خوشیوں والے دن تھے،کوئی غم اور دکھ نہیں تھا۔ایسا لگتا تھا کہ گالوے شہر خوشبو اور خوشیوں کے نور سے بھرا ہوا تھا۔

16 ستمبر کو ہماری فیملی کی حضور انور سے ملاقات تھی ،حضور سے باتیں کر کے سارے غم دور ہوگئے۔ملاقات میں پیارے حضور نے بچوں کو پیار کیا، دعائیں دیں اور چاکلیٹ اور pens وغیرہ بچوں کو تحفے میں دیئے۔

بعد میں آپا جان سے ملاقات کر کے دل کو سکون اور حقیقی خوشی ملی۔وہ لمحے شاید ہی پھر کبھی ہماری زندگیوں میں آئیں وہ سعادت بھری گھڑیاں جس کو ہم آج تک محسوس کرتے ہیں اور کرتے رہیں گے۔ پیارے آقا کے اس دورے سے ہم نے خدا کے فضل سے بہت ساری برکتیں رحمتیں سمیٹیں جس کا اندازہ نہیں لگایا جاسکتا۔19 ستمبر کو حضورانور نے ازراہِ شفقت بچوں کی آمین کروائی جس میں میرے بیٹے علی قیم کی آمین بھی ہوئی۔ یہ وہ خوشی ہے جو ہم پوری زندگی نہیں بھلا سکتے۔ جب حضورِانور آئرلینڈ سے لندن روانہ ہوئے تو ہر طرف اُداسی چھا گئی دل میں خوشی اور غم کے جذبات تھے کہ لفظوں میں ہم بیان نہیں کر سکتے۔ ہماری دعا ہے کہ ”مسجد مریم“ خدا کے فضل سے جلد تعمیر ہو اور ہمارے پیارے آقا پھر ہمارے پاس ہوں اللہ تعالیٰ وہ گھڑی جلد سے جلد لائیں۔ (آمین)

لجنہ اماءاللہ آئرلینڈ کا ویب سائٹ

www.islamahmadiyya.ie/Lajna.html

؎ ’اے شخص تو جاں ہے ہماری...‘

راشدہ کرن خان۔ Cork (جماعت ساؤتھ ویسٹ)

وہ سبک خرام، وہ شرم وحیا کا پیکر، وہ عجز وانکساری کا مجسمہ، وہ کوہ وقار، وہ عظیم المرتبت وہ شفیق ومہربان وجود، وہ مسیحا نفس وہ نور کا ایک ہالہ ہے۔جن کی آمد کی خبر نے پورے آئرلینڈ میں ایک ہلچل، ایک بیداری پیدا کردی تھی۔پورا آئرلینڈ،خدا کے نیک بندے آقا ومولا سید ومرشد کا استقبال کرنے کے لئے بےچین ہوگیا۔

حضور انور کے آنے کی خبر سے دل چاہتا تھا کہ پھولوں سے یہ ساری دھرتی سجا دیں اور اپنی پلکیں ان راہوں پر بچھا دیں۔ ہماری روح کی پیاس بجھانے ہمارے محبوب آ رہے تھے۔یہ سوچ کر دل ہر دم بے چین تھا اور شدت سے اس گھڑی کا انتظار تھا کہ ہمارے پیارے امام اس دھرتی پر رونق افروز ہوکر برکات بخش دیں۔

آج سے دوسال پہلے جب ہم جرمنی سے آئرلینڈ آئے تو دل بہت اداس تھا اور خیال آتا تھا کہ یہاں پر ہمارے پیارے امام سے ملاقات کا کوئی ذریعہ نہیں جو کہ جرمنی میں ہر سال پیارے حضور انور کو جلسہ سالانہ کے موقع پر دیکھنے کی سعادت نصیب ہوا کرتی تھی وہ اب یہاں نہیں ہو سکے گی۔ ہر دم بہت دُعائیں کرتے تھے کہ اے اللہ!اس زمین پر پہلی مسجد بنا دے،اور ہمارے پیارے امام بھی اس ملک میں اپنے مبارک قدم رکھ کر اس زمین کو اعزاز بخش دیں۔

خدا تعالیٰ نے ہر دل کی دُعا کو سنا اور قبول فرمایا۔الحمدللہ

اللہ تعالیٰ نے اپنا خاص فضل کیا اور میری روح کو وہ مسرت وسکون بخش دیا جو جرمنی میں رہتے ہوئے شاید کبھی بھی ممکن نہیں تھا۔پیارے حضور انور اور پیاری آپا جان کو اس قدر قریب سے دیکھ کر اور ان کی شفقت اور بے انتہا محبت کو پا کر، میں نے اپنی پوری زندگی کے لئے انمول انعامات اور برکتیں پالیں۔یہ خدا تعالیٰ کا احسان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ موقع نصیب کیا اور میری زندگی کی یادوں کو مزید حسین بنا دیا۔الحمدللہ۔

حضور انور کا استقبال کا دن ہمارے لئے کسی عید سے کم نہیں تھا۔اپنے پیارے محبوب کی آمد پر ہماری دل کی دھڑکنیں تیز تھیں، چہروں پر مسکان تھی، آنکھوں میں خوشی کے آنسو تھے اور لبوں پر درود شریف اور دُعائیں جاری تھیں۔

حضورِ انور پر جب پہلی نظر پڑی تو بے ساختگی میں دُعا نکلی:’یا اللہ، ہمارے پیارے حضور کو سلامت رکھنا، ان کی حفاظت فرمانا، پیارے حضور پر اپنا بے انتہا فضل فرمانا‘۔

یہاں ہم حضور انور کی آمد کی برکتیں سمیٹتے تھے،اور وہاں جرمنی میں ہم اپنے گھر کے سب افراد کو لمحہ بے لمحہ فون پر آگاہ کرتے رہتے تھے۔اور وہ سب ہماری خوش قسمتی پر رشک کرتے تھے۔

حضور انور کے کے ساتھ ملاقات کا دن آیا،حضور نے انتہائی محبت و شفقت کا اظہار فرمایا۔میری خواہش پر انہوں نے رسالہ مریم پر اپنے دستخط فرمائے اور بہت خوشی کا اظہار فرمایا۔ملاقات کرنے کے بعد میں اس کمرے میں چلی گئی جہاں سیدنا حضرت آپا جان تشریف رکھتی تھیں۔ دل میں بہت گھبراہٹ تھی، کہ شاید بہت سی خواتین وہاں ہونگیں۔اور شاید میری ملاقات نہیں ہوسکے گی۔ جب میں کمرے میں داخل ہوئی تھی تو سیدنا حضرت آپا جان صرف دو تین خواتین کے ساتھ کھڑی تھیں۔میری نظریں آپا جان کے مبارک چہرے پر تھیں۔آپا جان نے مجھے اندر آتے دیکھا تو مسکرانے لگیں۔اور انتہائی شفقت سے مجھے دیکھتی رہیں۔جب میں انکے پاس پہنچی تو انہوں نے مجھے گلے لگا کر فرمایا:’’آپ یہاں پر کب سے ہیں؟‘‘ میں نے بتایا،’’آپا جان، میں جرمنی سے آئی ہوں۔ ابھی دو سال ہوئے ہیں‘‘۔ پھر انہوں نے میری مصروفیات اور میری فیملی کے بارہ میں دریافت کیا۔

ان لمحوں میں ایسا محسوس ہوتا تھا جیسے میں کوئی خوبصورت خواب دیکھ رہی ہوں۔اس سے پہلے اکثر حضور انور اور پیاری آپا جان کو اپنی خواب میں دیکھتی رہی ہوں۔یقین نہیں ہو رہا تھا کہ میرا خواب ایک حقیقت میں بدل گیا ہے۔اور آپا جان سے اتنی دیر اتنے قریب سے نہ صرف دیکھ رہی ہوں بلکہ ان کے پاس بیٹھ کر باتیں کر رہی ہوں۔انکی محبت وشفقت کو میں اپنے دامن میں پھولوں کی طرح سمیٹ رہی ہوں۔اور دل چاہتا تھا کہ یہ لمحے کاش یہاں ہی ٹھہر جائیں۔آپا جان کے پاس تقریباً 55 منٹ گزارنے کی سعادت نصیب ہوئی لیکن یہ منٹ ایک لمحے کی طرح محسوس ہوئے۔دل میں دعائیں کرتی رہی کہ اللہ ، مجھے ایسا موقع پھر عطا فرمادے۔

ہفتے کے روز حضورِ انور کے ساتھ نیشنل عاملہ لجنہ اماء اللہ آئرلینڈ کی میٹنگ ہوئی جس میں شامل ہوکر مجھے ایک اور سعادت نصیب ہوئی۔اور تقریباً دو گھنٹے کچھ

لمحوں میں گزر گئے۔حضور انور کی شفقت بھری نصائح دل میں اترتی تھیں اور دل چاہتا تھا کہ بلند آواز میں 'لبیک' کا نعرہ لگائیں۔اس میٹنگ میں سیدنا حضرت آپا جان بھی تشریف رکھتی تھیں۔اور اس میٹنگ کے اختتام پر آپا جان سارے دن کی تھکن کے باوجود، ہماری عاملہ ممبران کے اصرار پر ہمارے ساتھ ایک کمرے میں رونق افروز ہوئیں۔

ہم سب لجنہ ممبران آپا جان سے بے تکلف ہو کر باتیں کرتے رہے۔اور پیاری آپا جان بے حد محبت اور شفقت سے ہم سے باتیں کرتی رہیں اور قیمتی نصائح سے نوازتیں رہیں۔پیاری آپا جان کی گفتگو سن کر یقین ہوتا تھا کہ وہ بے حد پیاری شخصیت ہیں۔

اس کمرے میں میری تین سالہ بیٹی سمرا، میرے ساتھ کھڑی تھی۔ آپا جان نے اسے اپنے پاس بلایا اور خود اس کو اپنی گود میں بیٹھایا اور ازراہِ شفقت اس کو پیار کیا اور باتیں کرنے لگ گئیں۔یہ محض خدا کا احسان تھا کہ اس نے اس ناچیز کی بیٹی کو پیاری آپا جان کی گود میں بیٹھنے کی سعادت نصیب کی اور اس طرح سے غیر معمولی برکتیں اور دعائیں حاصل کرنے کی توفیق دی۔یہ دیکھ کر میری آنکھیں نم ہو گئیں اور دل میں خدا تعالیٰ کی حمد کرتی رہی۔تقریباً ڈیڑھ گھنٹے تک ہم عاملہ ممبران نے آپا جان کے ہمراہ بیٹھے کا سنہری موقع پایا۔الحمدللہ

۲۰ ستمبر کو حضور انور کا لندن واپسی کا دن تھا۔اس دن سے قبل ایک رات، کافی دیر تک میری عجیب سی کیفیت تھی۔ بالکل، ایسی ہی جیسی، تب ہوئی تھی جب میرے والدین مجھے یہاں آئرلینڈ ملنے آئے تھے اور ان کی واپسی کا دن آ گیا تھا۔

حضور انور اور آپا جان کو الوداع کرنے کا وقت آیا۔آنکھوں میں آنسوؤں تھے اور لب پر دعائیں۔ یہ 7 دن کس قدر حسین اور یادگار برکتوں والے مبارک دن تھے۔جو میری زندگی کے سب سے پیارے اور یادگار لمحے بن کر میری آنکھوں میں اور دل میں بس گئے ہیں۔خدا کرے یہ دن ہمیں خدا پھر دیکھنا نصیب کرے اور ایسے دن خدا ہمیں بار بار دکھائے۔آمین۔ خدا تعالیٰ سے دُعا ہے کہ پیارے حضور اور پیاری آپا جان کا سایہ ہم پر ہمیشہ سلامت رہے۔آمین۔

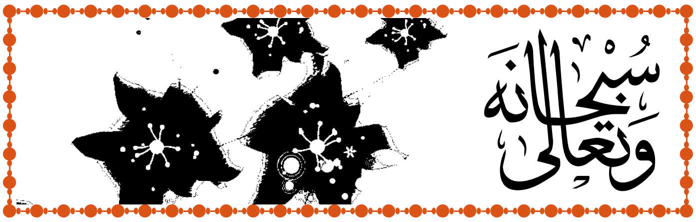

آزمائیں

☆سر کی خشکی دور کرنے کے لئے:۔

دہی میں تھوڑا سا سرسوں کا تیل ڈال کر سر دھونے سے قبل آدھا گھنٹہ پہلے سر پر خوب ملیے اور پھر نیم گرم پانی سے سر دھولیں۔یہ عمل ہفتہ میں ایک بار ضرور کریں۔اس سے بال گھنے اور چمک دار ہو جائیں گے۔اور خشکی ختم ہو جائے گی۔

☆بال لمبے اور گھنے کرنے کا نسخہ:۔

ایک انڈے کی زردی میں دو چمچے سرسوں کا تیل ملا لیں اور خوب ہلائیں اس کے بعد بالوں کی جڑوں میں اچھی طرح انگلیوں کے پوروں سے لگائیں۔یہ عمل سر دھونے سے تین گھنٹے پہلے کریں۔اس سے بال لمبے اور مضبوط ہو جائیں گے۔

☆چہرے کی تروتازگی برقرار رکھنے کے لئے رات کو بیسن میں چند قطرے لیموں اور تھوڑی سی ملائی ملا کر چہرے پر لگائیں۔

☆ سردیوں میں جلد کی حفاظت کے لئے روغنِ بادام کا استعمال بے حد مفید ہے۔اس میں تھوڑا سا کیسٹر آئل مکس کر کے ہاتھ پاؤں اور چہرے پر لگائیں۔

ہنسی کیا ھے؟

''ہنسی نہ صرف افراد کو باہم مربوط ہونے کی ترغیب دیتی ہے بلکہ ہر اس فرد کو نشانہ تمسخر بناتی ہے جو سوسائٹی کے مروجہ قواعد وضوابط سے انحراف کرتا ہے چنانچہ مزاحیہ کردار صرف اس لیے مزاحیہ رنگ میں نظر آتا ہے کہ اس سے بعض ایسی حماقتیں سرزد ہوتی ہیں جن سے سوسائٹی کے دوسروں افراد محفوظ ہوتے ہیں۔مثلاً اگر ایسا کردار چچا چھکن کی طرح اپنی اس عینک کی تلاش کرے جو اس نے اپنے ناک پر لگا رکھی ہو تو خواہ مخواہ اس پر ہنسنے کی تحریک ہوتی ہے۔ قدیم قبائل میں اجنبیوں کے لباس، گفتار اور عادات واطوار کو نشانہ تمسخر بنانے کی جو بے شمار مثالیں ملتی ہیں وہ اسی زمرے میں شامل ہیں۔درحقیقت ہنسی اس فرد کا مذاق اڑاتی ہے جو سوسائٹی کی سیدھی لکیر ذرا بھی بھٹکے اور اس غرض سے اڑاتی ہے کہ وہ پھر سے اس لکیر میں شامل ہو جائے۔چنانچہ یہ بات ہنسنے والوں کے لئے باعث انبساط ہوتی ہے لیکن اس فرد کو رنج و ندامت سے ضرور ہم کنار کر دیتی ہے۔جس کے خلاف یہ عمل میں آئے بہرحال یہ بات طے ہے کہ ہنسی ایک ایسی لاٹھی ہے جس کی مدد سے سوسائٹی کا گلہ بان محض غیر شعوری طور پر ان تمام افراد کو ہانک کر اپنے گلے میں دوبارہ شامل کرنے کی سعی کرتا دکھائی دیتا ہے۔جو کسی نہ کسی وجہ سے سوسائٹی کے گلے سے علیحدہ ہو کر بھٹک رہے تھے۔یعنی ہنسی ایک ایسا آلہ ہے جس کے ذریعے سوسائٹی ہر اس فرد سے انتقام لیتی ہے جو اس کے ضابطہ حیات سے بچ نکلنے کی سعی کرتا ہے سماجی لحاظ سے ہنسی کا پہلو اس لیے زیادہ اہم ہے کہ اس کی بدولت سوسائٹی بیشتر بیرونی مضر اثرات سے محفوظ رہتی ہے۔اس کے علاوہ ہنسی ان تمام اندرونی نقائص کے استحصال کی طرف بھی توجہ دلاتی ہے جو مضحکہ خیز صورت اختیار کر چکے ہیں، اردو ادب میں اکبرالہٰ آبادی کے ہاں مزاح کا جو افادی پہلو بڑے نمایاں انداز میں کارفرما نظر آتا ہے وہ ہنسی کے اسی اصلاح رجحان کی غمازی کرتا ہے۔(اُردو ادب، طنز ومزاح ص:۲۷)

وَاللّٰہُ یَھْدِیْ مَنْ یَّشَاءُ

نصرت النساء۔ ڈبلن

میری پیدائش جہلم کے ایک گاؤں میں ہوئی میرا گھرانہ سنی تھا۔ میں نے وہاں سے میٹرک تک تعلیم حاصل کی ۔ بعد میں میری شادی ایک اور گاؤں میں پھوپھی زاد سے ہوگئی۔ میرے سسرال والے صوم وصلوٰۃ کے اتنے پابند تو نہیں تھے لیکن سیاسی سوجھ بوجھ اور روشن خیال ضرور تھے۔ اتنی سختی سے مذہب کی پابندی تو نہ تھی لیکن پورا گھر ہی شرک اور بدعت سے بیزار تھا۔ بلکہ جو لوگ ان بد رسومات میں مبتلا ہوتے ان کی بھی حوصلہ شکنی کرتے تھے۔ کچھ عرصہ کے بعد میں نے اپنے شوہر میں کچھ تبدیلیاں دیکھنا شروع کیں وہ یہ کہ نماز پنجگانہ باقاعدگی سے شروع ہوگئی۔ دیگر لوگوں سے بھی معاملات میں نہایت صداقت کا پہلو نظر آنے لگا۔ اسکی وجہ یہ تھی کہ میرے میاں نے جماعت احمدیہ پر تحقیق شروع کر دی ہوئی تھی ۔ اور گھر میں تبدیلی کا رنگ اسی کا نتیجہ تھا۔ بعد میں پوچھنے پر انہوں نے بتایا کہ میں جب کبھی بھی شہر جاتا جو کہ ہمارے گاؤں سے تقریباً ۳۰ میل کے فاصلہ پر ہے میں مربی سلسلہ کے پاس ضرور جا کر بیٹھتا اور دیگر احباب سے بھی میل ملاقات رہتی یہ پاک تبدیلی کے آثار اسی وجہ سے نمایاں ہورہے تھے۔

کافی عرصہ تحقیق ومطالعہ کرنے اور مکمل شرح صدر حاصل کر لینے کے بعد انہوں نے بیعت کرلی۔ بیعت کر لینے کے بعد انہوں نے اپنی توجہ میری طرف کرلی تمام مسائل پر آہستہ آہستہ گفتگو ہونے لگی۔ جماعت کے بنیادی عقائد پر بات ہوتی ۔ ایک بات دوران گفتگو وہ بڑی تکرار سے کرتے کہ اس دنیا میں مجھے بیوی بچوں سے بڑھ کر کون عزیز ہے یہ کیسے ممکن ہے کہ میں نے جو سچائی دیکھ لی ہے اس سے آپ لوگوں کو محروم رکھوں۔ میں یہ کبھی نہ چاہوں گا کہ تم دوزخ کا ایندھن بنو۔ بلکہ میں تو چاہتا ہوں کہ آپ سب میرے ساتھ مل کر زمانے کے امام کو پہچانو اور جنت میں اپ نے لئے ایک نہایت اعلیٰ مقام بناؤ۔

اپنے میاں کی باتیں سن کر دل تو قرار پکڑتا تھا۔ لیکن اردگرد کے حالات دیکھ کر میرے تصور کو بھی پسینہ آتا تھا۔ کیونکہ گردونواح کا ماحول نہایت جاہلانہ تھا اور اس کے ساتھ ساتھ میرے میکے والے اور میرے دیگر عزیز رشتہ دار بھی جماعت کے سخت مخالف تھے۔ مذکورہ بالا تمام لوگوں کی مخالفت سنی سنائی پر قائم تھی ۔ جب انسان کے اندر نور کی چمک موجود ہو تو اسکا اظہار بھی ہو ہی جاتا ہے۔ ایسا ہی معاملہ میرے میاں کے ساتھ بھی پیش آتا تھا۔ تو اس چیز کا علم ہمارے علاقہ کے لوگوں کو ہونا شروع ہوگیا۔ بعض لوگوں نے مذہب کی آڑ میں اپنے سیاسی انتقام پر بنیاد ڈال دی۔ علاقہ کے کچھ مولویوں نے گاؤں کے مولوی کے ساتھ مل کر حالات کو کافی کشیدہ بنا دیا۔ اس مخالفت کی اطلاع ضلعے کے ہیڈ کوارٹر تک پہنچ گئی احبابِ جماعت کے مشورہ سے میرے میاں نے ملک چھوڑنے کا فیصلہ کرلیا اور لندن چلے آئے لندن میں انہوں نے اپنے آپ کو محفوظ بنانے کے بعد دوبارہ توجہ میری طرف شروع کی۔ لندن سے حضرت خلیفۃ الرابعؒ کی مجلس سوال و جواب کی آڈیو کیسٹ اور دیگر ضروری لٹریچر بھیجنا شروع کر دیا میں نے بھی اپنی بچیوں کے ہمراہ، لیکن نہایت احتیاط کے ساتھ ماحول سے بچ بچا کر آڈیو کیسٹ سننا شروع کر دیں اور بھیجے گئے لٹریچر کا مطالعہ شروع کر دیا۔ کچھ عرصہ آڈیو کیسٹس سننے اور کتبِ سلسلہ کے مطالعہ کہ وجہ سے دل اطمینان پکڑتا گیا۔ اور میں نے بھی بیعت کا فیصلہ کرلیا۔ جیسا کہ حضرت مسیح موعودؑ کا ایک شعر ہے۔

جب کھل گئی سچائی پھر اس کو مان لینا
نیکوں کی ہے یہ خصلت راہِ حیا یہی ہے

اسی دوران میرے خاوند کا ایک انٹرویو M.T.A سے نشر ہوا تھا تو اس کی ایک وڈیو کیسٹ بھی ہمیں موصول ہوئی۔ وہ ہمارے سننے کے بعد احبابِ جماعت نے بھی وہ سننے کی خواہش کا اظہار کیا تو ہم نے انہیں بھی دی۔ کچھ جماعت کے دوستوں نے وہ کیسٹس سننے کے بعد نہایت نیک نیتی سے ہمارے چند رشتہ داروں کو بتایا کہ یہ لوگ تمہارے رشتہ دار ہیں اللہ کے فضل سے ان تمام لوگوں نے بیعت کرلی ہے اور ان کا ایک پروگرام ہمارے T-V پر نشر ہو چکا ہے تو تم بھی ان کی تقلید کرتے ہوئے جماعت میں داخل ہوجاؤ۔ ہمارے معاشرہ میں تو فساد کے لئے صرف جواز چاہیے ہوتا ہے۔ میرے رشتہ دار ایک دن مل کر میرے گھر آئے اور انہوں نے مجھے کہا کہ ہم نے یہ سنا ہے کہ تم لوگ قادیانی ہوگئے ہو۔ اس چیز سے تم بھی باز آجاؤ اور اپنے میاں کو بھی واپس کرو۔ تم لوگ لالچ میں آ کر قادیانی ہوئے ہو یہ پروگرام ٹیلی ویژن پر تم کرتے ہو تمہیں کروڑوں روپے

ایک ایک پروگرام کے ملتے ہیں اس لئے تمہیں لالچ نے اندھا کیا ہوا ہے، وغیرہ وغیرہ۔میں جب بھی اپنے دفاع میں بولنے کی کوشش کرتی تو مجھے یہ کہہ کر چپ کروادیتے کہ ہم تمہیں وارننگ دینے کے لئے آئے ہیں۔آئندہ جب ہم آئے تو ہم نے صرف ہاں یا نہ میں آپ کا جواب سننا ہے۔کافی شور وغیرہ کر کے چلے گئے۔اسی دوران ایک دن اُن میں سے کچھ لوگ پھر آگئے اور کہنے لگے کہ ہم تمہیں سمجھانے آئے ہیں کہ اس کام سے تم باز آجاؤ ورنہ ہم سب لوگ اور ۔۔تمہارے بہن بھائی سب تمہیں چھوڑ جائیں گے اس دن میں نے ان کو کہا کہ بھلے مانس کس چیز سے ہم باز آجائیں کیا ہم نماز پڑھنی چھوڑ دیں۔رمضان کے روزے رکھنے بند کر دیں۔سچ بولنا بند کر دیں اور جھوٹ بولنا شروع کر دیں۔ہم لوگوں میں کیا تبدیلی تمہیں نظر آئی ہے۔کیا ہمارا ایمان خدا پر نہیں۔اس کے فرشتوں پر اس کی کتابوں پر، اسکے تمام رسولوں پر ہمارا ایمان ہے۔کیا اسی چیز کا نام اسلام نہیں ہی۔

چونکہ دینی علم تو ان کے پاس بالکل نہیں تھا جواب کیا دیتے۔بار بار زمین پر لکیر کھینچتے کہ لکیر کے اس طرف ہم ہیں اگر ہمارے ساتھ آنا ہے تو آجائیں ہم اسی طرح آپ کے ہر دکھ سکھ میں رہیں گے اگر تم لکیر کے اس طرف چلے گئے تو ہم تمام لوگ تمہیں چھوڑ جائیں گے۔میں نے ان کو کہا کہ تمہارے چھوڑنے کی کوڑی کی بھی مجھے پرواہ نہیں ہے۔مجھے تم سب چھوڑ جاؤ مگر ایک یہی دعا کرتی ہوں کہ خدا مجھے نہ چھوڑے۔اس غیور خدا نے میری دعا کی لاج رکھتے ہوئے آج تک کبھی مجھے نہیں چھوڑا۔ہر معاملہ میں میرا حامی و ناصر رہتا ہے۔ان رشتہ داروں نے ہمیں بالکل چھوڑ دیا ہے ان کے بچھڑنے کا ہمیں غم بھی ہے اور ان کی ہدایت کے لئے احباب جماعت سے دعا کی بھی درخواست کرتی ہوں۔لیکن ان کے بدلے میں خدائے غیور نے مخلص جماعت کے ساتھی عطا کئے۔جو ہر قسم کا خیال رکھتے ہیں۔مخالفین کی ریشہ دوانیاں جاری رہتی ہیں۔

ایک خط ایک جماعت کی مخالف تنظیم کی طرف سے بھی ہمیں لکھوایا گیا جس میں درج تھا کہ ہم تمہیں نوٹس دیتے ہیں کہ فلاں تاریخ تک احمدیت سے منحرف ہو جاؤ ورنہ یہ شہر چھوڑ کر کہیں اور چلے جاؤ بصورتِ دیگر تمہیں تمہاری اولاد کے ساتھ ختم کر دیا جائے گا دیگر بھی جماعت کے خلاف غلیظ گالیوں سے پُر تھا۔لیکن اللہ کے فضل سے ہمارے ایمان میں کوئی لغزش نہیں آئی۔بلکہ ایمان پختہ سے پختہ ہوتا چلا گیا۔تمام احبابِ جماعت سے درخواست ہے کہ ہمارے لئے خصوصی دعا کریں کہ اللہ میاں ہمیں ہمارے ایمان میں مزید استقامت عطا فرمائے آمین۔اور دنیا کی تمام نیک سعید روحیں اس حقیقت کو جلدی پہچانیں اور احمدیت کے ذریعہ سے حضرت محمد ﷺ کے جھنڈے تلے جمع ہوں۔آمین

یوھان وولف گانگ فان گوئٹے

Johann Wolfgang von Goethe

مغربی ادب میں گوئٹے کا درجہ بہت بلند ہے اور جرمن زبان میں اُسے وہی مقام حاصل ہے جو شیکسپیئر کا انگریزی میں ہے۔گوئٹے ایک وزیر کا بیٹا تھا۔

28 اگست 1749ء کو فرانکفرٹ میں پیدا ہوا اور سولہ سال کی عمر میں قانون کی تعلیم حاصل کرنے کے لئے لائپزگ یونیورسٹی میں بھیجا گیا۔چونکہ اس کے ذہن کی وسعت لامحدود تھی اور وہ اپنے دماغ کو قانونی امور تک محدود نہ رکھ سکتا تھا۔اس لئے اُس کا زیادہ تر وقت ادبیات اور فلسفے کے مطالعہ میں گزرتا تھا۔

بہرحال اُس نے قانون کی تعلیم پوری کی اور اس کے ساتھ ہی علم کیمیا، تشریح اعضاء اور فن تعمیر کا بھی ماہر ہو گیا۔

اس کے علاوہ قدیم ادبیات کا مطالعہ بھی کرتا رہا۔کچھ مدت ویزلر میں قیام کیا اور وہاں 1774ء میں ایک کتاب لکھی جس کا نام تھا Sorrows of Werther (ورتھر کی داستانِ غم) اس کتاب نے اُس کی شہرت کو چار چاند لگا دیئے۔اُسی زمانے میں گوئٹے نے اپنی مشہور کتاب فاوسٹ لکھنی شروع کی جس کا ترجمہ اُردو میں بھی ہو چکا ہے۔

1775ء میں گوئٹے ویمر میں مقیم ہو گیا جہاں اُس کے دوست (duke of Saxe Weimer) نے اہل ادب کا ایک گروہ جمع کر رکھا تھا۔گوئٹے اس گروہ کو سیاسیات وادبیات پر مشورے دیا کرتا تھا۔

کچھ مدت بعد اس نے Switzerland اور اٹلی کا سفر اختیار کیا۔جس کے دوران اُس نے کئی کتابیں لکھیں۔1792ء میں جرمنی نے فرانس کے خلاف جنگ کی جس میں گوئٹے بھی شامل ہوا۔یہ مہم ناکام رہی۔گوئٹے نے اُس کے حالات لکھے۔جب 1828ء میں (duke of Saxe Weimer) کا انتقال ہوا تو گوئٹے نے سیاسیات اور معاشرے سے کنارہ کشی اختیار کر لی اور بالکل تصنیف و تالیف میں مصروف ہو گیا۔22 مارچ 1832ء کو گوئٹے نے وفات پائی۔

☆☆☆☆

بیوٹی ٹِپس

۱۔ دانوں کے لیے:

۱۔انڈے کی سفیدی میں اچیچ شہد ڈال کر لگائیں اور دس منٹ کے بعد چہرہ دھولیں۔

۲۔پودینہ پیس کر روزانہ دس منٹ لگائیں اور پھر منہ دھولیں۔

۳۔بیسن دو چیچ، بادام ایک چیچ زیتون کا تیل ایک چیچ مکس کر کے چہرے پر پانچ منٹ تک مساج کریں اور پھر دھولیں۔

۲۔چھائیوں کے لیے:

۱۔رات کو بادام دودھ میں ڈال کر رکھ دیں، صبح چھلکا اتار کر انکو اسی دودھ میں پیس کر چہرے پر دس منٹ تک کے لیے لگائیں اور پھر دھولیں۔

۲۔وٹامن سی کی گولیاں کھائیں۔

۳۔ایک چیچ شہد، ایک چیچ لیموں کا رس مکس کر کے چہرے پر لگائیں۔

۳۔چہرے کے تِل:

۱۔ٹماٹر کا پیسٹ بنا کر چہرے پر لگائیں۔

۲۔سیب کا پیسٹ بنا کر چہرے پر لگائیں۔

۳۔روغن زیتون اور روغن کدو مکس کر کے پانچ منٹ تک لگائیں۔

۴۔آنکھوں کے گرد حلقے:

۱۔لیموں کا رس، عرق گلاب، اور شہد تینوں کو ایک ہی مقدار میں مکس کر کے پانچ منٹ تک چہرے پر مساج کریں، اور پندرہ منٹ کے بعد منہ دھولیں۔

۲۔وٹامن سی کے کیپسول کو کھول کر اس کا آئل آنکھوں کے نیچے لگائیں۔

۳۔لیموں کے چھلکے سکھا کر پیس لیں اور دودھ میں مکس کر کے لگائیں۔

۵۔ہاتھوں کی حفاظت:

۱۔لیموں اور شہد ملا کر لگانے سے ہاتھ گورے ہوتے ہیں۔

۲۔عرق گلاب، گلیسرین، اور کیسٹر آئل مکس کر کے ہاتھوں پر لگائیں۔

۳۔ہاتھ اور پاؤں کی انگلیاں سیاہ ہوں تو زیتون کا تیل لے کر مساج کریں۔

۶۔گورے رنگ کے لیے:

۱۔ایک انڈے کی سفیدی، لیموں کا رس، اور شہد ملا کر چہرے پر لگائیں۔

۲۔کھیرے کے رس میں ایک چیچ دودھ ملا کر گردن اور چہرے پر آدھا گھنٹے کے لیے لگائیں۔

۳۔پسے ہوئے بادام کو دودھ میں ڈال کر منہ پر لگائیں اور دس منٹ بعد منہ دھولیں۔

(سمیرا ملک ڈبلن)

پکوان

دُودھ اور سوجی کا حلوہ

اجزاء: دُودھ: دو کپ

سوجی: دو کپ

تیل: دو کپ

چینی: دو کپ

پانی: چار کپ۔ کشمش، ناریل، پستہ، الائچی اور بادام (حسب ضرورت)

ترکیب:۔ پہلے دُودھ سوجی اور تیل کو ایک ساتھ چولہے پر رکھ دیں، اور ان تینوں اجزاء کو اتنا بھونیں کہ ان کا رنگ براؤن ہو جائے۔ پھر پستہ بادام الائچی اور کشمش ڈال دیں۔ ایک الگ برتن میں پانی اور چینی کی چاشنی بنا لیں، اور اُس کو سوجی میں ڈال دیں اور اتنا بھونیں کہ سوجی تیل چھوڑنے لگے۔ چولہے سے اُتار لیں۔ مزیدار گرما گرم حلوہ تیار ہے۔ (راشدہ احمد Galway)

جلیبی

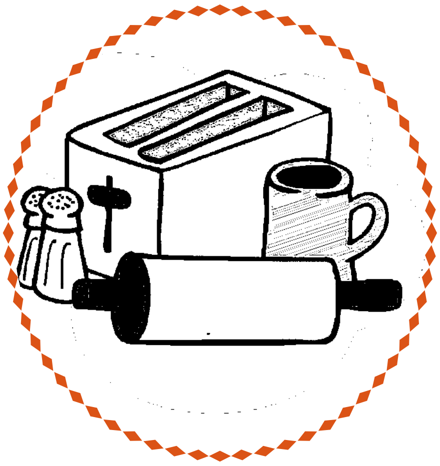

اجزاء:

میدہ: دو کپ

بیسن: آدھا کپ

دہی: دو کھانے کے چیچ

میٹھا سوڈا: ایک چوتھائی چیچ

تلنے کے لئے تیل: حسبِ ضرورت

شیرہ:۔ (دو کپ چینی اور تین چوتھائی کپ پانی میں ایک چائے کا چیچ رُوح کیوڑہ ڈال کر گاڑھا سا شیرہ تیار کر لیں۔)

ترکیب: میدے میں بیسن، دہی اور میٹھا سوڈا ڈال دیں۔ اب اس میں نیم گرم پانی ڈال کر گاڑھا سا محلول بنا لیں اور ایک گھنٹے کے لئے رکھ دیں۔

درمیانی آنچ پر پین میں تیل گرم کر لیں۔ اچھی جلیبی بنانے کے لئے کیچپ کی خالی بوتل میں اِس مرکّب کو ڈال کر جلیبی کی شکل میں تل لیں۔

سُنہرا ہونے پر نکال لیں اور نیم گرم شیرے میں ڈال کر فوراً نکال لیں۔ گرما گرم جلیبی تیار ہے۔ (شاہدہ خان۔ Athlone)

بقیہ حصہ

ارشادات حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ

....کہے گا کہ جو چیز تم اپنے بھائیوں اور بہنوں کے لئے پسند نہیں کرتے وہ میرے پاس مانگنے کیوں آ گئے ہو۔

بعض لوگ اپنی مجالس میں نیکی کی باتیں کرنے کی بجائے غیبت شروع کر دیتے ہیں۔غیبت کے معنی ہیں کہ انسان ایک دوسرے کے عیوب کا اس طرح سے ذکر کرے کہ اس میں کوئی دینی فائدہ نہ ہو۔مثلاً اگر کسی شخص میں کوئی کمزوری پائی جاتی ہے اور وہ دوسرا آدمی علیحدگی میں اس سے کہتا ہے بھائی تم میں مجھے فلاں کمزوری نظر آتی ہے اور اگر یہ بات درست ہے تو تم اپنی اصلاح کرلو تو یہ بھی اس کمزوری کا ذکر ہے۔لیکن اس میں ایک دینی فائدہ بھی ہے یعنی ایک بھائی کو اصلاح کی طرف توجہ دلائی گئی ہے اور اس میں اس کی بدنامی بھی نہیں۔لیکن اگر کسی شخص کے عیب کا مجالس میں ذکر کر کے اُسے بدنام کیا جائے جس میں کوئی دینی فائدہ نہیں تو اسے غیبت کہتے ہیں اور اس سے اللہ تعالیٰ نے منع فرماتا ہے۔

افشائے راز کرنے سے دوستوں کے حقوق پامال ہوتے ہیں

افشائے راز کرنے سے دوستوں کے حقوق پامال ہوتے ہیں یہ بھی یاد رکھو کہ راز صرف وہی نہیں جسے بیان کرنے والا راز کہے، بلکہ ہر وہ بات جو تم سے کہی گئی ہے کسی کا راز ہے۔آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جب کوئی شخص تم میں سے کوئی بات کہہ کر چلا جاتا ہے تو اس کی بات تمہارے پاس بطورِ امانت رہ جاتی ہے پس امانت میں خیانت نہ کرو یہ ایک کمینی اور تکلیف دہ حرکت اور عادت ہے۔(الفضل 18-20 دسمبر ۱۹۶۰ء ۱۱ جون ۲۰۰۱ء)

نظامِ جماعت کی اطاعت۔خطاب صدر لجنہ اماء اللہ آئرلینڈ

....جذبات کا خیال رکھتے ہوئے ہر چھوٹے بڑے کا احترام کرتے ہوئے نظام جماعت کے احترام کے دائرہ میں رہتے ہوئے غیبت و بدظنی جیسی بیماریوں سے بچنے کی کوشش کرتے رہنا چاہیے۔اگر ہمیں حضور کی خوشنودی حاصل کرنی ہے تو حضور انور کے قائم کردہ معیاروں کو حاصل کرنے کی کوشش میں لگے رہنا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ ہماری اصلاح کے سامان پیدا کرے اور ہمیں اپنے اعلیٰ نمونے قائم کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین۔

جھوٹی تعریف کی تمنا بالآخر شرک بن جاتی ہے۔

کر سکے تو وہ تعریف میں حصہ ڈالنے کی عادت تو اتنی پختہ ہے کہ اس سے تو شاید ہی کوئی انسان بری ہو۔اگر آپ کسی سے پوچھیں کہ بہت اچھا کھانا پکا ہے، کس نے پکایا ہے؟ تو گھر کی مالکہ نے پکایا ہوگا تو وہ کہے گی میں نے پکایا ہے، کوئی دوسرا ساتھ بولے گا مصالحہ تو میں نے بتایا تھا، تیسرا بتائے گا کہ ترکیب میری تھی، ایک چوتھا کہے گا کہ ڈوئی میں پھیرتا رہوں۔غرضیکہ ہر شخص بیچ میں اپنا حصہ ڈالنے کی کوشش کرتا ہے۔یہ روز مرہ کی چھوٹی چھوٹی باتوں کا مشاہدہ ہے لیکن یہ آگے جا کر بہت گہری بیماری میں تبدیل ہو جاتا ہے اور ایسے اشخاص کو بعد ازاں احتمال ہے کہ گہری روحانی بیماریوں نہ لاحق ہو جائیں۔ اس کی تفصیل میں جانے کی یہاں ضرورت نہیں۔

ہر انسان اپنی زندگی کے واقعات پر غور کر کے جائزہ لے سکتا ہے کہ کس حد تک اس نے اس معاملے میں ٹھوکر کھائی یعنی تعریف کی ایک خواہش تو طبعی ہے اسے اپنے مقام پر رکھنا اور لگام ڈال کر رکھنا یہ ایک الگ مسئلہ ہے مگر جو واقعہ ہوا ہی نہیں اس ضمن میں جھوٹی تعریف اس کی تمنا یہ بہت بڑی بیماری ہے اور شرک کی بدترین قسم بن جاتی ہے اور ایسے لوگ پھر سب سے زیادہ خدا کی تعریف اس سے چھینتے ہیں اور عمداً ہر چیز میں بات اپنے ذمے لگاتے ہیں کہ ہماری وجہ سے یہ ہوا ہے۔اور یہ بیماری جب زیادہ باریک ہو جاتی ہے تو عجیب و غریب شکلیں اختیار کرتی ہے۔میں اس کا نمونہ آپ کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں جس سے آپ کو معلوم ہوگا کہ نیک انسان بھی اس قسم کی بعض بیماریوں سے محفوظ نہیں رہتے، عام طور پر موحد ہیں لیکن بہت سی باتوں میں غلطی کر جاتے ہیں۔

(از ذوقِ عبادت اور آدابِ دعا، صفحہ 120-122) (مرسلہ صدف عزیز ملک، جرمنی)

ضبط کا عہد بھی ہے شوق کا پیمان بھی ہے
عہد و پیماں سے گزر جانے کو جی چاہتا ہے
درد اتنا ہے کہ ہر رگ میں ہے محشر برپا
اور سکوں ایسا کہ مر جانے کو جی چاہتا ہے
(فیض احمد فیض)

خَیرُ کُم خَیرُ کُم لِاَ ھُلِه

ایک عظیم باپ کی یادمیں

راشدہ کرن خان

باپ تو وہ عظیم ہستی ہے جس کے دل سے نکلی ہوئی دُعا بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق ضرور اللہ تعالیٰ قبول فرمالیتا ہے۔ باپ وہ عظیم ہستی ہے جس کا بھیگی آنکھوں کے ساتھ بیٹی کے سر پر ہاتھ، دنیا کی تمام نعمتوں سے بھاری ہوتا ہے اور جو تازیست دعاؤں کا خزانہ ہوتا ہے۔ آج ایسے ہی ایک عظیم باپ کی غم زدہ بیٹی، اپنے پیارے ابو کی یادوں میں سے کچھ پل یہاں تحریر کرنے جارہی ہے، جس کی تحریر شاید کبھی ختم نہ ہو لیکن اس رسالہ کے صفحات اس کی اجازت نہ دے سکیں۔ میرے پیارے ابو، میرے رہبر، میرے آئیڈیل اور میرے رہنما تھے۔ ان کے سائے تلے ہمیں سکون ملتا تھا، انکی روشنی سے ہم دیکھا کرتے تھے۔

میرے ابو جان مکرم پروفیسر عبدالباسط ملک صاحب، (صدر جماعت ڈیٹسن باخ جرمنی) کی شخصیت ہم سب بھائی بہنوں کے لئے ایک مشعلِ راہ ہے۔ ہمارے بچپن سے لے کر جوانی تک، ہماری مذہبی اور دنیاوی راہنمائی کیلئے ہمارے لئے ہر دم حاضر رہتے اور ایسے احسن طریق سے مطمئن کرتے، کہ ہمیں کبھی کسی دوسرے کی مدد کی ضرورت نہیں پڑتی۔

اگر میں مختصراً بیان کروں تو ابو، خدا تعالیٰ، آنحضرت ﷺ، حضرت مسیح پاکؑ اور خلفائے کرام حضرت مسیح موعودؑ سے بے حد محبت، اخلاص، ادب وفا اور قلبی تعلق رکھنے والے، پنج وقتہ نمازیں با جماعت ادا کرنے والے، تہجد گزار، بہت سادہ مزاج، قناعت پسند، شاکر، عاجز وانکسار، انتہائی نفاست پسند، لوگوں کے ہمدرد، لوگوں کی مالی مدد کرنے والے، اور ایسی نیکیاں کرتے جس کا کسی کو علم نہ ہوسکے بہت زیادہ محنت اور لگن سے کام کرنے والے، نہایت مخلص اور بے مثال شخصیت کے مالک تھے۔

ابو کی یاد میں لکھنے بیٹھی ہوں تو ایسا محسوس ہو رہا ہے جیسے وہ میرے سرہانے بیٹھے ہوں۔ ان کے پیارے پیارے الفاظ میرے کانوں میں گونج رہے ہیں۔ آج بھی وہ ہوتے تو مجھے ہمیشہ کی طرح بے حد پیارے انداز میں کہتے، 'کرن بیٹا، آپ Please یہ کام صبح کرلیں۔ ابھی بہت دیر ہوگئی ہے، اور میں اصرار کرتی کہ: ''ابو جی، یہ بہت اہم کام ہے۔ ابھی نہیں کروں گی، تو یہ کام مکمل نہیں ہوسکے گا۔'' میری یہ بات سُن کر ابو فوراً اُٹھتے اور کچن میں چلے جاتے اور اپنے ہاتھوں سے دودھ گرم کر کے میرے پاس واپس آتے اور دودھ کا کپ میرے سامنے رکھ دیتے، اور کہتے: ''اگر کام اہم ہے تو آپ کی صحت بھی اہم ہے''۔ یہ دیکھ کر میں شرم سے سر جھکا دیتی، 'کتنے افسوس کی بات ہے، کتنی نالائق بیٹی ہوں، اپنے ابو کی خدمت کرنے کے بجائے اُن سے خدمت لے رہی ہوں'۔ یہ سوچتی اور بس سوچتی چلی جاتی۔ لیکن ابو کی بے حد شفقت اور محبت کا بدلہ کبھی پورا نہ کرپاتی۔

اگست 2010ء میں جب میں ابو کے پاس جرمنی گئی۔ رات کافی دیر تک رسالہ 'مریم' پر کام کرتی رہتی تھی۔ اور ابو مجھے کام کرتے دیکھ کر ایسا ہی کیا کرتے تھے، کبھی میرے پاس دودھ کا کپ رکھتے، کبھی میوے اور پھل رکھ دیتے تھے۔ صرف اتنا ہی نہیں بلکہ رات دیر تک میرے ساتھ بیٹھ کر پورے رسالہ کی پروف ریڈنگ کرتے رہے، اور اس کے معیار کو بہتر کرنے کے لئے مشورے دیتے رہے۔ اس کام کے دوران ابو نے بتایا کہ کراچی نیشنل کالج جہاں ابو تعلیم دیا کرتے تھے، وہاں کے انگریزی زبان میں چھپنے والے رسالہ کے مدیر ابو ہی ہوا کرتے تھے۔ یہ سن کر میں حیران ہوئی کہ ابو نے پہلے کبھی ذکر نہیں کیا۔ شاید اس کی وجہ یہ تھی کہ ابو کو اپنی کوئی بڑائی یا خوبی بیان کرنا پسند نہیں تھا۔

ابو ہمیشہ اپنی گفتگو میں کسی سے مخاطب ہوتے تو 'آپ'، اور 'please' کا لفظ استعمال کرتے تھے، چاہے کسی چھوٹے بچے سے ہی کیوں نہ مخاطب ہوں۔ اپنے دامادوں کو بھی ہمیشہ ان کے نام کے ساتھ 'صاحب' کہہ کر پکارا۔ ہر کسی کی بہت عزت اور احترام کیا کرتے۔ باوجود اس کے کہ ابو کا مزاج سخت اصول پسند اور رعب دار تھا۔ لیکن کبھی کسی کو کچھ سمجھانے کی ضرورت محسوس کرتے تو ایسے احسن طریق سے سمجھاتے کہ کسی کی دل آزاری نہ ہو۔

میرے پیارے ابو 1946ء میں سیالکوٹ میں ایک معزز احمدی گھرانے میں پیدا ہوئے۔ ابو کے دادا حضرت منشی اللہ رکھاؓ اپنے خاندان میں سب سے پہلے جماعتِ احمدیہ میں شامل ہوئے۔ ابو کا بچپن اور جوانی کراچی اور سندھ میں گزرا۔ ابو بتایا کرتے تھے کہ ابو کا خاندان کافی رئیس اور کاروباری تھا۔ اسلئے ابو کا بچپن نہایت شاندار اور خوشگوار گزارا۔ لیکن جب ابو کی عمر تقریباً

10 سال کی ہوئی تو اُن کی والدہ اچانک وفات پا گئیں۔اس عرصہ میں اُن کے خاندان میں مالی حالات بہت خراب ہوگئے، اور گھر کے حالات تنگ سے تنگ ہوتے چلے گئے۔اتنی چھوٹی عمر میں پریشانیوں اور مشکلات کا سامنا کرنے کے باوجود ابو نے اپنی محنت خداداد ذہانت کی بناپر بعدازاں اسلام باد سے *M.A in English Literature* اعلیٰ نمبروں سے پاس کیا۔پھر خدا کے فضل سے کچھ عرصہ کے بعد *M.A in History(English)* بھی کیا۔اس طرح سے ڈبل ایم اے کرنے کی توفیق پائی۔پھر کافی عرصہ ٹھٹہ کالج اور نیشنل کالج کراچی میں بحیثیت لیکچرار تعلیم دینے کی توفیق پائی۔ابو کے شاگرد تقریباً ہر محکمہ اور ہر عہدے پر ملتے تھے۔ابو بڑی محبت وشفقت سے ان کی سروس کے متعلق پوچھا کرتے تھے۔شاگرد بھی بے حد احترام کرتے تھے۔ابو اکثر بہت خوشی سے بتایا کرتے تھے کہ فلاں فلاں شخص میرا شاگرد رہا ہے۔

ابو کی میری والدہ سے شادی

میری والدہ کا خاندان بٹالہ، ہندوستان سے ہجرت کر کے لاہور آیا تھا۔میری والدہ کی پیدائش لاہور میں ہوئی۔اور انہوں نے تعلیم بھی وہیں سے حاصل کی۔ایک روز میری نانی امی مرحومہ (شفیقہ ملک صاحبہ، پرنسپل کالج، صدر لجنہ لاہور دارالزکر) کے پاس ان کی بہن آئیں اور انہوں نے بتایا کہ کچھ لوگ کراچی سے آئے ہیں رشتہ کے سلسلہ میں اور وہ آپ کے گھر آنا چاہتے ہیں۔ میری نانی امی نے اظہار کیا کہ اُن کی بس ایک خواہش ہے کہ لڑکا پڑھا لکھا اور نیک سیرت ہو۔کچھ عرصہ تک ابو کی میرے نانا ابو کے ساتھ میل ملاقات چلتی رہی، اس عرصہ میں انہوں نے دُعائیں کی اور میرے ابو کے مزاج کا اندازہ بھی لگالیا۔نانا ابو نے گھر پر اظہار کیا کہ 'یہ لڑکا منفرد شخصیت کا مالک ہے۔اور اِن میں ایسی خاص خوبیاں ہیں جو بہت کم لوگوں میں ہوتی ہیں۔تعلیم یافتہ ہونے کے ساتھ ساتھ نہایت شریف اور نیک سیرت ہیں'۔ لہٰذا اُنہوں نے ضرورت نہیں سمجھی کہ ابو کے خاندان کو کراچی میں جا کر دیکھیں یا کوئی مزید معلومات حاصل کریں۔اس طرح سے میرے والدین کی شادی ہوئی اور دوسال کراچی میں مقیم رہے۔

یمن (عرب) میں ہجرت

میری پیدائش کے کچھ ماہ کے بعد ابو کو ایک روز میرے چچا نے اصرار کیا کہ وہ ایک job کے لئے apply کریں۔جو کہ ملک یمن (عرب) میں ہے۔ابو نے کہا کہ اب تو صرف ایک دن رہ گیا ہے اس کے بعد سلیکشن نہیں ہوگا۔

لیکن چچا کے بے حد اصرار پر ابو نے apply کر دیا۔اور اللہ کے خاص فضل سے ابو کا سلیکشن ہوگیا۔اس طرح سے 1983ء میں ہم یمن کے شہر ثناء شفٹ ہوگئے۔جہاں میرے ابو نے 2 مختلف Universities میں بحیثیت پروفیسر 8 سال تک تعلیم دینے کی توفیق پائی۔

ابو یمن میں پاکستانی Embassy کے ممبر بنے اور وہاں کے سفیر کے ساتھ مختلف شعبہ جات میں کام کرنے کی توفیق پائی۔خطوط کے انگریزی میں ترجمہ بھی کیا کرتے تھے، کوئی محفل لگا کرتی تو اس میں Moderator کا رول ادا کرتے تھے۔ابو کو شروع سے ہی English Literature اور شاعری سے بہت لگاؤ رہا۔اور اس کے لئے خاص وقت نکالا کرتے تھے۔

جرمنی میں ہجرت

1991ء تک یمن میں احمدیت کی شدید مخالفت بڑھ چکی تھی۔اس عرصہ میں ابو نے خواب میں دیکھا ہے کہ ابو ایک ایسے کسی ملک میں کھڑے ہیں جہاں ایک لمبی عمارت سے گھنٹیوں کی آوازیں آرہی ہیں۔(جس کی تعبیر ایک ایسا ملک ہے جہاں *church* کی گھنٹیوں کی آوازیں آرہی ہیں)۔اس خواب کے بعد ابو نے ایک ماہ کے اندر جرمنی اور برطانیہ کے visa لگوالئے۔میرے تایا ابو جرمنی میں اُس وقت تقریباً 16 سال سے مقیم تھے۔ابو نے سوچا کہ ہم پہلے جرمنی visit کر کے دیکھیں گے پھر وہاں سے برطانیہ ہجرت کرلیں گے۔لیکن جب 1991ء میں ہم جرمنی گئے تو ہمارا پروگرام تایا ابو کے اصرار پر تبدیل ہوگیا۔اس طرح سے ہم نے جرمنی میں ہی رکنے کا فیصلہ کرلیا۔ابو کو اپنے اس فیصلے پر کچھ عرصہ کے بعد پچھتاوا محسوس ہوا۔اور بہت پریشان ہوگئے۔ابو کو یہ اندازہ نہیں تھا کہ یہاں آکر زبان سب سے بڑا مسئلہ بنے گی۔ابو کا بس چلتا تو وہ شاید اُسی دن ہی واپس چلے جاتے۔لیکن خدا تعالیٰ کو ہمارا وہاں پر رکنا ہی منظور تھا۔ہم کاسل شہر کے قریب ایک شہر وِسن ہاؤزن شفٹ ہوگئے۔جہاں ابو جاتے ہی جماعتی ذمہ داریوں میں مصروف ہوگئے۔اور کچھ عرصہ کے بعد صدر جماعت کی ذمہ داری سنبھال لی۔

جماعتی ذمہ داریاں اور خدمات

غالباً 1994ء کے شروع سے ابو صدر جماعت کی ذمہ داری سنبھال رہے تھے۔1996ء میں ابو نے خواب میں دیکھا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ ہمارے گھر تشریف لائے ہیں۔ ابو نے کہا مجھے ایسا لگتا ہے یہ خواب پورا ہوگا۔1997ء میں ابو کو خدا تعالیٰ نے یہ توفیق دی کہ وہ ایک کامیاب تبلیغی نشست منعقد کرسکیں۔اس میٹنگ کی تیاریوں میں ابو دن رات محنت کرتے رہے۔

خدا تعالیٰ نے ابو کا خواب پورا کر دکھایا اور حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ”ہمارے چھوٹے سے شہر میں ازراہِ شفقت اس میٹنگ میں تشریف لائے۔ جو کہ ہمارے لئے بے حد خوشی اور اعزاز کی بات تھی۔ اب تک ایسی میٹنگز بڑے شہروں میں ہوا کرتی تھیں۔ جیسے کہ فرینکفرٹ، ہمبرگ وغیرہ۔ لیکن ہمارا شہر فرینکفرٹ سے تقریباً 3 گھنٹے دور کے فاصلے پر تھا۔ اور یہاں کی آبادی بھی بہت کم تھی۔ یہاں پر حضورؒ کا تشریف لانا کسی اعزاز اور خوش نصیبی سے کم نہیں تھا۔ یہ میٹنگ بوسنیئن اور البانیئن کے لئے منعقد کی گئی تھی۔ اور اس میٹنگ کے بعد تقریباً 70 افراد نے اللہ کے فضل سے بیعت کر کے جماعت احمدیہ میں شامل ہونے کی توفیق پائی۔

ابو حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کے ہمراہ

اس میٹنگ کے علاوہ ایک Civic reception کا بھی انتظام کیا گیا جس میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے جرمن احباب کے ساتھ میٹنگ کی۔ ان دونوں میٹنگ کے بعد حضورؒ نے میرے ابو سے انتہائی خوشی کا اظہار فرمایا اور اور بہت مبارک باد دی۔ جب میں اپنی شادی کے بعد حضورؒ سے ملاقات کے لئے گئی تو میں نے ابھی حضورؒ سے اپنا تعارف کرواتے ہوئے کہا: ”حضور، میں عبدالباسط ملک صاحب کی بیٹی ہوں“، تو حضورؒ بے ساختگی سے مسکرانے لگے اور بہت خوشی اور جوش سے فرمایا: ”اچھا، باسط صاحب کی بیٹی ہو۔ کیسے ہیں ابا؟ ویٹسن ہاؤزن میں جب میں آیا تھا، میٹنگ کے بعد آپ سب سے میری ملاقات بھی ہوئی تھی“۔ حضورؒ نے میرے ابو کی مصروفیات کے بارہ میں پوچھا۔ یہ دیکھ کر بہت خوشی ہوئی کہ حضورؒ کو ازراہِ شفقت آج بھی سب یاد ہے۔

1997ء میں عبیداللہ علیم صاحب ہمارے گھر تشریف لائے، اور ابو نے نہایت شاندار مشاعرہ کا انتظام ایک ہال میں کیا جس میں قریبی جماعتوں سے بہت تعداد میں لوگوں نے شرکت کی۔ ابو نے اس محفل کو نہایت محنت سے سجا کر ہمیشہ کے لئے یادگار بنانے کی توفیق پائی۔

ابو کو دعوت الی اللہ کا جنون کی حد تک شوق تھا۔ اسی غرض سے شہر کے Mayor، ڈاکٹرز، پادری، استاد اور مختلف محکمہ سے تعلق رکھنے والے افراد کو گھر کھانے پر دعوت دیتے۔ نہایت خوش اخلاقی سے ان کی مہمان نوازی کرتے۔ اور جماعتی لٹریچر وغیرہ تحفہ میں دیتے۔ وہ سب لوگ ابو کے اخلاق سے بے حد متاثر ہوا کرتے اور بہت زیادہ خوشی کا اظہار کیا کرتے۔

ہمسائے میں جتنے بھی ضعیف لوگ تھے، اُن کے ساتھ ابو بے حد محبت کا سلوک کیا کرتے اور ان کی مدد کو ہر وقت تیار رہتے۔ 2004ء میں ابو میرے سسرال کے قریب ڈیٹسن باخ (فرینکفرٹ) شفٹ ہو گئے۔ وہاں آتے ہی ابو کو صدر جماعت کی ذمہ داری سونپ دی گئی۔ اب تک تین مختلف حلقوں میں شفٹ ہوئے اور ہر حلقہ میں صدر جماعت کی ذمہ داری سنبھالنے کی توفیق پائی۔ اس کے علاوہ نیشنل رشتہ ناطہ اور دیگر شعبہ جات میں تعاون کے لئے وقت نکال کر بیت السبوح جایا کرتے تھے۔

آخری دنوں میں ابو امورِ عامہ میں خدمت سرانجام دینے کے لئے بیت السبوح جایا کرتے تھے۔ ابو کا زیادہ تر وقت مسجد میں اور جماعتی مصروفیات میں گزرا کرتا تھا۔ مسجد میں نمازیں با جماعت پڑھنے کے عادی تھے۔ اپنے ہمسائے میں کچھ احمدی بچوں کو اپنے ساتھ پیدل مسجد لے کر جایا کرتے تھے۔ یہ ہی بچے ابو کی بے انتہا شفقت کا ذکر کرتے ہیں اور انکی کمی کو شدت سے محسوس کرتے ہوئے آنسو بہاتے ہیں۔

ہماری تعلیم وتربیت کا خیال

ابو میری چھوٹی بہن کے ہمراہ

شروع سے ہی ابو کو ہماری تعلیم و تربیت کی اس قدر فکر رہتی تھی کہ اس کے مقابل پر ابو کسی بھی دوسری چیز کو اہمیت نہیں دیتے تھے۔

جب ہم یمن میں مقیم تھے تو ابو نے ہم بچوں کا داخلہ *English Med. School for International Students* میں کروایا۔ جب تک میری عمر پہلی کلاس کے لئے نہیں ہوئی، ابو گھر میں مجھے بہت محنت سے پڑھایا کرتے تھے۔ ابو مجھے داخلہ کے لئے لے کر گئے تو پرنسپل صاحبہ نے میرا ٹیسٹ لیا، اور اس کو دیکھ کر انہوں نے بہت خوشی کا اظہار کرتے ہوئے ابو سے کہا ”یہ آپ کی محنت کا پھل ہے“۔ مجھے پہلی کلاس کی بجائے دوسری کلاس میں لے لیا گیا۔

ابو ہمارے لئے شروع سے ہی ایک ٹائم ٹیبل بناتے تھے۔ جس میں ہر کام کرنے کا وقت اور اہمیت کا لکھتے۔ اور اس پر عمل کرنے کی تلقین کرتے۔ ہمارے اسکول میں صرف انگریزی بولی جاتی تھی اور اُردو نہیں پڑھائی جاتی تھی، لہٰذا اُردو گھر پر پڑھانا ابو نے امی کے ذمہ لگایا ہوا تھا۔ اس کے علاوہ ہر

روز لکھنے کی مشق اتنی زیادہ کرواتے تھے کہ انگلیاں تھک جاتی تھیں لیکن ابو کو جب تک لکھائی پسند نہیں آتی تھی، اُٹھنے کی اجازت نہیں دیتے تھے۔

ابو کا شروع سے ہی ہم پر ایک خاص رُعب تھا۔ابو کا سامنا کرتے وقت ہمیشہ جھجک اور شرم محسوس ہوتی تھی۔گھبراہٹ ہوتی کہ ابو کسی بات سے ناراض نہ ہو جائیں۔ابو کی ناراضگی کی نوعیت یہ ہوا کرتی تھی کہ ابو بات چیت ختم کر دیتے تھے۔میری یہ خوش قسمتی رہی کہ گھر میں سب سے بڑی تھی اسلئے ابو مجھ سے کبھی زیادہ دیر ناراض نہیں رہتے تھے۔ابو اکثر کہا کرتے تھے کہ ''مجھے قدرتی طور پر اپنی بڑی بیٹی سے زیادہ پیار ہے''۔لیکن اس کے باوجود کبھی ہم بہنوں اور بھائی میں ذرہ بھر بھی فرق نہیں کیا۔بلکہ چھوٹی چھوٹی باتوں میں بھی ہمیشہ برابر کا سلوک کیا کرتے تھے۔

اپنے بچپن کا ایک یادگار واقعہ آج بھی میرے لئے باعثِ مسرت ہے۔ایک بار ہم یمن سے چھٹیوں میں پاکستان گئے۔کچھ دِن کراچی اپنے تایا ابو کے گھر رکنے کے بعد امی کے ساتھ لاہور چلے گئے۔جبکہ ابو کا پروگرام ایک ماہ تک کراچی میں اپنے اہم کاموں کے لئے رکنے کا تھا۔ابھی ہمیں لاہور آئے ہوئے کچھ دن ہی ہوئے تھے کہ میری سالگرہ کا دن آ گیا۔صبح اٹھی تو سب میرے سرہانے کھڑے مجھے سالگرہ کی مبارک باد دے رہے تھے۔پتہ نہیں کیوں میں نے بڑے جوش اور یقین سے کہا: ''آج میرے ابو آئیں گے''۔میری یہ بات سن کر سب ہنسے اور سمجھاتے رہے کہ ابو ایک ماہ کے بعد آئیں گے۔لیکن میں نے کسی کی ایک نہ سنی اور دوپہر تک گارڈن کے Gate کے پاس چکر لگاتی رہی اور پورے یقین سے ہر ایک کو کہتی رہی آج ابو ضرور آئیں گے۔گھر میں سب مزاق کرتے کبھی تسلی دیتے کہ 'انتظار نہیں کرو، وہ آج نہیں آسکتے ہیں'۔تقریباً ۳ بجے دوپہر تک میں اوپر کی منزل پر کھڑی باہر دیکھتی رہی اور پھر دیکھتی ہوں کہ ایک Taxi گھر کے گیٹ کے پاس آ کر کھڑی ہوئی ہے، اور اس میں سے میرے ابو اُتر رہے ہیں۔یہ دیکھ کر سب حیران تھے لیکن میری خوشی کی انتہا تھی۔ابو اندر داخل ہوئے اور میں انکے گلے لگ گئی۔اور بتایا کہ مجھے پورا یقین تھا کہ آج آپ ضرور آئیں گے۔ابو مسکرائے اور کہا: ''آج میری بیٹی 7 سال کی ہو گئی ہے، میں کیسے نہیں آتا!'۔

میری شادی کے بعد ابو بہت زیادہ اُداس رہتے تھے، امی بتاتی ہیں کہ ابو کہتے: ''ہماری بیٹی صرف 17 سال ہمارے پاس تھی، لگتا ہے یہ عرصہ ایک پل میں گزر گیا''۔بہت افسردہ ہو کر کہتے کہ ''بیٹیوں کو اپنے گھر جانا پڑتا ہے''۔جس دن میں ملنے جایا کرتی، تو ابو ایسے خوش ہوا کرتے جیسے کوئی عید کا دن ہو۔گھر میں سب کہتے: ''کرن تم آئی ہو تو ابو کو اتنا خوش دیکھ رہے ہیں''۔

بچپن میں ابو مجھ سے قرآن مجید کی تلاوت سنتے اور حوصلہ افزائی کرتے۔جب کوئی مقابلہ وغیرہ ہوتا تو حوصلہ افزائی کرتے ہوئے کہتے کہ ''مجھے یقین ہے آپ بہت اچھا مقابلہ کریں گی''۔ لیکن ابو اس بات کو بالکل بھی پسند نہیں کرتے تھے کہ اپنی یا اپنے بچوں کی تعریفیں لوگوں میں بیان کریں۔ابو کہتے تھے کہ: ''اصل تعریف وہ ہوتی ہے جو کوئی دوسرا آپ کے بارہ میں کرے۔اُس تعریف کی کوئی اہمیت نہیں جو خود اپنی کی جائے۔اکثر والدین ایسا کرتے ہیں لیکن مجھے یہ بات سخت ناپسند ہے، مجھے تب خوشی ہوتی ہے جب میں دوسروں سے آپ کی تعریف سنتا ہوں''۔

ابو کا ہمیں کسی غلطی پر نصیحت کرنے کا یہ طریقہ ہوتا تھا کہ ایسی بات کرتے جس سے فوراً احساس ہو جاتا تھا۔مثلاً کہتے ''آپ تو اتنی سمجھدار ہیں، مجھے آپ سے ایسی توقع نہیں ہے کہ آپ ایسا کریں'۔ابو کا ہمیں سمجھانے کا ایک بہت ہی پیارا انداز یہ بھی تھا کہ کسی جماعتی کتاب یا رسالہ سے کوئی حوالہ یا کسی خلیفۃ المسیح کا ارشاد نکال کر پڑھ کر سناتے اور سمجھاتے کہ اس پر غور کریں۔

اگست 2010ء میں جب میں ابو کے پاس گئی تھی تب بھی ابو ہمیشہ کی طرح ہاتھ میں ایک جماعتی رسالہ پکڑے، میرے کمرے میں آئے اور کہنے لگے، ''کرن، آپ یہ مضمون ابھی پڑھیں۔اس میں حضور نے نصیحت فرمائی ہے کہ کس طرح سے بچوں کے ساتھ تحمل سے پیش آنا چاہئے۔آپ اِس کو پڑھیں اور اس پر عمل کیا کریں''۔

ہم بہنوں کو اکثر کہتے تھے کہ جب میں گھر آؤں تو مجھے یہ بات پسند ہے کہ میری بیٹیاں سر ڈھانپے ہوئے میرے سامنے آئیں۔ابو کو لڑکیوں کا شادی سے پہلے میک اپ، فیشن وغیرہ کرنا سخت ناپسند تھا۔اس بات کو بہت ہی اچھے انداز میں سمجھاتے تھے کہ یہ چیزیں کیوں نہیں کرنی چاہئے۔ہمیں تلقین کرتے کہ لباس سادہ اور باپردہ پہنیں تا کہ آپ بہترین بچی نظر آئیں۔ہمیں کبھی کسی سہیلی کے گھر اکیلے جانے کی اجازت نہیں دیتے تھے۔سوائے اس کے کہ کوئی بہن یا بھائی ساتھ جائے۔پھر خود چھوڑنے جاتے اور لینے آتے تھے۔

ابو چونکہ نہایت نفاست پسند تھے۔امی ہمیشہ ابو کے کمبل اور بستر کی صفائی کا خاص خیال رکھتی تھیں۔ابو کی روٹین میں ایک بات شامل تھی کہ وہ گھر میں ہر بچے کے

ناخن، کپڑوں کی الماری، اسکول کا بیگ، اور کمرے کی حالت کو باقاعدگی سے چیک کیا کرتے۔ جو چیز سلیقے سے نظر نہیں آتی تو سخت ناراض ہوتے اور اُسی وقت ٹھیک کرنے کو کہتے۔ بلکہ بے ترتیب الماری دیکھ کر اُس میں سے کپڑے نکال کر باہر رکھ دیتے اور کہتے ابھی اِسی وقت ٹھیک کریں۔ گھر میں خاص صفائی پسند کرتے اور ہر چیز اپنی جگہ پر دیکھنا پسند کرتے۔ جب گھر آتے اور کوئی بے ترتیبی نظر آتی تو فوراً خود ٹھیک کرنے لگ جاتے، اور اپنے ذوق کے مطابق گھر کی صفائی کرواتے۔

ابو کا میری والدہ کے ساتھ حسنِ سلوک

میری امی نے اپنی شادی سے پہلے F.A-PTC کی تعلیم حاصل کی تھی، اور فارغ وقت میں امی اپنی والدہ کے ساتھ لاہور میں اُن کے ایک اسکول میں پڑھانے جایا کرتی تھیں۔ یمن میں ابو نے امی کا یہ شوق دیکھتے ہوئے کہا کہ وہ بھی اسکول میں پڑھانا شروع کر دیں۔ اور اس طرح سے امی نے ہمارے اسکول میں apply کیا اور سلیکشن کے بعد انہوں نے 4 سال وہاں تعلیم دینے کی توفیق پائی۔

مجھے اپنے بچپن سے اب تک کوئی ایسا دن یاد نہیں جس دن میں نے اپنے والدین کو کسی بھی بات پر جھگڑتے یا آپس میں بحث کرتے ہوئے دیکھا ہو۔ بلکہ بالکل اس کے برعکس یہ دیکھا کہ دونوں میں اس قدر ہم آہنگی تھی کہ ہم رشک کیا کرتے تھے۔ دونوں کی پسند ناپسند بالکل ایک ہی ہوتی۔ دونوں میں کچھ فرق تھا تو وہ یہ کہ ابو کا مزاج بہت سنجیدہ اور کم گو تھا، جبکہ میری امی کا مزاج کافی ہنس مکھ ہے۔ لیکن کبھی اِس پر بھی اختلاف ہوتے نہیں دیکھا۔ کچھ عرصہ پہلے میری امی کی ایک سرجری ہوئی جس کے بعد امی کی طبیعت خراب رہنے لگ گئی۔ اس عرصہ میں ابو نے بے حد مصروفیات کے باوجود امی کی جس طرح سے خدمت کی اور اُن کا خیال رکھا وہ کسی بھی مثال سے کم نہیں۔ جب امی کو شوگر کی تکلیف ہوئی تو ابو نے امی کا ساتھ دیتے ہوئے خود بھی چینی کا استعمال چھوڑ دیا۔ جبکہ ابو کو میٹھا بے حد پسند تھا۔ ابو کہتے تھے کہ: ''میں آپ کی امی کا ساتھ دے رہا ہوں''۔ امی کی طبیعت جب ٹھیک نہیں ہوتی تو ابو امی کے کمرے کے سامنے رہتے اور ہمیں کہتے'' شور نہیں ہونا چاہئے، امی کو آرام کرنے دیں''۔ اور یہ ہی عمل امی کا ہوتا تھا کہ ابو کے آرام پسند ناپسند کا بے حد خیال رکھتی تھیں۔ ابو ہمیں نصیحت کرتے رہتے تھے کہ'' آپ کی امی بہت پیاری ہستی ہیں، ان کا ہمیشہ خیال رکھیں''۔ آخری دنوں میں بھی ابو کے یہ ہی الفاظ تھے۔ ہمارے سب عزیز ابو کے اس حسنِ سلوک کی مثال دیا کرتے تھے۔ ابو کہتے کہ'میں اپنی بیوی سے حسنِ سلوک کرنے کی کوشش کرتا ہوں، کیونکہ یہ چیز خدا تعالیٰ کو پسند ہے''۔

ابو کی بے مثال شخصیت

ابو انتہائی نرم دل تھے، کسی کا بھی کوئی دُکھ سنتے تو آنکھوں میں آنسو آجاتے۔ بچپن سے اُن کے گھر والے بادشاہ کہا کرتے تھے۔ شاید اسکی وجہ یہ تھی کہ ابو دل کے بہت بڑے بادشاہ تھے۔ اپنی ہر عزیز چیز دوسروں پر بخوشی قربان کر دیا کرتے تھے۔ کبھی دوسروں سے کوئی بھی توقع نہیں رکھتے تھے۔ نہ ہی کسی سے کوئی شکوہ کرتے۔ بس ہر حال میں سب سے راضی رہتے۔ اپنی کسی خدمت یا نیکی کے بدلہ میں کسی سے کبھی کوئی خواہش نہیں کی۔

ابو کے پورے ایک دن گزارنے کا جائزہ لیا جاتا تو حیرانی ہوتی تھی کہ ہر روز ابو کس طرح دوسروں کی خدمت میں مصروف رہتے ہیں۔

2007ء میں ایک روز میں ابو کے ساتھ صبح کسی کام کے سلسلہ میں باہر نکلی۔ ابو نے میرا کام کروایا اور مجھے اپنے گھر لے گئے۔ گھر پہنچ کر ابو نے جلدی میں ناشتہ کیا۔ پھر ایک احمدی بزرگ خاتون کا کوئی دفتری کام کروانے کی غرض سے کسی دفتر چلے گئے۔ تھوڑی دیر کے بعد گھر آئے اور آکر چائے پینے لگے تو اُن ہی خاتون کا فون آگیا کہ'' بھائی صاحب میں اپنے ضروری کاغذ اس دفتر میں بھول گئی ہوں، وہ لے کر آنے ہیں''۔ ابو چائے چھوڑ کر پھر اُن کا کام کرنے کے لئے نکل گئے۔

ابو جب واپس آئے تو کہنے لگے:'' جلدی کھانا لگا دیں، ایک جماعتی کام کے سلسلہ میں نکلنا ہے۔ پھر کسی احمدی فیملی کی شفٹنگ میں مدد کرنے بھی جانا ہے''۔ شام سب کام سرانجام دے کر گھر واپس آئے۔ تھوڑی دیر بیٹھے تو کہنے لگے: ''میں اُن دونوں کو لے آتا ہوں، کہاں بسوں میں سفر کرتے ہوئے آئیں گی''۔ اور پھر چل پڑے، ایک بہن کو اسکول سے لیا اور دوسری بہن کو University سے جو کہ دوسرے شہر میں تھی۔ واپس آئے تو مجھے کہنے لگے:'' کِرن، آپ اپنے گھر پیدل نہیں جانا، میں آپ کو چھوڑ دوں گا۔ اس کے بعد میں نے مسجد بھی جانا ہے''۔ ہم نے ابو سے اصرار کیا'' ابو آپ آرام کرلیں۔ آپ تھک گئے ہونگے''۔ ابو نے بہت جوش میں کہا کہ''نہیں میں بالکل نہیں تھکا۔ آپ سب مجھے یہ بات نہ کیا کریں کہ میں تھک گیا ہوں''۔۔۔

میں ابو کے ساتھ اپنے گھر جانے کے لئے چل پڑی۔ ابو نے اپنی کار چلائی تو کچھ دیر کے فاصلے پر دیکھا کہ ابو کے ہمسائے میں ایک جرمن فیملی اپنے

بچے کے ساتھ بھاگتی ہوئی کہیں جارہی ہے۔ابو نے فوراً اپنی کار روک دی اور اُن سے پوچھا ''خیریت ہے؟ جہاں جانا ہے آپ کو، میں چھوڑ دیتا ہوں''۔ میں یہ سب دیکھ کر ابو پر رشک کرتی رہی۔ مجھے ماضی کے وہ دن یاد آگئے جب ابو کسی بھی جماعت کے فرد کو یا کسی عزیز کو راستے میں پیدل چلتے دیکھ کر فوراً اپنی کار روک لیتے تھے۔اور اُنکو اُنکی منزل تک پہنچا کر ہی اپنا کام کیا کرتے تھے۔ہماری پوری جماعت ابو کی یہ خوبی بیان کیا کرتی تھی ۔ابو کا یہ ایک دن ہر دن کی طرح ایک جیسا ہی ہوتا تھا۔ابو کے لئے زندگی کا سکون صرف دوسروں کی ہمدردی اور خدمت کرنے میں تھا۔

ابو ہر جماعت کے فرد سے نہایت عاجزی اور انکساری سے ملا کرتے تھے۔کوئی جماعت کا فرد یا عزیز گھر کے قریب سے بھی گزرتا تو اُسے گھر آنے کی دعوت ضرور دیتے ۔ جب گھر میں مہمان آتے تو ان کی خاطر مدارات کا حد سے زیادہ خیال رکھتے۔خود کچن میں جاتے، تیاری میں امی اور بہنوں کی مدد کرتے۔

ایک بہت بڑی خوبی ابو کی یہ تھی کہ ابو کسی کے بھی بارہ میں کوئی برائی سننا پسند نہیں کرتے تھے۔کبھی کوئی کرتا تو وہیں اُسے روک دیتے ۔ اور سخت ناپسند کرتے، کہتے کہ ''بیان کرنا ہے تو دوسروں کی خوبیوں کو بیان کریں''۔ ہمیں ہمیشہ کہتے کہ کوئی آپ کو تکلیف دیتا ہے تو اسکو معاف کریں، درگزر کریں۔سب عزیز یہ گواہی دیتے ہیں کہ ابو کا اپنا بھی یہ ہی عمل پوری زندگی رہا ہے۔ایسا وقت بھی آیا جب کچھ عزیز ابو کے ساتھ سخت کلامی سے پیش آئے ،لیکن ابو نے انتہائی صبر سے اور حوصلہ سے ان کے ساتھ حسنِ سلوک کرتے ہوئے کوئی جواب نہیں دیا بلکہ انہیں معاف کردیا۔ہمیں بھی ہمیشہ بڑے جوش سے یہ ہی نصیحت کرتے تھے کہ: ''ہر ایک سے حسنِ سلوک سے پیش آئیں۔اور دوسروں کی غلطیوں اور زیادتیوں کو معاف کرنا سیکھیں۔کوئی غلط کرتا ہے تو یہ اُس کا عمل ہے، آپ نے صرف اپنے اعمال کا جواب خدا تعالیٰ کو دینا ہے''۔

ابو کی خوبیوں میں ایک بہت ہی پیاری خوبی یہ تھی کہ ابو ہر چھوٹے یا بڑے معاملہ میں گھر کے ہر فرد سے مشورہ ضرور لیتے تھے۔صرف گھر کے افراد سے ہی نہیں بلکہ اپنے دامادوں سے بھی ہمیشہ اُن کی رائے لیتے تھے۔سب کی رائے سننے کے بعد اپنا فیصلہ کرتے تھے۔

میں نے پوری زندگی ابو کو ہمیشہ ہر حال میں خدا تعالیٰ پر توکل کرتے دیکھا۔کبھی کوئی مشکل مرحلہ پیش آجاتا یا کوئی بھی پریشانی ہوتی، ابو بڑے اطمینان سے کہتے ''اللہ تعالیٰ ہی ہمارے سب کام آسان کرے گا، اُسی نے ہمیشہ ہم پر اتنے فضل کئے ہیں''۔اور اللہ تعالیٰ کا خاص فضل رہا ہے کہ ہم نے ہمیشہ ابو کے ہر کام کو ایسے معجزانہ طور پر پورا ہوتے ہوئے دیکھا جو اُس وقت بظاہر ناممکن نظر آتے تھے۔

میرے ابو کی وفات

30 اکتوبر 2010ء کی صبح، میرے ابو اپنے کام پر جانے کے لئے تیاری کررہے تھے۔امی ابو کے لئے ناشتہ تیار کررہی تھیں۔ابو کچن میں آئے اوران کے ساتھ ناشتہ تیار کرانے لگ گئے۔ناشتہ کرتے ہوئے ابو نے اپنی عادت کے مطابق، اپنا ناشتہ امی کے ساتھ بانٹا۔ابو عموماً کام پر خود جایا کرتے تھے لیکن آج کے دن بھائی نے ابو کو کام پر چھوڑنا تھا۔بھائی اور ابو صبح چھ بجے گھر سے نکل گئے۔

امی آرام کے لئے دوبارہ لیٹ گئیں، تو امی نے ایک عجیب سا خواب دیکھا کہ امی خون میں لپٹی ہوئی ہیں اور ہسپتال میں ہیں۔اس خواب کے بعد امی بہت گھبرائیں اور ابو اور بھائی کی خیریت معلوم کرنے کے لئے فون کیا لیکن رابطہ نہیں ہوا۔تقریباً 9 بج گئے لیکن رابطہ نہیں ہوسکا۔پھر کچھ دیر بعد پولیس گھر پر آئی اور بتایا کہ ابو اور بھائی کا accident ہوگیا ہے۔اور دونوں مختلف ہسپتالوں میں ہیں۔پولیس نے بتایا کہ مخالف سمت سے آنے والی کار میں ایک شخص جو کہ نشے کی حالت میں تھا، اُس نے تیز رفتاری سے ابو کی کار کو ٹکر ماری ہے۔

یہ دردناک خبر سنتے ہی امی اور بہنیں ہسپتال پہنچیں اور معلوم کرنے پر پتہ لگا کہ ابو کی حالت کافی تشویش ناک ہے۔اور بھائی اللہ کے فضل سے بہتر ہے۔کچھ دیر کے بعد ڈاکٹر نے میری بہن کو بتایا کہ '' آپ کے والد شدید زخمی ہیں، سرجری کے باوجود ان کی حالت میں بہتری نہیں ہے۔ہم آپ کے والد کو نہیں بچاسکیں گے، شاید اُنکے پاس کچھ منٹ باقی ہیں''۔میری بہن نے ڈاکٹرز سے کہا ''ہمارا ایمان خدا پر ہے، اللہ تعالیٰ قادر ہے، وہ ہی زندگی دینے کی طاقت رکھتا ہے۔''

ہماری یہ حالت تھی کہ دُعاؤں کے سوا کوئی بات سمجھ نہیں آتی تھی۔ میں آئرلینڈ سے جرمنی پہنچ گئی۔اُسی رات ڈاکٹر نے بتایا کہ ''اچانک سے آپ کے والد کی طبیعت میں بہتری ہوگئی ہے''۔ساری رات ہم سجدوں میں گرے رہے، اگلے دن ڈاکٹر نے بتایا کہ آپ کے والد معجزانہ طور پر بہتر ہوگئے ہیں جبکہ ایسا ہونا ناممکن تھا''۔اس حادثہ کے تین ہفتے تک ابو کی تقریباً 5 سرجریز ہوئیں۔اور ابو کو اس عرصہ میں بے ہوش رکھا گیا اور جب ہوش میں لے کر آئے تو ابو صرف

آنکھیں کھولتے تھے۔ ہم ابو کے پاس جاتے اور اُنکا ہاتھ تھامتے، ان سے باتیں کرتے تو انکی آنکھوں سے آنسو رواں ہو جاتے۔ اُن کو کبھی زندگی میں ہم نے بیمار ہوتے نہیں دیکھا تھا، انکو کبھی اپنے کاموں سے تھکتے نہیں دیکھا تھا۔ اور آج ہم اُن کو اس حالت میں دیکھ رہے تھے، ہماری اُس کیفیت کو لفظوں میں بیان نہیں کیا جا سکتا۔ پورے ایک ماہ تک دنیا کے بے شمار جگہوں پر ابو کے لئے دُعاؤں کی درخواست کے اعلانات کئے جاتے رہے۔

ابو کی وفات سے 2 دن پہلے میں نے خواب میں دیکھا کہ میرے پاس میرے تایا ابو مرحوم کھڑے ہیں اور میرے قریب میری امی اور باقی رشتہ دار بھی ہیں۔ اور وہ سب مجھے اصرار کر رہے ہیں کہ تم اپنے پرس میں سے اپنی قیمتی چیز نکال کر تایا ابو کو صدقے کے لئے دے دو۔ میں بہت روتی ہوں کہ میں ایسا نہیں کر سکتی۔ سب میرے پرس میں سے ایک انگوٹھی نکالتے ہیں کبھی دوسری۔ اور میں ہر بار دینے سے انکار کرتی ہوں۔ پھر میں ایک عام سی انگوٹھی نکالتی ہوں اور کہتی ہوں ''یہ لے لیں''۔ لیکن سب کہتے ہیں: ''نہیں، ہمیں تمہاری سب سے قیمتی چیز چاہئے''۔ میں روتے ہوئے سوال کرتی ہوں کہ'' آپ مجھ سے ہی کیوں مانگ رہے ہیں''۔ جواب ملتا ہے کہ: 'یہ صدقہ تم نے ہی دینا ہے'۔

میری امی روتے ہوئے کہتی ہیں کہ'' کرن تم اگر انگوٹھی نہیں دے سکتی تو اس میں جو تمہارے پیسے ہیں وہ ہی دے دو''۔ یہ سن کر میں کہتی ہوں،'' امی میں یہ کیسے دے سکتی ہوں۔ یہ پیسے ایک عرصہ سے جمع کر رہی تھی۔ یہ دینے کے بعد میرے پاس کچھ نہیں رہے گا''۔ میں روتی جاتی ہوں اور تایا ابو کہتے ہیں' بیٹا تمہیں یہ دینے پڑیں گیں''۔ اور پھر وہ لے جاتے ہیں۔

پھر منظر بدل جاتا ہے اور میں دیکھتی ہوں کہ میرے ابو میرے کمرے میں صوفہ پر آرام سے بیٹھے ہیں۔ (جیسے وہ اکثر مسجد کے بعد میرے گھر پر آکر بیٹھا کرتے تھے) میں ابو کے پاس قدموں میں بیٹھ جاتی ہوں اور زار و قطار روتے ہوئے کہتی ہوں:'' ابو، میرے پاس جو پیسے جمع تھے وہ تایا ابو نے مجھ سے لے لیئے ہیں، میں نے یہ جمع کرنے میں عرصہ لگایا تھا۔ ابو، اب میں کیا کروں''۔ میری یہ بات ابو بہت اطمینان سے سنتے ہیں اور مجھے تسلی دیتے ہوئے کہتے ہیں۔ ''اچھا۔ کچھ سوچتے ہیں''۔

ابو کی وفات سے ایک رات پہلے میں ساری رات نوافل پڑھتی رہی۔ صبح ۵ بجے لیٹی تو آنکھ لگنے پر خواب میں دیکھا کہ ہم سب کسی شادی کے لئے تیار ہوئے ہیں۔ اور باجماعت نماز پڑھنے کے لئے قطاروں میں کھڑے ہو رہے ہیں۔ اُسی دن، accident کے پورے ایک ماہ کے بعد 30 نومبر 2010ء کی صبح 6:36 پر ابو کی وفات ہوئی۔ یہ وہ ہی تاریخ اور بالکل وہ ہی ٹائم تھا جس وقت ابو کا accident ہوا تھا۔ خدا تعالیٰ نے یہ 30 دن ہمیں اپنا رحم کرتے ہوئے ہمارے لئے صبر کا سامان کرتے ہوئے ہمیں عطا فرمائے۔

ابو کی نماز جنازہ بیت السبوح میں پڑھائی گئی جہاں پر باوجود خراب موسم کے اس قدر حاضری تھی کہ کھڑے ہونے کی بمشکل جگہ تھی۔ ہر فرد یہ کہتا تھا کہ'' آپ کے والد صاحب کے ساتھ ہمارا بہت گہرا تعلق تھا۔ وہ بہت ہی پیاری شخصیت کے مالک تھے''۔ اکثر ایسے افراد بھی تھے جن کو ہم ذاتی طور پر جانتے بھی نہیں تھے لیکن ابو کے حسنِ سلوک کے واقعات سب سے سن رہے تھے۔ دوسرا نماز جنازہ ڈیٹسن باخ میں تدفین سے پہلے ہوا جس میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے اُسی طرح سے بے حساب حاضری تھی۔ پیارے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ازراہِ شفقت بیت الفضل لندن میں 29 دسمبر 2010ء کو ابو کی نماز جنازہ غائب پڑھائی۔

ابو کی تدفین کے کچھ دنوں کے بعد امی نے خواب میں دیکھا کہ ابو گھر پر آئیں ہیں اور امی کو گلے لگاتے ہیں، امی خواب میں کہتی ہیں کہ'' آپ تو فوت ہو گئے تھے، آپ کیسے آئے ہیں؟''۔ ابو کہتے ہیں،'' کس نے کہا میں فوت ہو گیا ہوں۔ میں زندہ ہوں، دیکھو میں بالکل ٹھیک ہوں اور بہت خوش ہوں''۔ الحمدللہ۔

قارئین کرام سے عاجزانہ دُعا کی درخواست ہے۔ دعا کریں اللہ تعالیٰ میرے پیارے ابو کے درجات بلند سے بلند کرتا چلا جائے۔ اور انکو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ آمین۔

خدا تعالیٰ ہم سب کو ان کی خوبیوں کا وارث بنائے اور ان تمام نیکیوں کو زندہ رکھنے کی توفیق دے جو ہمارے ابو کی ذات میں جلوہ گر تھیں۔ آمین۔

یہ بے ربط تحریر پیارے ابو مغفور کے اعلیٰ مقام کے اظہار کے لئے کچھ بھی نہیں سوائے ایک بیٹی کے جذبات کا ٹوٹے پھوٹے الفاظ میں اظہار۔

یہ نازش صد شمس و قمر تیرے حوالے
مولیٰ میرا نایاب پدر تیرے حوالے

بزمِ ناصرات

کامیابی کا راز

دو بہت گہری سہلیاں تھیں۔ دونوں ذہین اور لائق تھیں۔ شمائلہ اور رخسانہ سب کام اکٹھے کیا کرتی تھیں۔صوم وصلوٰۃ اور وقت کی پابند تھیں۔کلاس میں پہلی دوسری پوزیشن ان کی ہوتی تھی۔لیکن وقت نے ایسا پلٹا کھایا کہ رخسانہ کو اس بات کا گھمنڈ ہونے لگا کہ وہ بہت ذہین ہے۔اور وہ امتحان سے دو روز قبل ہی ساری تیاری کرلے گی۔اس کی ٹی وی کی سرگرمیاں بڑھ گئیں۔جبکہ شمائلہ دیگر سرگرمیوں کے ساتھ ساتھ پڑھائی پر بھی توجہ دیتی رہی اور چھٹیوں میں اس نے خوب اچھی تیاری کر لی۔جبکہ رخسانہ پیپرز والے دن پڑھنے بیٹھی تو بہت مشکل میں پڑ گئی۔ بہت سے سوال اس کی سمجھ میں نہیں آ رہے تھے۔آخرامتحان کا نتیجہ آنے پر شمائلہ نے پوزیشن لی اور وہ کامیاب ہوگئی۔ جبکہ رخسانہ کم نمبروں کی وجہ سے پشیمان ہوئی۔ دیکھا پیاری ناصرات! ہمیں وقت کو ضائع نہیں کرنا چاہیے۔ جولوگ وقت کو ضائع کرتے ہیں وہ کبھی کامیاب نہیں ہوتے ہیں۔ کامیابی کے لئے عاجزی ہونا بھی ضروری ہے۔رخسانہ بھی بعد میں بہت پچھتائی اور روئی۔ لیکن اب پچھتائے کیا ہوت جب چڑیاں چگ گئیں کھیت۔

پہیلیاں

۱۔ مخمل کے پردے،خوشبو کا گھر،صبح سویرے کھلتا ہے در

۲۔نیلی چادر پیلے پھول،ان پر نہ مٹی ہے نہ دھول

۳۔ایسی کوئی چیز بتائیں جو برتن سمیت ہی کھا جائیں

جواب: ۱۔گلاب کا پھول۔ ۲۔تارے۔ ۳۔کون آئس کریم

انسان کے تین دوست

علم،دولت اورعزت تینوں دوست تھے۔ایک مرتبہ ان کے بچھڑنے کا وقت آیا۔ علم نے کہا:’’ مجھے درس گاہوں میں تلاش کیا جاسکتا ہے‘‘۔ دولت نے کہا: مجھے امراء اور بادشاہوں کے دربار اور محلات میں تلاش کیا جاسکتا ہے‘‘۔ عزت خاموش رہی۔علم اور دولت نے عزت سے اس کی خاموشی کی وجہ پوچھی تو عزت آہ بھر کر کہنے لگی:’’جب میں کسی سے بچھڑ جاؤں تو دوبارہ نہیں ملتی۔

میں ہوں ایک احمدی بچی

میں ہوں ایک احمدی بچّی
مسلم ہوں میں اک سچّی

محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے عشق ہے مجھ کو
احمدیت سے محبت سچّی

قرآن مجھے ہے پیارا
سیکھوں گی تلاوت اچھی

نمازوں میں سکوں ہے ملتا
اللہ کو میں دیکھوں سچّی

ماں باپ کی خدمت کرکے
جنت میں جگہ میری پکّی

احمدؑ سے کروں بے وفائی
ایسی نہیں ہوں عہد کی کچّی

میں ہوں اک احمدی بچّی
مسلم ہوں میں اک سچّی

(فائزہ مقبول احمد۔ڈبلن عمر 7 سال)

مسکرائیں

☆ ایک کنجوس دوسرے کنجوس سے۔کدھر جارہے ہو؟
دوسرا کنجوس:’’کنگھی خریدنے‘‘۔پہلا کنجوس:(حیرت سے)لیکن ابھی دس سال پہلے تو تم نے کنگھی خریدی تھی پھر اتنی جلدی کیوں۔دوسرا کنجوس:’’دراصل اس کا ایک دندانہ ٹوٹ گیا ہے‘‘۔پہلا کنجوس:’’صرف ایک دندانہ ٹوٹنے سے نئی کنگھی لوگے؟ دوسرا کنجوس بولا: درصل وہ آخری دندانہ تھا۔

☆ دو بچے آپس میں بات کررہے تھے۔ پہلا بچہ:’’میرے ابو سڑک پار کرتے وقت بہت ڈرتے ہیں‘‘۔دوسرا بچہ: تمہیں کیسے معلوم؟ پہلا بچہ:’’کیونکہ وہ سڑک پار کرتے وقت میرا ہاتھ پکڑ لیتے ہیں۔

2011 FIRST EDITION - VOL. 2

Magazine MARYAM

A MAGAZINE BY LAJNA IMAILLAH IRELAND

Backbiting	Relationship of love	Jihad with Swords	Unforgettable Moments
Friday Sermon delivered by Hadhrat Mirza Masroor Ahmad (atba) on 26.12.2003	*Speech delivered by National President Lajna Imaiilah Ireland*	*True concept of Jihad, Jihad -Supreme efforts in the way of Allah*	*Memorial days with Hadhrat Mirza Masroor Ahmad in Ireland*
Page 5	**Page 7**	**Page 17**	**Page 20**

Chief Editor

R. Kiran Khan

National President Lajna Ireland

Tayyaba Mashood

Missionary In-charge

Maulana Ibrahim Noonan

Assistance

Khalida Ifthikar,
Najia N. Malik,
Shamifa Zaheer, Shazia Muzaffar,
Hania Ahmad, Nida Mannan

Translation

Nazia Zaffar

Layout, Graphic Design & Cover page

R. Kiran Khan

Email Contact:

maryam.magazine@gmail.com

Ahmadiyya Muslim Community

The Ahmadiyya Muslim Community is a religious organization, international in its scope, with branches in 189 countries in Africa, North America, South America, Asia, Australasia, and Europe. The Ahmadiyya Muslim Community was established in 1889 by Hadhrat Mirza Ghulam Ahmad as (1835-1908) in Qadian, a small and remote village in the Punjabi province of India. He claimed to be the expected reformer of the latter days, the Awaited One of the world community of religions (The Mahdi and Messiah). The Movement he started is an embodiment of the benevolent message of Islam – peace, universal brotherhood, and submission to the Will of God – in its pristine purity. Hadhrat Ahmad (as) proclaimed Islam as the religion of man: "The religion of the people of the right path" (98:6).The Ahmadiyya Muslim Community was created under divine guidance with the objective to rejuvenate Islamic moral and spiritual values. It encourages interfaith dialogue, diligently defends Islam and tries to correct misunderstandings about Islam in the West. It advocates peace, tolerance, love and understanding among followers of different faiths. It firmly believes in and acts upon the Qur'anic teaching: "There is no compulsion in religion" (2:257). It strongly rejects violence and terrorism in any form and for any reason.

After the passing of its founder, the Ahmadiyya Muslim Community has been headed by his elected successors. The present Head of the Community, Hadhrat Mirza Masroor Ahmad, was elected in 2003. His official title is Khalifatul Masih V or Fifth Successor of the Promised Messiah.

Submitting an Article

All articles must be the author's own original work and by submitting an article to Maryam Magazine the author is granting full rights to the Maryam Magazine for publication in Maryam Magazine. Additionally, unless otherwise specified on submission, the author is giving Maryam Magazine full editorial control over the article. The Editorial Board may seek to amend the article as it sees fit whilst seeking to retain the meaning implied by the author.

Please note by submitting the article it does not guarantee to be published in the Maryam Magazine. The decision not to publish an article is up to the Editorial board of Maryam Magazine without any notice.

Articles published in the Maryam Magazine reflect the views of their respective authors and may not reflect the views, beliefs and tenets of the Ahmadiyya Muslim Jamā`at Ireland.

Quranic Verses

﴿ يَآيُّهَاالَّذِينَ اٰمَنُو ااجتَنِبُوا كَثِيرًا مِّنَ الظَّنِّ ز
اِنَّ بَعضَ الظَّنِّ اِثمٌوَّ لَا تَجَسَّسُواوَلَا يَغتَب بَّعضُكُم بَعضًا ط

اَيُحِبُّ اَحَدُ كُم اَن يَّاكُلَ لَحمَ اَخِيهِ مَيتًا فَكَرِهتُمُوهُ ط وَ تَّقُو ا اللّٰهَ ط اِنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ رَّحِيمٌ ﴾

O ye who believe! avoid most of suspicions; for suspicion in some cases is a sin. And spy not, nor back-bite one another. Would any of you like to eat the flesh of his brother who is dead? Certainly you would loathe it. And fear Allah, surely, Allah is Oft-Returning with compassion and is Merciful [49:13]

﴿ وَيلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةِ ۙ ﴾

Woe to every backbiter, slanderer, [104:2]

Ahadith: Prophecies of the Holy Prophet (pbuh)

The definition of Backbiting & Slander

Prophet Muhammad said :"Do you know what backbiting is?" They said, "God and His Messenger know best." He then said, "It is to say something about your brother that he would dislike." Someone asked him, "But what if what I say is true?" The Messenger of God said, "If what you say about him is true, you are backbiting him, but if it is not true then you have slandered him." (Muslim)

On the authority of Abu Hurairah, may Allah be pleased with him, who narrated that the Messenger of Allah, peace be upon him, said: "Amongst the worst of people is the one with two faces; he who comes with one face to these and another face to those." [Muslim]

Writings of the Promised Messiah (as)

Thinking ill of others

To think ill and attribute wrong motives to others' actions is a diseased and distorted attitude in man which destroys the quality of his faith and righteousness and consumes it as rapidly as blazing fire consumes tinder. When such diseased people make prophets of God the target of their insinuations and think ill of them, God becomes their enemy and stands up in defense of His prophets, He guards the honor of His dear ones with such jealousy as is unparalleled. (Al-wasiyat: footnote: Roohani Khazain Vol 20 p 317)

I tell you truly that the habit of thinking ill of others is a great affliction which destroys a person's faith, flings him away from truth and turns his friends into foes. In order to attain the excellent virtues of a Siddeeq (Siddeeq is a term used by the Holy Quran indicating a spiritual rank next to that of prophets) it is necessary that a person should altogether shun the habit of thinking ill of others, he should forthwith repent and seek forgiveness repeatedly and pray to God that he may be protected from committing this folly again and be saved from its consequences. This spiritual malady should not be taken lightly. It is highly dangerous disease which speedily destroys its victim,. (Malfoozat Vol. 1:p356)

MESSAGE

by Dr. Aleem uddin - National President of Ahmadiyya Muslim Association in Ireland

Respected Sadar Sahiba Lajna Imaillah Ireland

Assalam o Alaikum Wa Rahmatullahe Wa Barakatuhu

I received your request to write something to be printed in the Maryam magazine for the Lajna Imaillah. In this regards I would like t o draw Lajna Imaillah Ireland's attention to the following issues:

1. *All the lajna and Nasirat should observe the five daily prayers regularly. They should question their children at bedtime if they had offered all their prayers during the day.*
2. *Pay attention to children's upbringing. Always try to fill their hearts with Allah's love and greatness. Assess for yourself that do we pay as much attention to our children's spiritual upbringing, as the efforts that we make for their worldly education. Update children's religious knowledge a little everyday. You take pain to prepare them for school daily. Their school housework is checked everyday. Is the same effort put into their weekly religion class? If not then seek Allah's forgiveness and pay attention towards it. No place in this world is as efficient for children's good upbringing as the mothers lap! If we can make our children true Ahmadi at this stage, this will not only save them from the bad influence of the society rather than they will be the main contributor in laying down the solid foundation of Jamaat-e-Ahmadiyya Ireland in coming years. Insha Allah Talaa.*
3. *I have a special request for Lajna with children in this regard that they should pay special attention for the Tarbiyyat of their children.*

4. *One of the purposes for sending Hadhrat Massih Maud (as) was to establish such a poise jamaat whose exemplary behavior will remind this world about the existence of God. Therefore try to be God fearing. Try to put faith matters and religious purpose ahead of your worldly interests. It is extremely important to promote love and brotherhood amongst each other for the jamaat's development. Try to respect every brother and sister. Clean your hearts from all sorts of pride and arrogance. Be humble and modest and avoid backbiting.*
5. *Write to Hazoor for dua and inculcate this habit in your children too, to write to Hazoor at least once a month.*

May Allah enable us to practice the above mentioned, Ameen.

Wassalam
Humbly
Dr. Aleemuddin
National President Ireland

EDITORIAL

By the grace of Allah, and with the help and blessings of Allah, lajna Imaillah Ireland are publishing their second edition of Maryam magazine, Alhumdullillah. We are very grateful that we have our beloved Huzoor's prayers with us, as without our beloved Huzoor's prayers; we would not have been able to complete the second edition of Maryam Magazine. The topics of this edition are: Backbiting , Jealousy and Misconception.

Backbiting means speaking ill of someone who is absent and therefore is unable to defend himself. Before judging someone else, we should evaluate ourselves. By evaluating ourselves, we can examine our weaknesses and therefore, we might not be able to comment on someone else's weaknesses. According to Hadhrat Abu Huraira (ra), Hadhrat Mohammad Mustafa (s.a.w) said "If a person keeps the secret of another Muslim, Allah will keep the secrets of this person in this world and in hereafter".

Once Hadhrat Mohammed (s.a.w) mentioned that before commenting on someone else's weaknesses, just judge yourself first. You might find those very weaknesses within you and therefore it might stop you from commenting on others.

Al-muslimu mir'aa-tul muslimi- "A Muslim is a mirror of another Muslim (Bukhari). Hadhrat Khalifa tul Massih-IV in his address, Jalsa Salana Canada on july 7, 1991, said: "A mirror always provides the true image of a person who chooses to consult it, highlighting all the details of his beauty or ugliness. He would receive this message without negative reaction against the mirror, because this message is based on truth, honesty and secrecy. He would rather be grateful to the discretion mirror if it was a living thing".

"This is exactly how the believers should reform a society, by inviting people to goodness and preventing them from following evil things. If the callers to the path of Allah make use of this golden rule, he will begin to attract people to the path of Allah. (Al-Quran 3:105, 3:111)

Dear Lajna and Nasirat, I have a humble request that whenever you send articles for magazine. Kindly, always reference them correctly as it helps us to know where exactly the information is coming from. It is very important to reference if you copy something from the internet or if you get articles from books. It would be great if you write something in your own words or if you write your own experiences as it has a great influence on people than the stuff you get from books or internet.

I request everyone to please pray for this magazine's success and May this magazine help you and guide you in your everyday life, Amen.

I am very grateful to our National President, Mrs Tayyaba Mashood who supported me to make this magazine a reality. I would also like to thank everyone who helped me to bring another edition of Maryam Magazine. Thank you everyone for your help and support. May Allah reward everyone who sent articles and helped me, Jazakallah.

Wasalam,

Rasheda Kiran Khan

Editor Maryam

Email: *maryam.magazine@gmail.com*

FRIDAY SERMON

Backbiting

and the Perils of indulging in it

Sermon Delivered by Hadhrat Mirza Masroor Ahmad (atba) - Head of the Ahmadiyya Muslim Community.

In today's Friday sermon, Huzoor focused on the issue of backbiting and the perils of indulging in it. Huzoor reminded us that some of the vices may apparently look insignificantly small, but they have long-lasting and widespread effects on the entire society. Backbiting is one such vice, among others. A Hadith describes backbiting to be equivalent to eating the flesh of a fellow Muslim brother. Even the most cruel tyrant would be reluctant in engaging himself in such a filthy act. Huzoor related an account where a companion of the Holy Prophet , along with his friends, walked by the body of a dead mule, whose stomach had swollen after its demise. The companion said that it is better to eat the flesh of this mule than backbite against a Muslim brother.

Huzoor explained that cultured and sensible people know better not to eat the flesh of another human being, but they freely indulge themselves into the habit of backbiting without any qualms. If one does realize his mistake and vows to refrain from such activities, he should ask for forgiveness from Allah, seek His divine help and strive to become righteous. Allah is most Forgiving and most Merciful.

Some people don't know the definition of backbiting and they pass nasty remarks about others without realizing that they are backbiting. The Promised Messiah explains that anything which may be said in the presence of a person and would be unpleasant to him becomes part of backbiting when said in the absence of that person. Generally, backbiting about the following in a person's absence would be unpleasant to him if he found out: his spirituality, his worldly matters, his physical appearance, financial status, his spouse, his servants, his personality and his relationships with others.

People often talk about others fearlessly but they do not like it if they become the subject of such talk. Therefore, as a rule, one should never participate in any activity that would be hurtful if someone else does the same to you. Hadhrat Khalifa tul Massih I advised that one should abstain from being too curious about the lives of other people because that leads to backbiting which in turn leads you away from becoming righteous. The Promised Messiah advises us to abandon the habit of backbiting because Allah abhors those who backbite. Ask for forgiveness and Allah, the Almighty, has the power to set you towards the right path.

Some people take pleasure only in listening to others while they gossip and think that they are not backbiting, but gradually, they become part of the talking circle and commit this grave sin. Children from the very early stage should be trained not to participate in any gathering where such conversations are taking place. The promised Messiah notes that backbiting is more common among women. They should make an extra effort to refrain from it. There is a Hadith that states that in Paradise, there will be an abundance of poor people, whereas in Hell, an abundance of women. Some vices are more common among women, such as vanity, superiority complex, backbiting, rivalry, etc. Whether it is a male or a female who possess these weaknesses, they should strive against them. Even though we don't find many people in our jamaat who possess these ill habits, but because the society that we live in affects us all, we should always protect ourselves against them, and assess ourselves periodically.

A Hadith reminds us that the beloved of Allah are those who possess His attributes and one is reminded of Allah when one sees such a man. We should strive to become such a person who is the beloved of Allah.

The Holy Prophet was so cautious that he would warn against the slightest indications of a sinful activity. At one occasion, all Hadhrat Ayesha ra said to the Holy Prophet about someone was that she is short. The Holy Prophet said that even this is backbiting. At another occasion, the Holy Prophet said that on the day of Qiyamah, a man's deeds will be read out to him. He will remind Allah of the good deeds he had done, but Allah will say that those good deeds have been taken away from your account because you participated in backbiting. Such is the gravity of this sin that it takes your good deeds away from you.

Hadhrat Musleh Maud r.a explains that the wisdom behind this tenet of Islam i.e. prohibition of backbiting is that a person forms an opinion about another based on false rumors he has heard through gossip. Since such an opinion is based on misunderstanding, it creates differences among the community members and prevents harmonious relationships to form between them.

The Holy Prophet says listening to gossip and indulging in gossip are both forbidden.

Huzoor reminds us that no one is perfect, therefore we must look at our own condition critically before we raise our finger towards another person. It takes a courageous man to look at his own faults. Once he starts to observe himself, he will refrain from talking about others. The Promised Messiah has reminded women that they should avoid dishonesty, criticism of others, exaggeration and false accusations.

Huzoor said that we should not be the judge of another person's good or bad disposition, but let Allah be the Judge because only He knows the true state of a man's heart. If we see a weakness in another person, we should pray for that person with a sincere heart instead of criticizing him.

In the end, Huzoor said that we should busy ourselves in doing *astaghfar* at all times. He prayed for the Jamaat that Allah enables us to follow the advice of the Promised Messiah and to become righteous, Ameen.

(Friday Sermon 26th June 2003)

What is Sin?

The Promised Messiah (peace be on him) explained sin as:

"God is the source of eternal happiness and pleasure for man's life. When a person separates from Him or leaves Him in one way or another, about such a state of a per- son it is said that he has sinned."
Malfoozat, Vol. 10, pp.357

First Mosque in Ireland

Summary of Friday Sermon delivered by Hadhrat Khalifa tul Massih V, on September 17, 2010

On September 17, 2010, Hadrat Khalīfatul Masīh V[aa] delivered the Friday Sermon at Galway, Ireland. Huzur recited verses 128 and 129 of Sūrah Al-Baqarah, which are translated as follows:

'And remember the time when Abraham and Ishmael raised the foundations of the House, praying, 'Our Lord, accept this from us; for Thou art All-Hearing, All-Knowing. 'Our Lord, make us submissive to Thee and make of our offspring a people submissive to Thee. And show us our ways of worship, and turn to us with mercy; for Thou art Oft-Returning with compassion and Merciful.'(2:128-129)

Huzur[aa] said that this is my first visit to Ireland and I have come to lay the foundation of the first Ahmadiyya mosque in this country. Galway, where Allāh has enabled us to build this mosque, is also considered a corner of the world. Our sole purpose in building mosques is to be able to purify our hearts and to bow down before our Lord five times every day.

Huzur further said that when Allāh gave the Promised Messiah[as] the glad tiding that He would spread his message to the corners of the earth, He spoke of the same message which has been conveyed to us by the Holy Qur'ān in the form of the perfect Law. Today we can see that the message of the Promised Messiah as is reaching every corner of the earth through the medium of MTA. This clearly proves that Allāh has and will always continue to fulfill His promises to the Promised Messiah[as].

Huzur said that it is true that the friends of God are certain of the fulfillment of His promises, but they are also aware that Allāh is Independent and Besought of all. Hence, they are anxious lest any weakness on their part should delay the fulfillment of these promises. They do not leave any stone unturned in their endeavours, in their prayers and in their sacrifices. They seek Allāh's blessings and their hearts are awed by Him.

Huzur[aa] added that the verses I have recited are usually read out on the occasion of building a new mosque and remind us of the true purpose of the building of mosques. We have to look deep into ourselves and offer sacrifices while beseeching Allāh to accept them and enable us to come closer to Him.

Huzur said that one achieves nearness to Allāh only if he fulfils his pledges and demonstrates the loftiest standards of loyalty and devotion. Every Ahmadī has made a pledge to be ever ready to sacrifice his life, his possessions, his time and his honour. When it comes to sacrificing one's wealth, what would be more appropriate than to spend it for the building of a mosque so that those who wish to worship Allāh may be able to do so. On these occasions, Allāh has taught us to pray that our children may also form a Jamā`at of pious people, who worship Him, stick to nizām-e-Jamā`at, show the highest morals and fulfil their obligations to mankind. This is the purpose which requires all our efforts and prayers.

Huzur[aa] continued on to say that our mosques should be such as are built upon taqwa. The building of this mosque will become an occasion of true joy if it makes us more obedient to God and if we are able to fill it with eager and devoted worshippers. In the above verses we have also been taught to pray that Allāh may enable us to make sacrifices that are acceptable to Him. We have also been taught to pray that Allāh may have mercy on us, may overlook our faults and forgive us, for He is oft-returning with compassion.

Huzur said that the new mosque will also open for us new avenues of Dawat Il-Allāh and we will have to put in more effort to convey our message. We will also have to present a good example before others and also to pray that Allāh may have mercy on us, and give us the power to do good deeds. May Allāh enable us to do so. Āmīn.

Relationship of LOVE and harmony

Backbiting wipes away your good deeds

Speech by Tayyaba Mashood - National President Lajna Imaillah Ireland

The president of Lajna Imaillah Ireland spoke about adherence to the system of Jamaat and holding grudges to the ladies session of the 9th Jalsa Salana, Ireland. It is presented here for the benefit of all.

Praise is to Allah for enabling us to organize us the 9th Jalsa Salana. May Allah make it a success and fill our houses with the spiritual blessings of this Jalsa and may we, by the Grace of Allah, gather the blessings of Hadhrat Massih Maud.

I see some new faces here today. I'd like to welcome you all and may your move to Ireland prove very lucky, Ameen.

I'd like to congratulate you all at the Hazoor's successful tour of Ireland. Thank god Hazoor was very pleased with our jamaat. Hazoor has praised our Jamaat and especially our lajna organization. May we always gain the pleasures of our Khalifa and may we never displease him. Ameen

The Ireland jamaat is small in size. It has been nine years since the organization of Lajna Imaillah was founded here. We are all like a family and we know each other well, I am very proud of my jamaat. We all share as loving relationship, but now I can see some evils sprouting and if these are not dealt with now, they can give way to bigger evils.

The first among these is the adherence to the system of jamaat. I can see this at some places and in some sisters. Either they do not understand the concept of adherence to Jamaat organization or they do so due to their false ego.

Nothing can succeed in this world without discipline and having a system in place. The system of Jamaat-e-Ahmadiyya is very prestigious because Allah and his beloved prophet (pbuh) directed towards it. As long as we follow this system we will be blessed by Allah and by Hadhrat Khalifa tul Massih. The moment we break away from the system, we'll never be able to reach our destination, like those who've lost their path. (alfazl 27 sept 2010)

In the Quran it is stated Surah al baqarah verse 209

‘ Oh those who believe enter into (the perimeters) of abeyance'

It is stated in Surah al nisa verse 60

‘ O those who believe obey Allah and obey the prophet and also obey your rulers/authorities'.

Verse no 17 of Surah al Fateh states

‘ You will be rewarded well if you obey but if you turn your backs like those before you he will torment you'

The system of Jamaat Ahmadiyya brings together every Ahmadi, into a relationship of love and harmony. They are trained to work as a team.

The holy prophet has put the rulers and authorities in the same category as Allah and the prophet (pbuh) and has demanded the same level of abeyance for rulers and authorities as for Allah and the Prophet. The Holy Prophet (pbuh) has said ‘ those who obey me, is though as they obeyed Allah. And those who obey my Ameer have obeyed me. Similarly those who disobey me have disobeyed Allah and those who disobey my Ameer have disobeyed me'.

This Hadith proves that obedience of the Ameer is compulsory under all conditions. When someone is appointed as Ameer, caretaker or office bearer you are obliged to obey him.

Hadhrat Khalifa-tul-Massih Fifth (atba) says ‘who amongst us would like to be cast out of the perimeters of obedience of the Holy Prophet (pbuh). Any Ahmadi cannot even imagine this. Hence when we can't even imagine it, we should enforce the obedience of Ameer and office bearers upon us, purely for the pleasure of Allah. Remember that you are not allowed to disobey any office bearers and by disobeying them you are disobeying the Khalifa of your times. Hence adherence to the system of our jamaat is vital for all our survival.

(Khutbat-e-Masroor vol. pg. 266)

Similarly Hadhrat Khalifa tul Massih-ul- Fifth (atba) also stated in his sermon dated 1st July 2005:

Remember that wherever love exists, devil tries to implant seeds of hatred. You should be aware of such people. Keep an eye on your surroundings. If you hear anything that is against the dignity of the jamaat and respect of the Khilafat, please inform the office bearers, Ameer Sahib or myself because sometimes even very small things can lead to big troubles.

Here I'd like to clarify that every office bearer represents his or her Khalifa in some way or the other. When they ask or forbid you from something you should not have any ill feelings because they are only trying to convey whatever has been conveyed to them from the office of the Khalifa.

If you obey them it would mean obedience of the Khalifa and similarly their disobedience means disobedience of Khalifa.
At times we hear things like 'so and so is showing off being an office bearer or President'. This is a foolish thing to say because they would not be justifying their office if they do not draw your attention towards your shortcomings. Every office bearer is answerable to Allah and the Khalifa, if he/she did justice to his/her office. And they can only do justice to their office if they convey Allah and the Khalifa's message to you effectively. Now its up to you to decide whether they should please you or Allah.
Hadhrat Massih-e-Maud (as) had warned his Jamaat saying 'he who does not obey wholly, brings a bad name to the Jamaat. Friends ! it is very important to gather the blessings of the system of jamaat, that we follow our Imam as a shadow follows the body. (Fateh Islam, Rohani Khazaen Vol 3 page 34)

Our beloved Hazoor states 'the standards and speed of the progress of a nation or jamaat depends on the levels of obedience. Whenever the levels of obedience drop, the speed of progress drops and it even makes it hard to achieve high levels of spirituality. Patience and sacrifices are needed to achieve a high level of obedience' (Khutbaat-e-Masroor Vol 2 page 604-614)

Obedience is such an act that no system can work without this nor you can complete any task. Where there is no obedience ,there is chaos. The only system that is successful in the world is the one, which works under the spirit of obedience.
(Alfazal 27 September 2010)

Backbiting, curiosity and holding grudges also give way to different vices in our community, and those who lack the spirit of obedience easily fall prey to such evils. When we forbid a sister from back biting they reply that 'it's not backbiting, it's a fact'. They forget that actually, forwarding a fact in someone's absence in such a manner that would lead to grievance and misunderstandings is backbiting.
It is stated in the Quran (al Humaza 2)

Hadhrat Anas states that the Holy Prophet (saw) said 'on the night of Mairaaj, I passed a group of people who had copper nails and they scratched their faces and chests. I asked 'O Gabriel who are these? Gabriel replied 'these are people who indulged in backbiting' ' (Abu Daud)

Hence look for positivity and excuse/forgive weaknesses. Do not propagate other's weaknesses in their absence. Try to guide them to the right way and draw their attention to their weaknesses in a polite manner. Every individual is respectable so we should not look down upon anyone. Propagation of weaknesses leads to bad vibes and misunderstandings. Our beloved prophet (saw) has said 'One who does not exposes the weaknesses of Muslim brother in this world, God will protect him/her in this and next world. *(Termazi)*

Assess yourself, are we free of weaknesses? You will realize that being human, it's not possible to be perfect. Hence we should overlook each other's small weaknesses.
Hadhrat Massih Maud (as) stated "Members of our jamaat should pray for those brothers/sisters who may have some weaknesses. If they do not pray for them and instead they forward it to others, this will start a vicious circle of sins and would not help in any way in overcoming weaknesses. Every evil can be corrected by prayers. We should therefore help our brethren by duas" (Malfoozaat Vol 4 pg 61)

The Quran equals backbiting to eating the flesh of your brother *(Al Hijraat; 13)*
Curiosity leads to grudges and this leads to backbiting. It is an evil that none of us would like to indulge in.
Hadhrat Khalifa tul Massih Awal said that a Sufi had a vision that a man indulges in backbiting. He vomited and there were bad smelling pieces of flesh in his vomit.
(Haqaeq ul furqan Vol4 pg 6 & 7)

This is indeed a matter of concern. But nowadays due to free unlimited phone calls, come sisters indulge in backbiting endlessly without realizing. They state that they are not in the habit of backbiting. These things circulate in the whole house and even the children hear these and get influenced. Children brought up in such a negative atmosphere will fall into the habit of backbiting when they grow up! In fact some children develop curiosity and inform their parents about the affairs of other friends houses because they are aware of their mothers interests and curiosity about others.

Hadhrat Musleh Maud has said ''women are like precious stones but if they are not brought up well then their worth is not more than a piece of raw glass. A raw piece of glass maybe of some use but women who are not well groomed are worthless and are of no use to the religion'' (Anwaar-ul-Aloom volume 17 page 422)
In a meeting if there are fifty positive things but even one negative issue arises, it is propagated and even exaggerated.

This is very bad. What is the use of having meetings if we do not influence in a positive way?
All the moral and religious issues are left there and then, and they take back with them only the negative vibes. Please think positively.
Some people make you feel as if they were the biggest well wishers but the moment you turn your back they'd be a changed person. God save us from such people.
Hadhrat Abu huraira (as) stated that our Holy Prophet (saw) said 'we notice others smallest weaknesses but overlook even our big weaknesses'.
Hadhrat Khalifa tul Massih V said:

“.....do not waste your hereafter for momentary pleasures”.
A Hadith informs that backbiters will not be admitted into paradise. Who amongst us would like to waste our hereafter for such a thing.

A Hadith states: Backbiting wipes away your good deeds.
All our good deeds, our prayers, fasting, charity, helping the poor, all will be wiped off due to backbiting. The only way to prevent it is to ask for Allah’s forgiveness and Duaa. *(Friday sermon, 26-12-2003)*

Sometimes sisters often form an opinion after hearing a one sided story. They should discourage backbiting. Unless you hear both sides of the story, please don’t believe tell tales.
I would like to address the lajna Amla members in particular, to abstain from vices such as backbiting and forming opinions without knowing all the facts. The Amla members, be they National or local, should set a good example for other sisters to follow. If they are involved in mud slinging and fault finding then I am sorry to say that I’ll have to take necessary action against them.
The Amla members should respect each other. Every position, be it high or low, demands respect. Don’t forget that we all work voluntarily for the pleasure of Allah. No task should be considered high or low. It is not for us to judge how well Allah may reward for a task, which seems lowly to us!
I wish to promote mutual love and respect. And to achieve this you’ll have to clear your hearts of all ill feelings. We should respect each other’s emotions and while abiding by the jamaat’s system, we should make every effort to avoid backbiting and holding grievances. We should try to live up to the standards set by Huzoor-e-Anwar and gain his pleasure.
May Allah enable us to reform ourselves. Ameen

GOSSIPS

Gossip is a broad term that is defined in several different ways. In general, gossip involves the creation and repetition of rumors regarding an individual who is not present to offer his or her perspective on the purported events under discussion.

Generally, gossip has little or no basis in fact and is sometimes intended to convey a negative image of an individual. This process of spreading rumors is utilized in just about every setting from reporting on the movements of public figures to discussing situations involving family, friends, and acquaintance.

The Holy Quran states about gossip: “Nor speak ill of each other behind their backs. Would any of you like to eat the flesh of his dead brother? Nay, ye would abhor it...” *[Holy Quran: Hujurat: 49:12]*

The Prophet (saw) said: Gossip will ruin a Muslim's religion faster than food gets digested in his stomach *[Vasa'il, v.72, p.152]* He also said: I admonish you against gossiping as it is worse than fornication *[Bihar al-Anwar, V.75, p.222]*

The Holy Prophet Muhammed (saw) said:On the Night of Ascension, I saw some people who were peeling off their skin of their face with their nails, I asked Gabriel who they were. He said they are the ones who gossiped. *[Mizan al-Hikmat, v.7, pp.332-333].*

A gossip has been variously defined as: (1) a newscaster without a sponsor. (2) A person who will never tell a lie if the truth will do as much damage. (3) One who turns an earful into a mouthful. (4) What no one claims to like but what everyone seems to enjoy.

<u>When Is It Gossip?</u>
When we tell and/or listen to something uncomplimentary about someone with the attitude of entertainment. We are not telling or listening because we are sympathetic and want to help. We want to be entertained at someone else's expense. We want a good laugh over someone's weaknesses.

When we tell and/or listen in order to build up our own ego. Some people are perverted enough to make themselves feel big by trying to make others look small. "Look how bad or how stupid Joe is for doing so and so" really means "Look how good or how smart I am because I did not do such a stupid thing.”
The more gossips talk about another's mistakes and sins, the more they inflate their own egos.

Some people love to gossip while others love to hear it.But gossip isn't so appealing when it is about you. No one wants to be talked about, whether the information is true or not. And for some, being the subject of gossip can have devastating consequences--depending on how they handle it--experts tell JET.

<u>Influencing Gossip</u>
Since gossip is so powerful it has a great influence on others and so it must be battled through positive influence in response. There are a number of actions you can take against gossip.

<u>Ignore it:</u>
Avoid people who talk gossip and don’t give any opportunities for them to spread it
Simply leave the room or conversation when gossip starts
Don’t respond to questions about opinions on others or other gossip traps. Ignore gossip and don’t engage in any gossip based conversations.

<u>Prevent it</u>
Never start any of your own gossip
Change the topic whenever a conversation leads to gossip.
Refuse to listen or respond to any gossip you are faced with
Hide any hurt feelings or dramatic reaction to gossip. This fuels the gossips to continue as its often what

gossips want to generate.

Confront it

Politely say that you would prefer to talk about that person when they are present.

If you know the source of gossip, go and confront them immediately and calmly tell them you do not appreciate them talking about you and that it causes hurt feelings whether intentional or not.

If you hear someone start some gossip, offer to go to that victimized person with the gossiper right away to discuss it.

Simply respond to gossip, "Would you like to have someone share that about you without you knowing?" and walk away.

State "I don't like talking about other people because I don't like them talking about me"!!

State that you don't talk about others unless its to help them or support them.

State that you don't want to talk about others negatively unless they are involved in the discussion.

Conclusion

Gossiping is an ugly, ungodly, deceitful and soul-destroying habit that, if you have it, must be broken, repented of and replaced with words that edify!

source : www.cyh.com/healthtopics

by Qurat ul lain Ahmad

Hope

A time to reflect

by Dr. Qanita Noonan

From time to time in one's life a time comes when one has to reflect upon how we have lived our lives and indeed what is the most important things in life, too often we can get caught up in worldly things and before we know it time has in a sense caught up with us, and when we look back we ask our selves what have we achieved. A person can go through life not always realizing the hurt or pain another human being can do to another human, it is only when one stops to consider one's actions does a person perhaps realize the harm one may have caused. Indeed most human beings don't go about with the intention of hurting the feelings of their loved ones or friends or without doubt to hurt the feeling of one community, but it can happen, that's what is meant by being human! And Almighty Allah knows we are undeniably very human therefore we make mistakes. Often in the middle of such a crisis one looses hope, the world suddenly becomes darker, your very world seems to fall apart, during such times we are left with a wonderful word " hope" or to other's 'faith', as a Muslim we are expected to have faith in Almighty Allah in that He will forgive, for He is the Most merciful and the Most Gracious, So as a believer one must have faith and always live in hope that things, and situations must change but everything has a beginning, a first step and the first step to forgiveness is repentance, without repentance one cannot begin to take the steps of moral and spiritual growth, for it has been said that repentance washes away sins and this has been taught to us by Almighty Allah and explained by our beloved Holy Prophet Muhammad (saw) when he said: ***"the one who repented of sin was like one who had never sinned" (Ibn Maja)***

What a wonderful hadith which gives all sinners hope, the hope of being forgiven but the one who wishes to be forgiven must truly from the depths of their heart repent, and promise not to sin again, it is only Islam that offers such hope to all humanity may almighty Allah forgive all our sins and cleanse all our sins Ameen

The Road to Oblivion?

by Nudrat Malik

"O ye who believe! avoid most of suspicions; for suspicion in some cases is a sin. And spy not, nor back-bite one another. Would any of you like to eat the flesh of his brother who is dead? Certainly you would loathe it. And fear Allah, surely, Allah is Oft-Returning with compassion and is Merciful."
(49, 14)

It is interesting to note that in this verse of the Quran brings forth the harms of suspicious thinking before mentioning backbiting. Simply put, suspicious thoughts about an individual can engross a believer in the hideous act of backbiting. Backbiting is one of the most loathsome acts because the Quran compares it to eating the flesh of one's own dead brother. Thinking ill of others and creating doubts about their lives or achievements harms individuals and more importantly, entire communities. Therefore, such acts are labeled as grievous sins.

On an individual level, such behavior can lead to spiritual destruction. After targeting his/her fellow humans, one starts to doubt God. This normally happens when we face trials and tribulations in our lives. Questions such as WHY ME? arise in the mind of a person who spent his/her life being suspicious about others. (Now this person has the audacity to doubt the might of the Supreme). Such humans are always dissatisfied with their lives both materially and spiritually.

May Allah protect us from performing such horrid acts which incur his displeasure, ameen.

Part 1

Hadhrat 'Amma Jaan'ra

Hadhrat Nusrat Jehan Begum(ra), born in 1865 and who passed away in 1952, was an excellent example of all the qualities mentioned in the above verses of the Holy Qur'an. She was a modern-day example of the spiritual, moral and personal excellence which can be achieved by following the commandments of the Holy Qur'an and by the blessings of Allah, the One God. Hadhrat Nusrat Jehan Begum(ra) was the wife of Hadhrat Mirza Ghulam Ahmad(as), the Promised Messiah and her name, Nusrat Jehan, meaning 'Helper of the World', further demonstrates her qualities and was a prophecy in itself.

Hadhrat Nusrat Jehan Begum(ra) is known within the Ahmadiyya Muslim community by two other names, 'Ummul-Mu'mineen' meaning 'Mother of the Believers', signifying her value and the respect in which she is held by the community as the wife of the Promised Messiah(as), but she is also known very commonly by the affectionate term by which family members called her, 'Amma Jaan', which is roughly translated as a term of endearment as 'Respected and Dear Mother'.

Hadhrat Amma Jaan(ra)'s marriage to the Promised Messiah(as) was foretold many hundreds of years ago by the Holy Prophet Muhammad(saw) himself.

'Ibn 'Umar(ra) narrated that the Messenger of Allah (saw) said:

"Isa son of Mary will descend, then he will get married and offspring will be born to him."'1

This Hadith illustrates the importance of the blessed marriage of the Promised Messiah(as) and signifies that the offspring born to this match would also be especially blessed.

The marriage was also foretold to the Promised Messiah(as) in a number of revelations and took place in extraordinary circumstances.

The Promised Messiah(as) was already married, although his first wife had by this time given up her marital rights and chosen separation with continued financial support from him. There was also an age difference of thirty years between Hadhrat Amma Jaan(ra) and the Promised Messiah(as) and she came from a noble and distinguished family of Syeds (descendants of the Holy Prophet Muhammad(saw)) and lived in Delhi.

Thus, it was arranged according to the revelation received by the Promised Messiah(as):

"I have decided that you should be married again, I shall arrange it all Myself and you will not be put to any trouble."2

Therefore, although the circumstances of the match were unique and extraordinary, the ceremony simple, and the change in lifestyle for the young bride major, it could literally be described as 'a match made in Heaven'.

But even though the marriage had been ordained by Allah the Almighty, it took the special efforts of Hadhrat Amma Jaan(ra) to win the pleasure of Allah to make the marriage the success it was.

Worship and Service to Humanity

Hadhrat Amma Jaan(ra) had the highest standards of worship and in this day and age is an excellent example for modern women living in this materialistic world of ours. It is known, for example, that her worship was outstanding at all times and she offered her daily prayers with such humility, love and devotion that those watching could not help but be affected.

In the monthly days when she was not required to offer *Salat* [prayers], she would instead spend the time after the *Adhan* (call to prayer) praying and remembering Allah.[3] In Ramadan, whilst in good health, she always fasted. She made a special effort with regard to worship in this month and in addition to her five daily prayers she also woke up in the night to offer *Tahajjud* (late night/pre-dawn) prayer, offered an extra early morning prayer (called *chasht* in Urdu) and then a mid-morning prayer (*ishraq*) along with other extra voluntary prayers.

She was extremely regular in giving charity in this month and also regularly cooked food, often herself, for three or four people as *fidyah* (expiation for those who cannot fast). She recited the Holy Qur'an often and asked the girls in the house to recite to her regularly too. It was her practice in these days to recite *Darud* (invoking Allah's Blessings on the Holy Prophet Muhammad(saw)) and to ask Allah's forgiveness in the form of *Istighfar*. She encouraged those around her to do the same.

If she knew that any of her daughters or granddaughters were fasting, she would make special

food for them in the evening. She would also keep note of children who were offering prayers in congregation so that she could express her pleasure on these actions. It was her tradition to invite her children regularly to open the fast in the evening at her house.[4]

As the wife of the Promised Messiah [(as)], Hadhrat Amma Jaan[(ra)] had an extremely large household, full of elders, relatives, children, orphans, widows, household helpers and a regular stream of guests from the community. She worked hard, and it is related by her son, Hadhrat Mirza Bashir Ahmad[(ra)], that she was regularly busy cooking, spinning, boiling milk, feeding buffaloes, growing flowers and herbs in addition to training and helping the household attendants.

She would daily go walking in Qadian and visit ladies and relatives. She would enquire after people's health on these visits and would advise ladies with regard to the running of their households, compliment them on any tasty food she was offered, and suggest home improvements which could be done within a low budget e.g. making simple clothes or cushions.

Thus even her daily routine was spent in the service of humanity and in the kind guidance of ladies.

Hadhrat Amma Jaan[(ra)] also kept food prepared 24 hours a day for guests so that if the Promised Messiah[(as)] requested parathas (fried flat bread commonly used in South Asia), tea, pickles, chutney, lassi (yoghurt drink) or milk for a guest, it was always available. She was even known to also make enquiries about prisoners who were in jail due to financial debts and sent money for such Muslim and non-Muslim prisoners so that they could enjoy a good meal.

Financial Sacrifice

In the field of financial contributions also, Hadhrat Amma Jaan[(ra)] can be said to have surpassed all expectations. For most women, even today, any property or jewelry they inherit or own is an important security for any time when financial circumstances become straitened.

It is thus, difficult to sacrifice ornaments. However, there are three incidents which give an indication of her spirit of financial sacrifice. In May 1900, when the Promised Messiah[(as)] announced that he needed a hundred people to donate one hundred rupees each to build Minaratul Massih in Qadian, a total of 10,000 Rupees, Hadhrat Amma Jaan[(ra)] responded by selling some property in Delhi and giving 1000 rupees (a significant amount in those days) herself for this appeal.

On the occasion of one Jalsa (Annual Convention), when Jalsa expenses were undertaken by the Promised Messiah[(as)] himself, it became apparent that there was no food for guests that evening. The Promised Messiah[(as)] immediately sent a message to his trusted and beloved wife, Hadhrat Amma Jaan [(ra)], who soon provided some jewelry which could be sold to cover the expense of the food that evening.

On the demise of the Promised Messiah[(as)], she herself settled any monies owed to others by her beloved husband by selling her own jewelry and did not ask community members to help her with this although countless members would have been pleased to do so. Hadhrat Musleh Ma'ud[(ra)], the Second Khalifa of the Ahmadiyya Muslim community, has written about this:

'My heart was deeply affected [by the fact] that Allah Almighty had given the Promised Messiah[(as)] such a loving and co-operative partner.' [5]

(writer AmtuShakoor Tayyaba Ahmed - UK Review of Religion - October 2010)

REFERENCES

1. *Al Muntazem – Ibnul Jawzi taken from Al Nusrat magazine, May 2010*
2. *Tadhkira, p.38*
3. *Seerat o Sawaneh Hadhrat Amma Jaan, Prof. Syeda Naseem Saeed, Lajna Imaillah Lahore (Prof SNS), p.133*
4. *Prof SNS, pp.357-358*
5. *Prof SNS p.666*

Be Sympathetic

"You who are members of my Jamaat, should always keep it in mind that you have to be sympathetic towards every body without any distinction, to whatever religion they may belong; you should do good to every body. This is what the Holy Quran teaches: *Wa yut-i-moonat-Ta'ama alaa hubbihee miskeenan wa Yateeman wa aseera.*

The captives were always the heretics (in the days of the Holy Prophet).

Just imagine, how sympathetic Islam is. In my opinion the perfect moral teaching that Islam has given, has not been inherited by any other religion. When I have recovered my health a little I would like to write a booklet on this subject. The contents of that booklet will form a comprehensive teaching for the members of my Jamaat; it will also show the way to win the pleasure of God."

(Writings of Promised Messiah, reference: Malfoozat vol. 7, pg. 285)

A Symbol of Peace

by His Holiness, Hadhrat Mirza Masroor Ahmad(aba), Khalifatul Masih V, Head of the worldwide Ahmadiyya Muslim community

Keynote address delivered by His Holiness, Hadhrat Mirza Masroor Ahmad(atba), Khalifa tul Massih V, Head of the worldwide Ahmadiyya Muslim community at the civic reception held at the Clayton Hotel in Galway on 17 September 2010, on the laying of the foundation stone of the Maryam (Mary) Mosque in Galway.

With a population of over 70,000, Galway is the fifth largest and fastest growing city on the island of Ireland, and third largest in the Republic of Ireland. Located on its western coast, Galway is known as 'Ireland's cultural heart'.
Over 100 Irish people attended the civic reception from every walk of life, including members of parliament, mayors, local councillors, police officers, professors, doctors, teachers, solicitors, and ordinary citizens including neighbors.
Also addressing the reception were Cllr. Michael J. Crowe (His Worshipful Mayor of Galway City), Most Rev Dr Martin Drennan (Bishop of Galway (Roman Catholic Church)), Mr Eamon O' Cuiv (TD and Minister for Social Protection, Fianna Fail Party), Mr Michael D Higgins (TD Labour Party President and Spokesperson on Foreign Affairs), Mr Frank Feighan (TD and Fine Gael Party Spokesperson on Community, Rural and Gaeltacht Affairs) and Mr Jon O' Mahony (Asst. Commissioner An Garda Siochana (Police)).

The Maryam (Mary) Mosque will be the Ahmadiyya Muslim community's first ever mosque in Ireland.

After reciting Tashahhud, Ta'awwudh and Bismillah, Hadhrat Khalifatul Masih V(aba) said:
"All the distinguished guests, *Assalamo 'Alaikum Wa Rahmatullahe Wa Barakatohu* – peace and blessings of Allah be upon you all.
To begin with, I would like to thank all the guests here today who, even though are not Ahmadis or Muslims, have come as a result of their connection with certain Ahmadis, or perhaps have come due to their good impression of our community, or because they have been invited for the first time.
In any case, your presence shows that, irrespective of differences of religion, you have come here to maintain good relations and share human values. Not only am I thankful for your coming here, but also from the depth of my heart, I respect and appreciate this gesture of goodwill. May God Almighty reward you for this.
After this expression of thanks, I would like to briefly say a few words to you.
As you are well-aware, this age of fast communication and electronic media has exposed the cultures and religions of people of different countries of the world, so much so, that at the touch of a button all kinds of information about people of a country, its culture and religion etc. can be easily obtained. There is no incident that takes place the news of which does not reach the corners of the world within just a few minutes. Also, due to the ease of travel, nations are coming closer together. At this time, most of the members of the Ahmadiyya community here that you see are Pakistani or Asian, although there are also a few Irish Ahmadis. By the grace of God, our Missionary here, Mr Ibrahim Noonan, is also Irish. Nevertheless, the majority is of Pakistani origin, whose way of living, words and deeds, and behaviour and conduct are visible to all. If anyone wishes to know what Ahmadis of Pakistani origin are like or how they are, they can find out very easily by observing them for a few days.
What I mean to say is that in the modern world you do not have to go to too much trouble to assess the true nature, manners and conduct of any peoples. In other words, a secret is no longer a secret. At the very least, there is nothing hidden about the character of a people or a nation, and in fact, through very little research all becomes easily apparent.
Whereas there are some benefits to the global village, there are also some drawbacks, caused by the media and by a desire to keep up with the modern trends. There is good and bad in every person. Whereas good leaves its effect, so does evil, but from a religious point of view, those who spread evil have a stronger effect than those who incline others to goodness, especially in matters of establishing the rights due to the Creator. Here, the majority of people disregard this, and unfortunately, the number of such people who do not honor religion or their Creator is on the in crease. And that is why God sends His Prophets and chosen people to the world, to highlight the evil ways of mankind and to draw people towards good deeds.

In this age, we, Ahmadis, consider the Founder of the Ahmadiyya Muslim community,

Hadhrat Mirza Ghulam Ahmad(as) of Qadian, to be the Promised Messiah. We believe that he was sent to the world to establish goodness and bring people closer to God Almighty.
By reference to evil, I would like to draw attention to the fact that any evil committed, however small it might be, appears more prominent when it harms others. In the eyes of the world even if there is any good in that person or group committing it, that becomes subdued and the evil becomes prominent. In effect, the world cannot see any good in such people, and even in their goodness tries to find aspects of evil.
Unfortunately today, certain deeds of some Muslim groups, which are contrary to the teachings of Islam and which are committed in its name, portray Islam in a bad light. The opponents of Islam then try to find faults and means to defame it. The Muslims who carry out such misdeeds have given so much ammunition to the anti- Islamic groups that they are taking advantage of this and using the media to project Islam in the wrong light. The average man on the street does not question or query what he is told, and so he thinks that the propaganda against Islam must be true. The more educated or the researcher, however, tries to investigate the matter to a deeper level. And I am fortunate enough to have educated people amongst us tonight.
One such well-versed person is Professor Richard Bonney, the former Head of the Department of History at Leicester University. He has deep knowledge of religious matters, and in particular of Islam. He has also acquired the title of Reverend from the Church of England and he is a leading member and executive of many different societies. He has written a book about Jihad and in it he has tried to clarify various aspects. On scrutiny, it becomes obvious that the interpretation given by extremists is not true Jihad. In this book he has also referred to the Ahmadiyya community, of course in a positive way.
In any case, what I wish to say is that those who want to find the true reality are able to find the truth through research and effort, but there are very few who work in a just manner as such to try to find out the real facts. Instead, the general public rarely makes any effort, and so the majority bases its views on the acts of a few groups who paint a wrong picture of Islam.
In view of this, I request those of you who have come here today that before you form any opinion of Islam, reflect on it from every angle and research for the truth – I hope you will do so.
It is our claim that the Ahmadiyya community alone presents the real picture of Islam to the world today. And what we say is based on provable arguments and on our Holy Book, the Holy Qur'an.
Today, as we know, marks the occasion of the laying of the foundation stone of this mosque, which is being laid with the consent of the council and the agreement of the local people. However, the laying of this foundation stone has reminded me of the proposed building of another mosque, one which has drawn the attention of the world and in particular the American public.
The mosque that I am referring to is the proposed mosque in New York City at Ground Zero, where a few years ago terrorists smashed planes into the Twin Towers.
President Obama and the New York Mayor have expressed support for this project, but the majority of Americans are opposed to it, and this difference of opinion is becoming ever more intense and is increasing.
Those who support the building of the mosque argue that because Muslims are blamed for bringing down the Twin Towers, this mosque will show that Muslims truly love peace.
On the other side, those against the construction argue, amongst many other points, that a particular Muslim group undertook this terrorist act and the nation had to pay a terrible price. Building this mosque will be a permanent sign that having destroyed our beautiful buildings, Muslims have now built their own mosque at the same place. They argue that its construction will be a means of continually hurting their feelings and thus it will be a victory for the terrorists who want to take over our places through force. In any case, this is a controversy in which the entire American and the international press, along with the American public, are involved.

The press also contacted the Ahmadiyya community to ask our views on this project. We have always said that if the buildings that were destroyed by the plane crashes were the acts of a Muslim group, then first of all, it is absolutely contrary to the teachings of Islam to kill innocent people indiscriminately. Such an act is nothing but grave cruelty.
Secondly, if this building is to be built as a memorial for national unity, for peace, for religious tolerance, and to show the peaceful teachings of Islam, then why construct only a mosque?
This should be widened so that next to the mosque let there be a church, let there be a synagogue and let the places of worship of all other faiths also be built there, so that religious unity and tolerance can be truly displayed and so that it can be known that Islam has no link with terrorism. This would clearly show that Islam wants to live side by side with the followers of all other faiths. It would make it clear that terrorism has no religion, nor does any religion

sanction murder in its name.
It would make it known that in contrast to those who murder in the name of religion, Islam takes the side of every peace-loving group.
When the places of worship of all religions are in one place it will be a declaration that no religion teaches unlawful killing, and Islam is also a religion of peaceful teachings whose purpose is to remind man about the rights of God and the rights owed to human beings – and this is the sign of a true religion from God.
The only meaning of Islam is love, affection and brotherhood. If this is the only meaning of Islam then how can it be that we do not live with other religions in love, affection and brotherhood?
A classic example of religious intolerance is the recent Qur'an-burning issue that has gained everyone's attention. And I believe you would have heard of it as well. I am surprised at how a person, and a pastor at that, can
even think of doing such an insensible act to show opposition to the building of the Ground Zero Mosque.
However, I thank God that this plan has been dropped and the world has been saved from the disorder that would have arisen in response to it.
The animosity already existing that some extremist Muslims hold for the West might have erupted into something big. They would have reacted in a wrong way; that would lead to further religious intolerance and dissension. Islam, however, is a peace-loving religion, which does not teach us to do wrong to stop wrong. And we, the Ahmadiyya Muslim community, follow this principle and believe in the peaceful solution to all matters in places where the Jama'at (community) is well-established; this fact is well-known.
To give you an example of this, some months ago, for the sake of their vested interests, certain politicians and a particular party started a campaign in Switzerland against minarets of the mosques, and they won a referendum on this issue. Actually, a majority of the public did not even vote in the referendum because people assumed that no one would vote on this seemingly silly matter. However, after this, members of the media, politicians, local people and even some churches expressed their horror at this decision.
In Zurich, the Ahmadiyya community has a mosque with the highest minaret, and right across the road is a church. The Swiss newspapers printed pictures of our mosque along with quotes from the nearby church who openly said that they have always heard only voices of love, affection and peace from the mosque.
In fact, our relations with the church are such that if our mosque cannot hold the entire congregation, they let us use their halls, and I myself have once led prayers in this church hall.
It is because of our way of dealing and the teachings of love and brotherhood that the church has so much trust in us. It is clear, therefore, that Muslims are not the terrorists that are portrayed by the wrong deeds of certain Muslims, who act for their own interests and against the teachings of Islam. In fact, true Muslims are ambassadors of peace. And with the construction of this mosque you will see the proof of this with your own eyes, God Willing.
Those who are opposed to religion consider it to be a cause of hatred and war. However, if you assess the reasons for such wars, you will find either political motives, or disputes over geographical boundaries to capture or benefit from the resources of another, or some- times they are due to national or tribal conflicts. It is true that sometimes wars have been fought on the pretext of religion. This is because it is very easy to inflame people in the name of religion to mount a war.
A major allegation laid against Islam is that it was spread by the sword. As I said earlier, this is an allegation against Islam, which I will clarify. Why and under what circumstances did Muhammad(saw), the Holy Prophet of Islam have to fight some battles? And indeed these same conditions had to be met by his spiritual successors, the Caliphs.

As far as religion is concerned no religion of the world advocates cruelty or barbarism, because religion comes directly from God, and God loves His creation very much. This is what we also learn from the Holy Qur'an. I have used the term 'spiritual successors' because after the four Caliphs who succeeded the Holy Prophet(saw), the system of Caliphate changed into a form of monarchy. The wars the monarchs fought were generally for the political and geographical reasons mentioned earlier.
There were very few wars for religious purposes and those that were fought were done so out of a state of necessity. In any case, I cannot go into details in this short time. But the fact of the matter is that the basis of Islamic teaching is the Law that was revealed to the Holy Prophet(saw) in the shape of the Holy Qur'an. And whilst the Holy Qur'an permits the use of arms to defend against the enemy, it gives reasons for this.

If we look at the first thirteen years in the history of Islam, the Holy Prophet(saw) and his Companions had to endure extreme persecution and brutality. He was not spared any form of cruelty. The Muslims even had to hide from the Makkans, out of fear, in order to pray, so much so,that they were made to lay on burning coals even if they uttered the name of God. They were whipped, and sometimes had to face even greater cruelty than this

– the mere mention of these atrocities makes one tremble.
In any case, after these thirteen years of cruelty the Muslims migrated to Madinah and there they were able to live with a little more freedom. The Holy Prophet(saw) made a pact with the disbelievers and the Jewish people and established a State in Madinah, and according to the terms of the treaty, the Holy Prophet(saw) himself was made the leader. Even at that point, the Makkans pursued the Muslims viciously and tried to finish them off.
At that time, the disbelievers attacked yet again. God Almighty permitted His Messenger to defend, because all limits had been crossed. God commanded: O Muslims, you are permitted to respond to the fighting. God also gave the rationale behind this permission.
The Holy Qur'an says in Chapter 22, Verses 40-41:
Permission to fight is given to those against whom war is made, because they have been wronged – and Allah indeed has power to help them – those who have been driven out from their homes unjustly only because they said, 'Our Lord is Allah' – and if Allah did not repel some men by means of others, there would surely have been pulled down cloisters and churches and synagogues and mosques, wherein the name of Allah is oft commemorated.
And Allah will surely help one who helps Him. Allah is, indeed, Powerful, Mighty.
This permission to defend themselves was given to those upon whom severe cruelty had been inflicted, whose only fault was that they proclaimed 'God is our Lord'. Just for saying this, they had to endure cruelty and leave their homes. As is clear from the verse just quoted, the Muslims were not only permitted to defend themselves, but, in fact,were commanded that as the cruel people would increase in their cruelty, even churches and synagogues were not safe at their hands, nor were other places of worship; hence, in addition to protecting their own religion and mosques, the Muslims were made responsible for the protection of the places of worship of all other religions.
In this single commandment all religious wars and hatred have been cast away. These verses also prove that Islam does not permit bloodshed in the name of religion or any form of extremism.
In addition, wherever the Holy Qur'an has permitted fighting, if you look at its true context then you will see that there are very valid reasons. In this current age, however, none of the valid reasons that give permission for religious wars are present. That is why the Founder of the Ahmadiyya Muslim community (as) has said that because people of no faith are not attacking in the name of religion, there can be no justification for Muslims to fight religious wars.
Islam says there should be no compulsion in religion and that right has become distinct from wrong. In other words, we have been commanded: O Muslims! If you have understood and chosen Islam as your religion, then tread on the paths of guidance. And the paths of guidance are that you discharge the rights due to God and His creation so that the world recognises that you are rightly guided, and are not amongst those who have gone astray.
The words and deeds of those who are rightly guided speak for themselves. They need no force to spread their faith.
And this is the beautiful teaching that the Ahmadiyya Muslim community tries to act upon, that religion is a personal matter between God and man, and that force plays no role in it. Power and extremism can erect walls of hatred, but cannot win hearts.
And the people whose hearts are not won over take their revenge when the opportunity arises and, whilst remaining within the faith, they fail to offer any sacrifices.
This beautiful teaching of Islam portrayed by the Ahmadiyya Muslim community is openly displayed by its members who happily sacrifice their lives and wealth for the sake of this message of peace, and who never take the law into their own hands or create disorder.
This attitude can briefly be explained as:
'Love for All, Hatred for None'.
Therefore, as I mentioned before, the mosque that the Ahmadiyya Muslim community wants to construct here is being built to manifest the teachings of love and peace and to spread this message.
Certainly, this Maryam (Mary) Mosque will promote an atmosphere of harmony in the area.
The local people in particular and the Irish people in general will see this message and will bear witness that Islam is a religion that establishes human values. They will find that the Ahmadiyya community is the ambassador and flag-bearer for these values.
All the religions of the world are in need of religious harmony and all the people of the world need a spirit of love, affection and brotherhood to be created. Furthermore, there is an urgent need for mankind to recognise its Creator as this is the only guarantor for the survival of humanity; otherwise, the world is rapidly moving towards self-destruction.
It is my prayer that we all understand our responsibilities and play our role in establishing peace and love, and recognition of our Creator, in the world. And I pray that we are saved from the destruction that awaits us.
Finally, I would like to once again thank the honourable guests who have spared their time and whose presence has made this such an enjoyable evening.
Thank you very much."

Jihad *with* Sword

One of the reasons for which Hazrat Mirza Ghulam Ahmad, the Founder of the Ahmadiyya Sect in Islam has been branded as Kafir is that he has denounced Jihad.
We give below an excerpt from his writings in which he has given an exposition of the kind of Jihad which he has forbidden. It is easy to see from it that the Jihad which he has denounced consists in propagating Islam at the point of sword. Such a Jihad has no authority in the Holy Quran or the Traditions of the Holy Prophet (peace and blessings of Allah be upon him). The Holy Quran rejects it by pronouncing there should be no compulsion in religion (2:257).
The Promised Messiah explains in this article that early wars of Islam were fought in self defence only and that Islam strongly condemns those ignorant Muslims who seek to become Ghazis by killing innocent non-Muslims.
In fact this view of Jihad presents Islam in the most detestable form and by generating enmity and hatred amongst non-Muslims alienates them from it irrevocably. Everyone would tremble in the company of such a bigoted Muslim, for at any moment he might choose to be Ghazi and make a short work of him. This would, indeed defeat the very object of Islam, which is to win over the whole mankind by preaching its message of love and amity.
Anybody who reads the following article can judge for himself whether by denouncing such a bloody interpretation of Jihad, the Promised Messiah deserves to be branded as a Kafir or to be hailed as a Champion of Islam. (Ed.)
There is not the least truth in the assertion that it is time for resorting to the sword and gun for spreading the true religion and righteousness. The sword, far from revealing the beauties and excellence of truth, makes them dubious and throws them into background. Those who hold such views are not the friends of Islam but its deadly foes. They have low motives, mean natures, poor spirits, narrow minds, dull brains and short sight. It is they who open the way to an objection against Islam, the validity of which cannot questioned. They hold that Islam needs the sword for their advancement, thus brand its purity and cast a slur upon its holy name.
The religion that can easily establish its truth and superiority by sound intellectual arguments, heavenly signs or other reliable testimony, does not need the sword to threaten men and force a confession of its truth from them. Religion is worth the name only so long as it is in consonance with reason. If it fails to satisfy that requisite, if it has to make up for its discomfiture in argument by handling the sword, it needs no other argument for its falsification. The sword it wields cuts its own throat before reaching others.
If it be objected that sword was resorted to by early Islam and hence the legality of Jihad, we say the objection is based upon ignorance of early Islamic circumstances. Islam never allowed the use of the sword for spreading the faith. On the other hand, it strictly prohibits compulsion in matters of faith. It has the plain injunction "There should be no compulsion in religion." Why was the sword taken in hand then? The circumstances under which this measure had been resorted to have nothing to do with the spread of religion; they are connected with the preservation of life. Briefly, they are as follows:
The savage inhabitants of the deserts of Arabia, who could hardly distinguish right from wrong, conceived a hatred towards Islam in its early days and became its bitterest enemies. The reason of this hatred may be easily conceived. When the unity of God and the Islamic truths were preached openly to idolatrous Arabs and convincing arguments against idol worship were impressed upon their minds and they were told how degrading it was for the noblest of God's creatures to bow submission to stones, they found themselves unable to meet the adherents of the new faith upon argumentative ground. This exposure led to a motion in favour of Islam among the more reasonable of them.
The ties of relationship were cut asunder, the son parted from his parents and brother from his brother. This exasperated them the more and they saw plainly that if their fathers' false religion was to be saved, excessive measures must be taken to stop the ingress into the new religion.
The new converts to Islam were therefore violently persecuted and no efforts were spared to block the way to the new faith. Those acquainted with early Muslim history know full well what barbarous and cruel treatment was meted out to the early converts, and how many were murdered in cold blood. But those harsh measures did not prevent people from the acceptance of truth, for even a superficial glance is enough to convince a man of the reasonableness and purity of Islam as against idolatry.
At length when the implacable foes of Islam saw that severe persecution availed but little and that their ancient religion was threatened to be swept away in the current of Muslim reason, they planned the death of the Prophet himself. But their designs were frustrated. Almighty God saved His messenger and took him to Medina.The unbelievers, however, could not rest in their homes so long as they heard that the religion they had persecuted was gaining ground in another place.
They pursued the Muslims to their new abode, and nothing but their extirpation could satisfy them.

What could Islam do under the circumstances but defend itself? For what fault were Muslims to be mercilessly butchered and not allowed to protect their lives? Why should not the inveterate persecutors have been brought to retribution and just punishment? The Muslim battles were therefore not undertaken for gaining converts but to protect innocent Muslims lives. Can an unbiased judgement accept the conclusion that Islam was unable to prove its reasonableness as against savage Arabs? Can an unprejudiced mind believe that men who had sunk down so low as to worship images and lifeless things and who indulged in every manner of vice, could yet vanquish the noble religion of Islam on intellectual grounds, and that failure in proof led it to resort to the sword for increasing the number of its followers? Those who have advanced such objections against Islam have been guilty of grave injustice, inasmuch as they have concealed the true state of facts.

It is, however, true that the Muslim Maulvis and the Christian missionaries are equally to blame for this unjust charge against Islam. The ignorant Maulvis while pretending to support Islam have by their repeated inculcation, ingrafted the false doctrine of Jihad upon the minds of the unenlightened public who were misled by the fatwas of the Maulvis on the one side and the objections of the Christian Missionaries, whom they took for learned men, on the other. The doctrine of Jihad being thus supported by the evidence of two opposing witnesses, its validity could not be questioned by the masses. Had the Missionaries taken a different course and with true honesty declared that the fatwas of the Maulvis were based on ignorance of the early Islamic history, and that the circumstances which then rendered an appeal to arms necessary for Muslims, did not exist any more, the idea of Jihad would long have been eradicated from the face of the earth. But they never looked to the consequences and a misdirected zeal for their own religion cast a veil over their judgements in grasping the truth.

t must also be stated here that permission for self-defence and murdering the enemies of Islam was not given to the Muslims until the Arabs had, on account of their excessive oppressions and outrages and innocent bloodshed, rendered themselves culpable and liable to be punished with death. But a clemency was even then shown to such of them as embraced Islam. The unity of religion established a relation of brotherhood and all past wrongs were forgotten. It is here that some opponents of Islam have stumbled and from this they draw the conclusion that the new religion was forced upon the unbelievers. In fact, the case is just the reverse of what the objectors have thought. There is no compulsion here; it was a favour to those who had rendered themselves liable to death. It is apparently absurd to take this conditional mitigation of just punishment for compulsion. They deserved to be murdered, not because they did not believe in the mission of the Prophet, but because they had murdered many an innocent soul. The extreme penalty of the law was upon them, mercy of the Gracious God gave them another chance of averting this merited capital punishment. He knew that during the long years of opposition the Islamic truths had been brought home to them and they well understood the futility of idol-worship, therefore His mercy offered them an opportunity even after the sentence was justly pronounced against them, for imploring His pardon and the forgiveness of their sins. This clearly shows that it was not the object of Islam to put any unbeliever merely as such to death, but that it was willing to forgive even when the criminal was found deserving of death.

Islam had to grapple with other difficulties. Religious prejudice was so strong at the time that if a member of any tribe adopted the faith of Islam, he was either put to death or threatened with it, and persecution was so severe that life seemed a burden to him. Islam had therefore to face the difficulty of establishing freedom of religious exercise and for this noble object it had to undertake wars.

he early wars of Islam fall under either of the above headings and it never took the sword for its own propagation or for any other purpose. Attempts were made to blot out its very existence and therefore its life. It did not take up arms of its own accord but was compelled to do so. It had to defend itself and repel the dangerous foe. Later on, when its true principle were forgotten, the doctrine was read in a different light and ignorance looked with pride upon a hateful course of life. But the fault can in no way be attributed to Islam. The source from which it flows is pure and undefiled. That this doctrine has been identified with Islamic teachings by shallow-brained zealots who do not care for the life of man even so much as man should care for the life of a sparrow, cannot be questioned. But the innocent blood that has been split in the past does not satisfy them. They have yet a bloody Mahdi in store for the world and would like to exhibit the ugliest picture of Islam before all nations, that all people may know that Islam has always had to resort for its propagation to compulsion and the sword, and that it has not particle of truth in it to gain its conquest over hearts. It seems as if the holders of these views are not satisfied with the humiliation and decadence with Islam has already suffered, but must bring it still lower and subject it to yet more disgrace.

These men are a reproach to Islam. But God now wills that Islam should not be branded with reproaches and remain under a cloud any more. It is already so distressing to find that its opponents who have not taken the trouble to investigate matters for themselves, have it impressed upon their minds that Islam has from its very beginning been employing the sword to add to its numbers.

It is high time that all these base charges should be cleared from the face of Islam. If the Maulvis unite to root out the evil from the midst of the Mohammedans, they shall have done a lasting good to, and conferred a blessing upon their co-religionists. Such an exposition of the doctrines of Islam will further reveal the excellence and beauties of that religion to the general public, and the aversion which its opponents have conceived on account of misconception shall be turned into admiration. The clouds of dust being cleared, they shall then be able to get their light from that source of light. It is evident that no one can approach a bloody murderer.
Every one fears him, women and children tremble at his sight, and he looks like a mad man. An opponent of an alien religion cannot even pass a night with him let he should choose to be a Ghazi at the cost of his life. Such events daily occur among the ignorant frontier people, and a single bloody deed is deemed sufficient to entitle the murderer to paradise and its manifold blessings. It is shame for Mohammedans that alien races cannot

safely live as their neighbours. They cannot trust them for a single moment and hardly expect any good in times of need. They do not deem themselves save among them and shrink at the hidden belief of Ghazism.

An instance of this occurred lately here in Qadian. On the 20th of November last a European came here. Just at that time a number of my followers has assembled together and the conversation was upon a religious subject. The traveller stood apart from the assembly and was addressed in polite words. It appeared that he was apprehensive. He stated that he had seen many Mohammedans who had committed atrocious deeds of murder against Christians. He mentioned several specific instance in which such cruelty had been shown. It was then explained to him that this, the Ahmadiyya sect of Islam, abhorred such doctrines and hated their adherents such doctrines and hated their adherents. It had set before itself the noble object of uprooting this evil. Upon this he felt satisfied and stayed here for one night.

There is a lesson in this story for the pro-Jihad Maulvis. The growth of such horrible doctrines among the Muslims, has done lasting injury to the cause of Islam and created an abhorrence for it in the hearts of other nations. They have no confidence in their sympathy so long as the dangerous doctrine os Jihad finds favour with them. They cannot form a favourable opinion except of such of them as do not lead strictly religious lives and are not very scrupulous about their religious beliefs.

For all these misunderstanding none but the Muslims themselves are responsible. The blame of depriving a whole world of the recognition of Islamic truths lie at the door of the Maulvis who taught doctrine repulsive to the nature of man. How could the religion be from God, whose teachings needed the flash of the sword to get an entrance into the human heart? Such considerations were enough to keep back people from the acceptance of truth.
The true religion is that which on account of its inherent property and power and its convincing arguments is more powerful than the keenest sword, not that which depends upon steel for its existence. *(Courtesy, Review of Religions, 1902)*

Instructions

to National Amla Members of Lajna Imaillah Ireland

by Hadhrat Khalifa tul Massih V, Hadhrat Mirza Masroor Ahmad (atba)

On 18th September 2010 at Clayton Hotel.

1. Dublin is the centre of lajna Imaillah Ireland. Therefore your local president is a member of the National Amla.
2. Competitions should be held between the different Majalis. The National Amla should judge these competitions, but the Dublin Majlis president should not be included in the judgment panel.
3. The Dublin Majlis president should be relieved of the responsibility of the National Secretary Taleem, so that she can fully concentrate on her responsibilities as the regional president.
4. Explore new avenues of Tabligh. Venture into small towns and villages and make new contacts. Arrange interfaith meetings. Hold seminars in the local schools and universities.
5. Khidmat-e-Khalq Department should arrange blood donations in liaison with the Khudam. Visit the local nursing homes regularly. Meet the senior citizens housed there. This will please them as well as improve the English of those lajna members having problems with the language, proficiency in Tabligh and other departments too.
6. State that there is no term such as ‘Young Lajna’
7. The publications (Isha’at) department should design a lajna website. They can include the good features of other lajna websites in their new site.
8. The proof reading of the lajna magazine should be managed amongst yourselves or you can even send them to me.
9. The magazine should not contain anything contradicting our traditions.
10. The Tarbiyyat departments should repeatedly hold Tarbiyyat seminars. Nasirat should be taught to dress in a dignified manner from the age of seven. They should form a habit of wearing long tops. The standards of purdah for the lajna aged between 14 and 25 should be improved. Mothers should be regularly questioned if their children offer Salat and recite the Holy Quran. Ahmadi girls should be encouraged to realize their position. Have discussions with them and appropriately answer their queries. Emphasize to them that if we are Ahmadis, we have to abide by the minute instructions of the shari'ah and that it is imperative to have a strong bonding with the Nizam-e-Jamaat.
11. There is no harm in sending girls to co-educated institutes provided they do not befriend boys and talk to them only when necessary. They should avoid texting, Facebook chatting and phone calls. Parents should be instructed to keep an eye on their children. Mothers should be computer literate in order to be able to monitor their children.
12. Girls/women can swim in women’s only pools in full body swim suits
13. Purdah should be observed by headscarf covering up to the hairline, and chin onwards. Coats should be loose fitting and at least knee length. Arms should be covered up to the wrists as required for Salat. Purdah is futile if the head is covered but figure hugging, revealing outfits are worn. Western outfits are permitted, provided they are modest.
14. Meat of all permitted animals is *halaal*. The condition being that they should be bled well after the slaughter and they are not slaughtered in the name of someone other than Allah. There’s no harm in eating at KFC etc.. But do§ check if the same oil is being used to cook *halaal* meat and pork.
15. Unnecessarily talking to men gives way to undue frankness and can lead to shaking hands. Sometimes you have to shake hands inevitably but generally it should be avoided.
16. Parents should cement a friendly relationship with their children, particularly fathers with their sons so that they would not hesitate in talking about any issue. The mutual relationship should be such that children would not conceal matters from their parents
17. Your Jalsa’s should not clash with the Jama’at Jalsa’s.

(Translation by Nazia Zaffar)

Unforgettable Moments

by Hania Ahmad

14th September 2010-
This was the day that all Jamaat members of Ireland had marked on their calendar. The day that everybody was eagerly waiting for. The day that was so highly anticipated. For this was the day that was going to be remembered in our beloved little Ireland Jamaat forever. For this was the day that would be marked as a historical event. For this was the day that our beloved Hazoor Hadhrat Mirza Masroor Ahmed(atba visited Ireland for the first time.

The preparations had started months in advance. There was a lot to do and time was running out. Endless questions ran through everyones minds Will Hazoor like the welcoming tarana we sing for him. Does Hazoor prefer catered food or home made food ?Will he visit anyones homes or not?

And although we had all celebrated Eid-Ul-Fitr on 11th September, we all knew that the true celebrations would start on Hazoor's arrival.
I still remember that day quite clearly, as if it was only yesterday. All of us Lajna and Nasirat had to gather at Shamifa bajis house to practise our welcoming tarana that we would sing when Hazoor arrived, that was specially written for this occasion. We Practised and practised and practised until we knew the words inside out.
Before we knew it, the time had come and it was only a matter of minutes before we would be blessed by Hazoor's graceful presence.
The nerves had started to kick in. Everybody was nervous, and everybody only had one wish- that Hazoor would leave Ireland happily without any complaints.

Around 5:pm, as all Jamaat members were waiting outside the Clarion Hotel, Dublin, Hazoor suddenly entered . We Lajna and Nasirat started singing our tarana and seeing him stand in front of us was a feeling that I still have not forgotten. This man, who is a true man of Allah, who we see on TV every single day, who inspires us Ahmadis and acts as a role model, was standing right in front of us, only a couple of inches away from us! To say that I was speechless would be an understatement. Feelings of awe and wonder took over, leaving myself and everyone else in absolute amazement and some even shed tears of joy. It was truly a magical moment.
That same evening Hazoor led Maghrib/Isha prayers in Dublin’s Baitul Ahad. After namaz, much to our surprise, Hazoor came inside the Lajna house and asked a few questions. A few Lajna members said that this was the first time in their lives they saw Khalifa-tul-Masih V, making it a very special moment.

One of the highlights of Hazoor's trip to Ireland for me, was definitely our family mulaqat that we had with Hazoor in Galway. Having a normal, everyday conversation with him made me realize how humble and modest Hazoor is; another sign of a true man of Allah.

But the event that completed this trip for me and made it an unforgettable one was my experience during Hazoor's tour of Ireland. Originally I was not meant to be going, only my parents would go with Hazoors qafla, but much to my surprise, the night before the tour, Apa jaan very kindly asked me if I would accompany her. Without any hesitation I firmly agreed. And as Apa jaan was leaving the namaz hall, she said to my mom don't forget to bring your daughter to the tour tomorrow. It was then that I knew that this was going to be a once in a life time opportunity and words could not describe the excitement that I felt.
So the next morning, we went with the qafla. I still couldn’t believe that I was going on a tour with Hazoor, driving only two cars behind him. The drive was certainly a long one (2 hours to be exact!) but no one was complaining as we all knew that this journey was full of blessings. We finally reached our destination- The Cliffs Of Moher, Co.Clare. That was the first time I saw Hazoor in ordinary everyday clothes, without his turban and sherwani. It was quite a change but it was nice to see him like that.
As the day progressed it got quite windy and cold and one memory I have of that day is helping our beloved Apa jaan down the stairs of O'Brien’s tower.

Another beautiful memory I have of that day, is in the shop in O'Brien’s tower at the top of the cliffs. It's an extremely tiny shop with barely enough room to fit five people. As my mom, Apa jaan and I were crammed in there helping Apa jaan decide on what to buy for her grandchildren, my mother suddenly nudged me to turn around. I turned around and surely there was Hazoor standing right in front of me, not an inch away from me. He gave me a smile, and that smile shall always remain in my memory.
Soon afterwards, all the qafla including myself went to lunch. Seafood is one of Hazoor's favorite types of food, so we dined in the nearby seafood restaurant. Hazoor and Apa jaan went to sit in a private area of the restaurant, while the rest of us were in the main restaurant.

Hazoor and Apa jaan went to sit in a private area of the restaurant, while the rest of us were in the main restaurant. The food was magnificent I must say, but what was even better was the fact that when Hazoor was done eating, he came up to us three Lajna and asked 'Did you like the food? Did you eat properly?' And it's these little things that makes me love and respect Hazoor even more.

The day of Hazoors departure was definitely a sad one and nobody wanted this divine experience to end, but happiness still filled everyones hearts. Happiness that Hazoor had praised our Jamaat, especially the work of the Lajna. Happiness that Hazoor blessed our Jamaat and happiness that Hazoor was leaving Ireland with an image of Ireland Jamaat as one big family in which love and friendship is eternal.

In the end all our hard work, our endless efforts and our main goals were achieved as in the following Friday Sermon on 24th September 2010 Hazoor mentioned Ireland saying we are a young but active Jamaat with good connections.

This small comment of Hazoors was all that our Jamaat asked to hear. It lit up our Jamaat, brought tears of happiness and showed that although Ireland is a small country with a small Jamaat, that does not stop us from growing and elevating towards the high expectations that Hazoor wishes us to fulfill.

May Allah bless our Jamaat with more such opportunities in the foreseeable future and may Allah grant us strength to progress as a strong Jamaat and fulfill the motto of Ahmadiyyat
"Love for All Hatred for None"
Ameen.

An Unforgettable Experience of my life

by Nida Mannan

The experience I am about to talk about is one of the happiest times of my life.
As we all know, our beloved huzoor came to Ireland for the first time for the foundation of Maryam Mosque in September 2010. I went to Dublin when our huzoor came to the hotel. We had prepared a traana and I was also participating in traana.
We spent 3 days in Galway. We were coming home on Saturday night as my mother is in National amla and we had to wait for her. I consider myself so lucky that I got so many opportunities to see our beloved huzoor. At the end of the meeting, I was asked to take a picture of our national amla with huzoor and Appa jaan. I took that picture with my camera. That was the last time I thought I would be able to see huzoor as I was leaving that night.
On Sunday morning our sadar sahiba called my mum and asked her to bring some snacks and sandwiches for huzoor and for the security team at the airport. We had to serve the snacks with tea before huzoor's departure. My dad went to groceries while my mum and I prepared the food.
On Monday morning, my mum and I took a bus and we arrived at the airport and went to VIP'S lounge. We served everything on tables. Sadar sahiba also brought fruit salad.
There were only 4 lajna including me. We all sat with appa jaan and she tasted everything. She really liked the food we made, especially fudge.
Then we heard that huzoor will come to sit with appa jaan for tea. Again, I was speechless the moment, I saw huzoor coming in. All the ladies were leaving the room and I was about to go outside when I said *"Asalaam-o-Alaikum, huzoor"* he said *"walaikum-salaam"* and then he turned and said "Aren't you the one, who took the picture of National Amla the other day". I was amazed that huzoor remembered me. I said "yes". Then huzoor asked my father's name. And then he asked mine. Appa jaan told huzoor that I made all these things and that she really liked the fudge.
He sat on the other sofa and I stood there beside Appa jaan. Appa jaan asked me to serve all the things and a glass of water to huzoor. Huzoor asked me how I made rolls and he really liked the fudge. While eating, huzoor asked me a few question.
I just could not believe that huzoor would eat the food I made right in front of me. It was more than I expected.
It's just hard to explain how I felt at that time. I did wish if I could get a chance to serve the food I made however, I never ever thought I could actually stay with Appa jaan and huzoor while they taste the things I made. Alhumdullillah, not only did they like my food but also, they appreciated us. I must say that I am blessed that I got a chance to spend so much time with huzoor and Appa jaan just before they were leaving for London.
That day was the happiest day of my life. I will never ever forget that. I would also like to thank our sadar sahiba for giving us a chance to make snacks for huzoor. I am truly grateful to you, *Jazakallah.*

Ultimate Victory

"People of the World may be inclined to think that it is Christianity which may ultimately spread throughout the world, or it may be Buddhism which will prevail in the end. But they are certainly wrong in these conjectures. Remember that nothing happens on this Earth unless it has been so willed in Heaven. And, it is the God of Heaven who revealed to me that ultimately it will be the religion of Islam which will conquer the hearts of people. (Braheen e Ahmadiyya, pt.5: Roohani Khazain Vol 21, p 427)

Hazoor in Ireland

by Nudrat Malik

By the grace of Allah, our beloved Khalifa-tul-Massih graciously bestowed us with his presence. This was his first visit to Ireland and it was an honor to partake in the blessing of hosting him.

I am pretty sure that everyone either had a miraculous experience or a moment of spiritual uplifting while our beloved Imam was amongst us. I had some personal experiences during Huzur's trip. The blessings of his prayers continue to shower on me as we speak. God bless Khilafat. Without getting into details, I will mention the highlights of my experiences with Huzur.

I remember standing and waiting for him for hours just to get a glimpse of his beautiful face during his visit to North America. This was an entirely different experience. I felt as if he was here only for me. I am pretty sure this is how every Ahmadi feels when they meet with Huzur. I cannot possibly put my feelings in words because the words can never do justice to the love for Khilafat. I wished that God ceased time so that we could just sit down and spend time with our beloved Huzur.

I feel so fortunate that I got a chance to meet with Huzur twice: once with my family and once with the Amila members. I remember being really nervous before Huzur's mulaqat with the national Amila. I felt true comfort during our mulaqat because Huzur was friendly and kind. All the troubles and fears vanished as soon as this prince of love and peace started to talk to us. Such was his polite gesture. I discussed my department with him and felt as spiritually charged after our mulaqat.

Meena Bazaar

Report

By the grace of Allah, Lajna Imaillah Ireland organised the first ever Meena Bazaar in June 2010, which was very successful, Alhumdullillah. Lajna from all the regions (East, West, and Cork south west) participated in this Meena bazaar. There was a great variety in the stalls from clothes to food stalls and kids corner was also well appreciated among kids. We also displayed Jama'at's books and many Irish people bought books.

33 lajna and 10 nasirat attended and participated in Meena Bazaar. There was a bouncy castle for all the kids. There were women and children from different communities who made this Meena Bazaar a great success, including Arabic women, Pakistani, Indian, Chinese and Irish.

We also sent invitations to 6 parliamentarians; however, Catherine John (councillor) and Jonah Duffy (TD) attended Meena Bazaar. They appreciated our efforts to introduce our culture to other communities. Also, one Gardie attended the Meena Bazaar; she really liked our dresses and food and nearly talked to everyone at the Meena Bazaar. I'd like to thank them that they took the time out of their busy schedule. We are very grateful to them.

Through this Meena bazaar, we not only introduced our culture but also, our religion "Islam Ahmaddiyyat". It created awareness about our religion Islam, as well as a good image of our Jama'at.

We would like to thank sadar khudamul-Ahmadiyya for their support and help. We hope to continue to organise this event every year and May Allah enable us all to contribute in this event, Amen.

by Alia Javed

World Religions

(Writings of the Promised Messiah, Hadhrat Mirza Ghulam Ahmad Qadiani a.s)

" Of all the principles to which I have been made to adhere firmly, there is one that has specifically been revealed to me by God Himself. That principle is to desist from declaring false in essence, such religions as have been revealed by God through His prophets and which have the following characteristics. They have met wide acceptance in certain regions of the world; having survived all challenges, they have become well established and deeply rooted. Having stood the test of time for long, they have acquired a measure of age and an air of permanence. According to this principle, such religions are essentially true and their founders were most certainly true prophets of God.

(Tohfa Qaisariya Roohani Khazaain Vol 12, p 256)

This os most attractive and peace giving principle which provides the basis for reconciliation amongst nations and promotes better moral conduct. This principle teaches us to believe in the truth of all prophets wherever thy might have appeared; India, Persia or China or any other country and for whom God has filled the hearts of millions of people with awe and deep respect and has caused their religions to be firmly rooted.

(Tohfa Qaisariy, Roohani Khazain Vol 12, p 259)

HEALTH CORNER

Eating Fruits

We all think eating fruit means just buying fruit, cutting it up and popping it into our mouths. It's not that easy. It's important to know how and when to eat fruit.

What's the correct way to eat fruit?

IT MEANS NOT EATING FRUIT AFTER A MEAL! FRUIT SHOULD BE EATEN ON AN EMPTY STOMACH.

Eating fruit like that plays a major role in detoxifying your system, supplying you with a great deal of energy for weight loss and other life activities..

FRUIT IS THE MOST IMPORTANT FOOD. Let's say you eat two slices of bread, then a slice of fruit. The slice of fruit is ready to go straight through the stomach into the intestines, but it's prevented from doing so.

In the meantime, the whole meal rots and ferments, and turns to acid. The minute the fruit comes into contact with the food in the stomach, and digestive juices, the entire mass of food begins to spoil.
Eat your fruit on an empty stomach, or before your meal! You've heard people complain: Every time I eat watermelon I burp, when I eat durian my stomach bloats, when I eat a banana I feel like running to the toilet, etc. This will not happen if you eat the fruit on an empty stomach. Fruit mixes with the putrefying other food and produces gas.
Hence, you bloat!

Graying hair, balding, nervous outburst, and dark circles under the eyes - all of these will NOT happen if you eat fruit on an empty stomach.

There's no such thing as some fruits, like orange and lemon are acidic, because all fruit becomes alkaline in our body, according to Dr. Herbert Shelton who did research on this matter. If you have mastered the correct way of eating fruit, you have the Secret of Beauty, Longevity, Health, Energy, Happiness and normal weight.
When you need to drink fruit juice drink only fresh fruit juice, NOT from the cans. Don't drink juice that has been heated.
Don't eat cooked fruit; you don't get the nutrients at all. You get only the taste... Cooking destroys all of the vitamins.

Eating a whole fruit is etter than drinking the juice. If you should drink the juice, drink it mouthful by mouthful slowly, because you must let it mix with your saliva before swallowing it. You can go on a 3-day fruit-fast to cleanse your body. Eat fruit and drink fruit juice for just 3 days, and you will be surprised when your friends say how radiant you look!

KIWI: Tiny but mighty, and a good source of potassium, magnesium, vitamin E & fiber. Its vitamin C content is twice that of an orange!

AN APPLE a day keeps the doctor away?
Although an apple has a low vitamin C content, it has antioxidants & flavonoids which enhances the activity of vitamin C, thereby helping to lower the risk of colon cancer, heart attack & stroke.

STRAWBERRY: Protecti ve Fruit. Strawberries have the highest total antioxidant power among major fruits & protect the body from cancer-causing, blood vessel-clogging free radicals.

EATING 2 - 4 ORANGES oranges a day may help keep colds away, lower cholesterol, prevent & dissolve kidney stones, and reduce the risk of colon cancer.

WATERMELON: Coolest thirst quencher.
Composed of 92% water, it is also packed with a giant dose of glutathione, which helps boost our immune system. Also a key source of lycopene, the cancer-fighting oxidant.
Also found in watermelon: Vitamin C & Potassium..

GUAVA & PAPAYA: Top awards for vitamin C.
They are the clear winners for their high vitamin C content. Guava is also rich in fiber, which helps prevent constipation.
Papaya is rich in carotene, good for your eyes..

Drinking Cold water after a meal = Cancer!

Can u believe this? For those who like to drink cold water, this applies to you. It's nice to have a cold drink after a meal, however, the cold water will solidify the oily stuff that you've just consumed, which

slows digestion. Once this 'sludge' reacts with the acid, it will break down and be absorbed by the intestine faster than the solid food. It will line the intestine. Very soon, this will turn into fats and lead to cancer.. It is best to drink hot soup or warm water after a meal.
A serious note about heart attacks.

HEART ATTACK PROCEDURE

Women should know that not every heart attack symptom is going to be the left arm hurting. Be aware of intense pain in the jaw. You may never have the first chest pain during the course of a heart attack. Nausea and intense sweating are also common symptoms. Sixty percent of people who have a heart attack while they're asleep do not wake up. Pain in the jaw can wake you from a sound sleep. Be careful, and be aware. The more we know, the better our chance to survive.

Sent by Tayyaba Mahsood

HEALTH CORNER

Breast Feeding

by Dr. Rubina Karim

History of breast feeding is as old as human life. Today I'll discuss a little about the benefits of barest feeding, because how you choose to feed your baby is an important decision, it will affect your child's health for years to come. I hope this information will help you to make the right choice for you and your baby. In my opinion, if your baby could choose he/she would probably want to be breastfed. Believe me in this way you have nothing to lose and have lots to gain, so give it a try and seek support whenever you need it.

Benefits of breastfeeding
Breastfeeding is much more than a way of feeding your newborn. Nursing has scientifically proven long-lasting health benefits for you and your baby. If you breastfeed exclusively for six months, you can lower your risk of developing breast and ovarian cancers, and give your baby the best start in life. Even nursing your baby for their first six months has benefits for much later in life. A healthy baby means fewer trips to the doctor and reduced parental anxiety.Infant formula isn't the same as breast milk. It's not a living product so it doesn't have the antibodies, living cells, enzymes or hormones that protect your baby from infections and diseases later in life.

Benefits for Baby
This is easy to digest and provides the perfect balance of carbohydrates, fats and protein
It supports their immune system as it contains antibodies that protect babies from infections and diseases. For example breast milk can heal eye infections in your baby because it has antiseptic properties
It can lowers the risk of obesity
It reduces the incidence of allergies such as eczema and asthma.
Breast feeding protects against Ear infections, Chest infection, Gastro intestinal infections, Urine infection
This is a key to better health even when your child has grown up, including lower blood pressure, lower cholesterol levels and decreases their likelihood of developing diabetes
It lowers the risk of heart disease in later life, especially for premature babies
It reduces the risk of Sudden Infant Death Syndrome (cot death) and childhood cancers
It increases his/her intelligence quotient (IQ) – breastfeeding for six months can make big differences in IQ
Breastfed babies have straighter teeth and there are fewer incidences of dental caries.
Benefits for Mothers:-
It lowers the risk of pre-menopausal breast cancer and ovarian cancer, plus heart disease and stroke; provides defences against osteoporosis, anaemia, diabetes and high blood pressure when you are older
It protects you against postnatal depression
Breast milk can heal cracked nipples
It's convenient – no equipment to sterilize unless you express and you can have a rest while you nurse
It is always available, meaning you can go anywhere at anytime without having to worry
This can help natural weight loss by burning 500-600 calories a day and speeds up the process of bringing your womb back to its normal size, so you will lose that baby weight sooner
It can delay the return of your periods
It's free so it's a cost efficient way of feeding your baby
This can give you a peace of mind that you are giving your baby the best start in life.
Breast milk nutrition facts:-
In the first days your baby is fed colostrum, special thick milk that is low in fat and high in carbohydrates, protein, vitamins and antibodies. It is easy to digest and low in volume (teaspoons rather than ounces), so your baby needs to breastfeed often. In these early days it is important to breastfeed your newborn at least 8-12 times each 24 hours. A few days after the birth, colostrum becomes mature milk, which contains proteins, carbohydrates, fats, vitamins and minerals. It also contains lactoferrin (a source of iron with antibacterial and antiviral properties) and essential fatty acids, which are important for brain development. This milk appears thinner and the supply is more abundant.
Young babies need frequent feeds – these will tend to be quicker and more spaced as your baby grows. In the first weeks, you can expect frequent bowel movements and up to six wet nappies a day – this indicates your baby is feeding well.
If your baby is feeding all the time, this could be because they might not be latched on properly or they are going through a growth spurt (by feeding often, your baby is increasing your supply).
If, at any time, you feel your baby is not thriving Seek support and medical advice.
If your baby is well but not gaining weight, try feeding her/him more often (typically every three hours, but do discuss this with a healthcare professional).

NASIRAT PAGES

Kindness to parents and children

In the moral code of Islam, kindness to parents occupies a very high position. Complete obedience to parents is enjoined upon Muslims as long as this does not conflict with one's duty to God. Similarly, parents and elders are urged to show mercy to the young. The Holy Prophet Muhammad, may peace and blessings of Allah be upon him, is reported to have said: *"He is not one of us who does not show mercy to our young ones and respect to our elders" (Abu Dau'd)* The Holy Prophet Muhammad, may peace and blessings of Allah be upon him, was fond of children and always wanted the Muslims to excel among other communities in showing kindness to children. It is also a charity in the eyes of God to attend to the children's educational needs, spiritual welfare and their general well being.

Truthfulness

History tells us that even the bitterest enemies of the Holy Prophet Muhammad, may peace and blessings of Allah be upon him, acknowledged his truthfulness and called him al-Sadiq (the truthful) and al-Amin (the trustworthy). Being so truthful and honest himself, he laid great emphasis on truth as the basis of a high moral character. The Holy Qur'an also mentions truthfulness as the most prominent quality of a Muslim.A Muslim always speaks the truth even if it goes against his own interests or the interests of his relatives or friends. Giving of false testimony, therefore, is strongly prohibited in Islam.

Write about your Mentor

A mentor is a wise and trusted counselor, guide, advisor, or teacher. Someone you look up to as a role model and as the best person you wish to be like when you get older. Someone who has already been through and dealt with what you are now having difficulty dealing with. Someone who has already achieved what you hope to achieve someday. We Ahmadi Muslims are lucky that Islam's history as well as Ahmadiyyat history has many such role models and mentors form all walks of life whose personal examples can show us the way when our life gets too difficult or confusing. These role models include the Holy Prophet[saw] and his wives[ra], the Promised Messiah[as] and his wife[ra], and all our Khulfa-e Massih and their wives. It is not necessary to pick just one favorite mentor, we can use examples from all their lives whenever they fit into a similar situation that we are facing. In addition to these mentors are daily life role models such as your mother, your grandmother, your older sister, or any older Nasirat or Lajnat that you admire. We would like to hear from you about who your mentor or mentors are?
Your article could be published on our Nasirat ul Ahmadiyya pages. Write about your and submit for publication at Nasiratul Ahmadiyya pages.

We would request all Nasirat to make it a habit to listen Friday sermons regularly. If you could not hear it Live, you should listen repeated or you should read it's summary in English at www.alislam.org !

The Holy Prophet (saw)

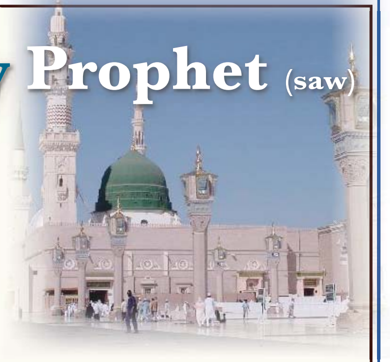

This beautiful earth and everything in it, the flowers, the fruit, the air that we breathe, the water that we drink, is all created by Allah Almighty for us. Allah loves his people and wants always to teach us how to live better lives.

To guide us Allah has, throughout history, sent prophets to all nations of the world. Adam, Abraham, Moses, Jesus and Muhammad (Peace Be upon Them) were all prophets of God. 1400 years ago, in Arabia, Allah Almighty sent His best and dearest Prophet, Hadhrat Muhammad (pbuh), the chief of all the Prophets. At the time when Hadhrat Mohammed (pbuh) came, the world was in great darkness. People had forgotten the word of God.
In Arabia, especially people had very bad habits. They worshipped stone idols, the sun, the moon, and even trees as gods. They kept slaves, they drank alcohol and some even buried their young baby girls alive.For the people of Arabia, even the thought of being kind to children was strange.
But the Holy Prophet (pbuh) taught us through his own example, that we should love our children and the best gift we can give them is to train them.

Once it is related in Hadith that The Holy Prophet (pbuh) was kissing one of his children when a Bedouin leader said to him, "You kiss your children? I have ten children and have never kissed any of them." To this the Holy Prophet replied, "If Allah has removed all mercy from your heart then what can I do?"

On another occasion a companion came to the Holy Prophet (pbuh) and told him he was giving his son an expensive gift but his wife wanted The Holy Prophet (pbuh) to witness it.

The Holy Prophet (pbuh) inquired as to whether the companion was giving all his children such gifts? The companion replied that he was not. The Holy Prophet (pbuh) said that he could not be a witness to such an injustice. This Hadith shows us The Holy Prophet's (pbuh) great sense of fairness. *(Continue to next page; 26)*

The Holy Prophet (saw)

(Continue from page 25)

The Holy Prophet (pbuh) loved children very much. This is shown when once he arrived at the mosque with his granddaughter, Amama (ra) sitting on his shoulders. He then offered the whole of his prayers like this, only putting his granddaughter down when moving into the ruku and sajada positions. He did this in every rakaat of the prayers.

Hadhrat Ayesha (ra) relates that the Holy Prophet (pbuh) treated his children with great respect. When his daughter, Hadhrat Fatima (ra) came to visit, The Holy Prophet (pbuh) would stand up out of respect and kiss her hand.

And likewise whenever the Holy Prophet (pbuh) visited Hadhrat Fatima (ra), she would stand up and would kiss his hand.

These are just a few examples of the Holy Prophet's (pbuh) kind treatment towards children. This is just one aspect of his character and his whole life is an example for us. May Allah bless us that we may be able to follow in his footsteps.

(source nasirat.uk)

DID YOU KNOW ?

(1) The chinese do not use an alphabet.They draw out in shapes whole words.These idea shapes are called ideograms.

(2) English comes from the 'Anglo-Saxons' language.

(3) The numbers we use for counting (1,2,3,4,5,6,7,8,9) are Arabic numerals.

(4) The first printed book was made in china in 868AD

(5) The 1921 treaty set up two governments in Ireland. Twenty -six counties formed the irish free state.Six counties formed Northern ireland and stayed in the Uk.

by Zanib Maida khan (Athlone)

Multiple Choice Quiz Series

Part 2 (Based on Pillars of Islam)

Fasting

Q. 1	**When do we fast?**
a	Moharram
b	Ramadhan
c	Shaban
d	Safar
Q. 2	**How many obligatory fasts do muslims offer?**
a	5/10
b	29/30
c	20/25
d	30/31
Q. 3	**Which surah in the Holy Quran mentions Lailatul Qadr?**
a	Surah Ikhlas
b	Surah Asr
c	Surah Al Nas
d	Surah Al Qadr
Q. 4	**Laila tul Qadr is better than nights?**
a	100 nights
b	40 nights
c	1000 nights
d	30 nights
Q. 5	**What is Iftar?**
a	Breaking fast
b	Closing fast
c	Prayer
d	Tilawat
Q. 6	**What is Sehri?**
a	Breaking fast
b	Prayer
c	Closing fast
d	Tilawat
Q. 7	**What extra nafl salaat do we offer in this holy month?**
a	Ishraaq
b	Chaasht
c	Istikhara
d	Tarawee
Q. 8	**What did the Holy Prophet (saw) break his fast with?**
a	Milk
b	Dates
c	Bread
d	Honey
Q. 9	**Which days do we do Aitiqaf?**
a	Last 5 days
b	First 10 days
c	Last 10 days
d	First 20 days
Q. 10	**Which Aitiqaf nights could you find Laila tul Qadr?**
a	Odd nights
b	Last 5
c	Even nights
d	First 8

Answers on next page

Quotable Quotes

1.The only place where success comes before work,is the dictionary.
2.A thing of beauty is a joy forever.
3.If wishes were horses beggars would ride.
4.A pessimist finds difficulty in every opportunity,while an optimist finds an opportunity in every difficulty.
5.Education is a better safeguard of liberty than a standing army.
6.If you make a mistake and do not correct it,this is called a mistake.
7.Go on with what your heart tells you,or you will lose all.
by Mashal Haroon (Dublin)

Five Ways To Fight online fraud

1. Make sure you have up-to-date anti-virus software and are protected against "spyware" or "malware" (software designed to infiltrate your computer without you knowing).
2. Watch out for phishing-a form of online fraud that uses fake website and emails to trick you into handing over your details. For example, you may recieve an email asking you to click on a link and enter your bank details on a genuine-looking website-usually to "protect against fraud " or claim a "prize".
3. Be careful not to share any personal information, such as your address, on popular social networking sites like Facebook.
4. Use strong passwords. Avoid information easy to find out - e.g., your mother's maiden name and dont use the same password for everything. Your password should be at least eight charcters,and have a mixture of capitals,numbers and punctuation. The longer the better.
5. Look for the padlock at the bottom of your screen before you enter your card details. The web address should also change from "http" to "https". The "s" stands for secure.

by Soha Haroon (Dublin)

Our greatest glory is not in never falling, but in rising every time we fall.
Don't let what you can't do stop you from doing what you can do.
The only man who never makes a mistake is the man who never does anything. *Theodore Roosevelt*

Imagination is more important than knowledge. Knowledge is limited. Imagination encircles the world. *Albert Einstein*

It is our choices that show what we truly are, far more than our abilities. *J.K. Rowling*

Watch your thoughts; they become words.Watch your words; they become actions.Watch your actions; they become habits.Watch your habits; they become character. Watch your character; it becomes your destiny. *Frank Outlaw*

True knowledge exists in knowing that you know nothing. Socrates Better to light a candle than to curse the darkness. *Chinese Proverb*

When angry, count ten before you speak; if very angry, a hundred. *Thomas Jefferson*

I never think of the future. It comes soon enough. *Albert Einstein*
It is easier to forgive an enemy than to forgive a friend. *William Blake*

If you can imagine it, you can create it. If you dream it, you can become it. *William Arthur Ward*

Better a diamond with a flaw than a pebble without one. *Chinese Proverb*

By Qurat ul ain Ahmed (Athlone)

What is Friendship?

- Friendship is a bond of trust mutual love and respect.
- It is all about talking, listening and building loyalty among one other
- A true friendship stays strong during good and bad times

Signs of a Good Friend

- Gives sincere advice
- Respects your opinion
- Helps you in tough times
- Does not encourage for bad deeds
- Trusts and believes you
- Does not break promises
- Does not criticise you
- Respects your parents

Multiple Choice Quiz Series - Answers!!

Q. 1	b. Ramadhan
Q. 2	b. 29/30 nights
Q. 3	d. Surah Al Qadr
Q. 4	c. 1000 nights
Q. 5	a. Breaking fast
Q. 6	c. Closing fast
Q. 7	d. Tarawee
Q. 8	b. Dates
Q. 9	c. Last 10
Q. 10	a. Odd nights

By Fareeha Aleem Dublin

Civic Reception Galway Ireland

Dublin مشن ہاؤس

برموقعہ سنگ بنیاد مسجد مریم گالوے آئرلینڈ

حضورِانور The Cliffs of Moher کی سیر کرتے ہوئے

O' Briens Tower کے سامنے

حضورِانور برموقعہ تقریب آمین، عزیزہ نبیحہ ملک

برموقعہ سنگِ بنیاد مسجد مریم گالوے آئرلینڈ

A Magazine by Lajna Imaillah Ireland

Edition 1/2011- Vol 2

I Shall Cause Thy Message to Reach the Corners of the Earth

Revealed to the Promised Messiah as

Maryam